صفحہ 193 تا 200 اس میں ناقص

تقاریظ علمائے کرام میثم قادری

برکتاب

فضل الوحید فے جواب اثبات التوحید

انوار آفتاب صداقت

جلد دوم

تقاریظ علمائے کرام وصوفیائے عظام ابقاہم اللہ تعالیٰ

(۱) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب حنفی چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت مولٰنا شاہ امانت علی قدس سرہ نکودر جالندھر

جسکو

ملک سراج الدین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

نے

فہرست مضامین کتاب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید

مؤلفہ مولوی حاجی قاضی فضل احمد سُنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پڑھ لی جس نے ہے روشندل و پکی روٹی ٭ تو وہ اپنے تئیں رازی و غزالی سمجھا

ہم مسلمان ہیں وہ کہتا ہے کافر کافر ٭ نور ایمان سے ہم پر ہیں وہ خالی سمجھا

کتاب انوار آفتاب صداقت ہمارے مطالعہ میں تھی کہ اثبات التوحید در جواب انوار آفتاب صداقت مولفہ حکیم محمد حسین صاحب امین آبادی کا اشتہار نظر سے گزارا۔ شوق گدگدایا ذوق علم نے ابھارا اثبات التوحید کو منگوایا۔ دیکھا تو استاد غالب کا یہ شعر یاد آیا۔ ؎

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی ٭ اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

اللہ اللہ! کجا وہ انوار آفتاب صداقت اور کجا یہ ظلمت کدہ اثبات التوحید قف بر تو اے چرخ گردوں تف۔ مباحث علمی سے یہ خالی مناظر تحقیق سے۔ بہ عاری ؎

خود غلط انشا غلط املا غلط

جو شخص اردو کی دو سطریں اور عربی کا ایک لفظ صحیح نہ لکھ سکے وہ قرآن مجید کے حقائق اور احادیث شریف کے نکات بیان کرے اور تصنیف و تالیف کا مدعی بنے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا ٭ لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

انوار آفتاب صداقت کا وہ کیا جواب لکھ سکتا ہے جس جاہل کی تحقیق علمی کا یہ حال ہو کہ سورہ فاتحہ کو قرآن کریم سے باہر سمجھے اور قرشی کو قریشی لکھے۔ اور لفظ اردو کو مذکور سمجھے حالانکہ یہ مسئلہ جمہور اکابر امت اور علمائے ملت کے نزدیک بطور ایک مسلمہ اصول کے ہے کہ قرآن شریف کے کسی حرف یا لفظ کا انکار کرے۔ یا یہ سمجھے کہ قرآن شریف میں سے نہیں تو وہ قطعی کافر ہے۔ خدا بھلا کرے میرے مکرم اور فاضل دوست حضرت قاضی فضل احمد صاحب کا کہ انہوں نے فضل الوحید نے جواب اثبات التوحید جس کا مسودہ احقر کی نظر سے گذرا، لکھکر اس کا پول کھول دیا ہے۔ قاضی صاحب کی عالمانہ تحقیق اور اسپر فاضلانہ نکات سونے پر سہاگہ بے اختیار داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ع این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ اللہ تعالےٰ اس راہ حق کی مشعل کو ابد تک درخشان رکھے۔ اور ایک عالم کو آپ کے فیض سے

٭ روشندل اور پکی روٹی بہت چھوٹے رسالے پنجابی زبان میں ہیں۔

نیضیاب کرے۔ آمین

حررہ فقیر مفتی سید محمد حنیف چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا شاہ امانت علی قدس سرہٗ نکودر ضلع جالندھر ۹ رشوال ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۲ اپریل ۱۹۲۷ء

(۲) تقریظ حضرت مولنا مولوی احمد مختار صاحب صدیقی واعظ لاثانی صدر جمعیۃ علمائے بمبئی مد ظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ المنزہ عن الکذب والنقصان والجد والمکان والصلوۃ والسلام علی الصادق المصدوق سید الانس والجان مسجود الخلائق و ممدوح الورحمٰن المنور الذاتی والبشر الساری فی کل یکون وقد کان وعلی الہ واصحابہ ذوی الفضل والاحسان اسلام و مسلمین بالخصوص جماعت اہل سنت والجماعت۔ پھر حضرت قاضی فضل احمد صاحب کا بیحد و غائیت احسان وکرم ہے۔ کہ انہوں نے انوار آفتاب صداقت کے ذریعہ شب دیجور وہابیت شیطنیت کا خاتمہ فرماکر دنیائے اسلام کو صراط مستقیم دکھائی۔ اور آفرمن الحاد وارتداد نام نہاد اثبات التوحید پر برق جولان فضل الوحید گراکر اسکے مضرات کو نیست ونابود کردیا جزاہ اللہ عنا وعن المسلمین اس ملحد مدعی اثبات التوحید کا ایک کرشمہ مسلمان یہ دیکھیں۔ کہ وہ سورۃ فاتحہ کو جزو قرآن ہی نہیں مانتا۔ حالانکہ رب العزت جل جلالہٗ قرآن عظیم اس کو مانتے ہیں وآتیناک سبعاً من المثانی والقرآن العظیم پھر اس رانذہ درگاہ ایزدی نے بوقت حاضری مدینہ منورہ صانہا اللہ تعالیٰ عن مکائد الشیطانیۃ والنجدیۃ حضور اکرم نور مجسم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیطرف پشت کرکے کھڑے ہونے کا حکم لگایا۔ کیوں نہ ہو اسکے گرو گھنٹال نے پیشانی آدم علیہ السلام میں اس نور انوار کی جھلک کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ اگر یہ منہ پھر آئے تو کیا تعجب ہوسکتا ہے۔ یاد رہے کہ جس کا مونہہ ان سے پھرا وہ خدا سے پھرا حضرت قاضی صاحب دامت برکاتہم نے ان مسائل خبیثہ کے علاوہ جملہ مخترعات تلبیسات شیطانیہ نجدیہ کی تردید باحسن وجوہ فرمائی ہے۔

دین کے ساتھ اس مجہول الحال نے اردو زبان کا خون بھی کیا ہے جناب قاضی صاحب مدظلہم العالی نے اسکو بخوبی واضح فرمادیا ہے۔ رب العزت بطفیل سرور عالم وعالمیان صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جناب قاضی صاحب کے فیوض وبرکات سے تا قیام قیامت مسلمانوں کو متمتع ومستفید ومستفیض فرمائے۔ آمین احمد مختار صدیقی صدر جمعیۃ علماء بمبئی۔

(۳) تقریظ حضرت مولنا مولوی محمد عبد علیم صدیقی میرٹھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھذا ھو الحق ردالبیس بعد الحق الا الضلال فقیر محمد عبد علیم الصدیقی

(۴) تقریظ منظوم حضرت مولنا شاعر بے بدل وناظم بے مثل مولوی ابو ناظم محمد کاظم "رحمتی" سراج گنج (بنگال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واہ کیا اچھی بنی ہے یہ کتاب

علم و فاضل فقیہ بے بدل — عابد حق تارک آرام و خواب

چشمہ فیض الٰہی ہیں حضور — ایک عالم انکے در سے فیضیاب

ماحیٔ بدعات اور کفر و ضلال — رہنما و ہادی ہر شیخ و شاب

حامیٔ دین محمد مصطفےٰ — رہبر خلق و ہدایت الکتاب

ہیں مباحث اور مناظر بے نظیر — حاجی و قاضی وشان کا خطاب

سر اٹھایا جب کسی مفسد نے یاں — آپ نے دکھلا دیا نیچا شتاب

کیا لکھوں تعریف انکے علم کی — ہے دلیل علم خود انکی کتاب

دشمنان دین کی تردید ہیں — بے مثیل و بعدیل ولا جواب

ہیں جوابات اسکے سب دندان شکن — کیا ہی عمدہ رد لکھا ہے آنجناب

سب دلائل اسکے ہیں از بس قوی — منکروں کے حق میں ہے بیشک عذاب

اور بھی گرچہ کتابیں ہیں بہت — لیک اس مضموں پہ ہے یہ لاجواب

زہر قاتل منکروں کے واسطے — مومنوں کیواسطے ہے شہد ناب

خار ہے یہ چشم اعدا کے لئے — دوستوں کے حق میں ہے مثل گلاب

ہے بلاشک حرز جان مومناں — تازیانہ ہے پئے نجدی کلاب

جتنے ہیں ان کے عقائد باطلہ سب کا یکدم کر دیا ہے سد باب
مجھ سے تعریف اسکی ہوسکتی نہیں یعنی دیکھی ہی نہیں ایسی کتاب
حق مصنف کو جزائے خیر دے اور دے انکو ثواب بے حساب
اے خدا اس نسخہ کو مقبول کر تاکہ ہر مسلم ہو اس سے فیضیاب
یا الٰہی عمر ان کی کر دراز بندہ کی یہ دعا ہو مستجاب

الراقم سنیوں کا خادم ابو ناظم محمد کاظم سراج گنج بنگال مورخہ ۲۵ رمضان مبارک ۱۳۴۵ھ

(۵) تقریظ حضرت مولنا مولوی افضل الفضلاء حاجی محمد نور بخش صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی توکلی ایم۔ اے پروفیسر پنشنر کالج لاہور۔

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

امابعد تیرھویں صدی ہجری کے اوائل میں عرب شریف کے ملحق عراق کے صوبہ نجد سے مطابق خبر حضور مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتنہ وہابیہ کا ظہور ہوا۔ یہ فتنہ پھیلتے پھیلتے مرض متعدی کیطرح ہندوستان میں بھی آپہونچا۔ اس فرقہ کے لوگ اپنے آپ کو موحد حقیقی اور باقی سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے ہیں اور اپنی تصانیف میں کھلے الفاظ میں اس امر کی تصریح کرتے ہیں بلکہ اپنی تصانیف کے ناموں میں بھی اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چنانچہ محمد بن عبد الوہاب نجدی نے اپنی کتاب کا نام اثبات التوحید رکھا تھا۔ اسیکی اتباع سے پنجاب میں حکیم مولوی محمد حسین قریشی ایمن آبادی نے اپنی کتاب کا نام اثبات التوحید رکھا ہے۔ موخرالذکر کتاب کو حکیم صاحب نے مولنا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی

---

[۱] یعنے حضرت مولنا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی لودہیانوی مدظلہ العالی۔ [۲] یعنے یہ کتاب فضل الوحید فے اثبات التوحید اور انوار آفتاب صداقت جیسی ضخیم کتاب جسکی تصانیف عالیہ میں سے موجود ہے ان کی تحریر علم اور معلومات دینی کی کوئی دوسرے آدمی کیا کریں۔ ان کی تصانیف عالیہ خود ہی ان کی علمی لیاقت اور تحریری قابلیت کی واضح اور روشن دلیل ہے ۱۲

پنشنر کورٹ انسپکٹر کی مشہور اور جامع کتاب انوار آفتاب صداقت کے جواب میں لکھی ہے۔ جس میں عقائد وہابیہ کی تفصیل اور تردید درج ہے جناب قاضی صاحب موصوف نے جواب الجواب میں یہ کتاب فضل الوحید لکھا ہے۔ فقیر نے ہرسہ کتب کو متعدد مقامات سے دیکھا ہے فضل الوحید میں اثبات التوحید کا رد بلیغ ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ حکیم صاحب کے پاس انوار کے دلائل اور براہین کا حقیقت میں کوئی جواب نہیں۔ اسپر آشوب زمانے میں اہل اسلام کے لئے جناب قاضی صاحب کی دونو کتابوں کا مطالعہ ازبس مفید اور ضروری ہے اور فقیر دست بدعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور اسکو مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا و مولنا ووسیلتنا فی الدارین محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین یا رب العلمین۔

۱۷ شوال ۱۳۴۵ھ

محمد نور بخش حنفی نقشبندی توکلی حال چک سہرون ناتھ ضلع لودھیانہ

(۶) تقریظ حضرت مولنا مولوی خلیفہ تاج الدین احمد صاحب دبیر انجمن نعمانیہ ہند لاہور سابق وکیل چیف کورٹ پنجاب لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فقیر اگرچہ نہ تو زمرۂ علماء میں محدود ہے اور نہ مدعی علم البتہ ننگ خاندان علماء ہے فضل ایزدی سے زندگی کا اتنا وقت ملا کہ تقریباً ہر قسم کے علماء کے مباحثات و مذاکرات کے دیکھنے اور سننے کا اتفاق کثیر رہا میرے مکرم دوست قاضی فضل احمد صاحب نے ۱۳۳۷ھ میں ایک کتاب موسومہ انوار آفتاب صداقت کلاں کرشائع کی اور مستند باسناد صحیحہ وہابیہ نجدیہ وغیرہ کے عقائد باطلہ کا ہدم کر دیا ہے۔ تقریباً ۹ سال تک تو اسکا جواب نہ ہوسکا۔ اب ایک نو عمر تازہ داخل سلسلہ وہابیہ نے حال میں ایک رسالہ موسومہ اثبات التوحید اسکے جواب میں لکھا ہے جسکی ضخامت صرف ایکسو بہتر صفحے تقطیع خورد ۲۲ × ۲۹ ہے حالانکہ جسکا جواب لکھنا چاہا ہے وہ تقریباً پونے سات سو صفحہ کی کتاب ہے۔ اس جواب لکھنے سے غرض صرف پانچواں سواروں میں داخل ہوا خیال کیا جاسکتا ہے اور نہ مجیب کی تحریر سے ظاہر ہے کہ باعتبار علوم دینیہ کے وہ کس درجہ کے

کے ہیں۔ البتہ دو باتیں انہوں نے ایسی لکھدی ہیں۔ جو ان سے پہلے کسی غیر مقلد نے لکھنے یا کہنے کی جرات نہیں کی۔ غالباً یہ جرأت اس فرقہ میں بوجہ جدید اور عارضی (انشاء اللہ تعالےٰ جلشانہ) تسلط انکے اصل ماخذ کی نسل کا حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً پر ہو جانا ہے اب یہ لوگ کھل کھیلے قریب تین چار سال ہوئے کہ انہیں اصل مصنف علام کا موضع دلیہ یوال ضلع گورداسپور میں، ایک غیر مقلد صاحب سے مباحثہ ہوا تھا۔ جو اس امر کا مدعی تھا کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناضر جاننا اور ماننا شرک ہے جو اخباروں میں شائع ہوا تھا۔ اب صاحب جدید ایسے نکلے کہ جنہوں نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۵۶ میں یہ لکھدیا کہ الحمد شریف (سورہ فاتحہ) قرآن شریف کا جزو ہی نہیں۔ شائد ایک وقت آجائے۔ کہ خود قرآن امجد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصنفہ کہنے لگ جائیں۔ تو ایسے جدت خیالات سے تعجب نہیں اور ادب وتعظیم طبیعت میں اسقدر ہے کہ صاف لکھدیا کہ روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر سلام گذارش کرے تو قبلہ کیطرف منہ اور مرقد اطہر کی طرف پشت کرکے کھڑا ہو۔ انشاء اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو میدان عرصات میں بھی حضور باعث تکوین عالم کیطرف پشت ہی کرنا ہوگا۔ اور مواجہ نصیب ہوگا۔ فقیر ضعف بصارت سے معذور ہے اسلیے سارے رسالہ مجیب کو مطالعہ نہیں کرسکا۔ یہی دو چار مقامات سماعت کرلیے غالباً باقی رسالہ میں ایسے ہی عجائبات بھرے ہونگے اللہ تعالےٰ ہدایت دے اور قاضی صاحب کو اپنی حسن عقیدت اور اس محنت شاقہ اجر جزیل عطا فرمائے اور انکی تصنیفات کو مسلمانان اہلسنت کے مضبوطی عقائد کا ذریعہ کرے۔ اور انکے اپنی معاد کے لئے ذخیرہ۔ آمین یا رب العلمین۔ فقط

فقیر تاج الدین احمد عفی عنہ ممبر انجمن نعمانیہ ہند لاہور سابق وکیل چیفکورٹ پنجاب۔

۲۰۔ شوال ۱۳۴۵ھ

(۷) تقریظ حضرت مولنا مولوی سید حبیب شاہ صاحب مدرس مدرسہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ ہند لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مولنا مولوی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی لودہیانوی نے اس طبی

کو جس نے بہت سے احکام شرع میں غلو کرکے ایک رسالہ لکھا ہے اور اسمیں یہ بھی لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن شریف کا جزو نہیں ہے۔ اور اس نے یہ بھی گستاخی کی ہے کہ جب روضہ مبارکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی شخص دعا اور صلوٰۃ کے لئے کھڑا ہو تو اسکی طرف پشت کرکے کھڑا ہو ایسا شخص جو قرآن پاک سے منکر ہو۔ بیشک شرع میں کافر سمجھا جائیگا اور ایسا گستاخ بھی اسی حکم شرع میں داخل ہوگا۔ فقط

فدوی حبیب شاہ عفی عنہ مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند لاہور۔

(۸) تقریظ حضرت فاضل مولنا مولوی مفتی غلام احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی امرتسری خلیفہ اعلیحضرت جامع شریعت وطریقت مولنا وسیدنا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ عالیجناب مولنا مولوی قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر کے انوار اور ضیاء سے مومنین کے قلوب پر نورانیت آگئی تھی مگر بقول شیخ سعدی الرحمۃ ؎

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روئد و در بوم خار و خس

ضالین ومضلین کی آنکھوں میں ان انوار سے چکاچوند پیدا ہو گئی اور کسی وہابی نے اسکے بعض حصص کا بخیال خود جواب لکھا اگرچہ علماء اور صاحب فہم وذکا کے سامنے دونوں کتابیں رکھدی جائیں تو ثابت ہوتا ہے کہ جواب درحقیقت جواب نہیں۔ اس لئے میرے خیال میں اس لغو رسالہ کا جواب چنداں ضروری نہ تھا۔ لیکن اس رسالہ پر آٹھ وہابی مولویوں کی تقریظیں ہیں جن سے عوام کے گمراہ ہونیکا خطرہ ہے اس لئے قاضی صاحب موصوف نے اس کا جواب دینا ضروری سمجھا۔ اس جواب کو میں نے دیکھا اور بعض مقامات کو خاص دلچسپی سے مطالعہ کیا۔ وہابی مجیب کے ہفوات واہیہ کی تقلیع بوجہ احسن کر دی گئی ہے اور ثابت کر دیا گیا کہ وہابی مجیب نے محض جماعت وہابیہ کی اشک سوئی کے لئے فضول جواب لکھا تھا۔ وہابی مجیب نے ہمت تو بڑی کی کہ جس کتاب کے جواب سے اسکے گروہ کے اکابر ساکت وقاصر رہے تھے اسکا برائے نام جواب لکھا اور اپنی گمنامی کو شہرت سے تبدیل کرنے کی کوشش کی جسمیں وہ ایک حد تک کامیاب ہو گیا کہ آٹھ غیر مقلد مولویوں

نے اسکی تصدیق کردی۔ لیکن اس شہرت کے مقابلہ میں اسکی خجالت وندامت زیادہ وزن رکھتی ہے اور امید ہے کہ آیندہ کبھی اس میدان میں قدم نہ رکھے گا۔

خداوند کریم کے فضل وکرم سے امید ہے "قاضی صاحب کا جواب الجواب فضل الوحید نور الانوار ثابت ہوگا۔ اور اس کے انوار وبرکات سے مومنین اہلسنت کے قلوب روشن ہونگے اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی ہمت میں برکت عطا فرمائے۔ آمین۔

الراجی الی رحمۃ ربہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد امرتسری۔

(۹) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی ابو البرکات سیّد سید احمد صاحب سنی حنفی قادری رضوی الوری ثم لاہوری مدیر انجمن حزب الاحناف لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدٰنا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولٰنا وشفیعنا وشفاء صدورنا وقرۃ عیوننا وسرور قلوبنا محمّدا عبدہ ورسولہ بالحق ارسلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وصحبہ وحزبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ امابعد فقیر حقیر درماندہ نفس شریر ابو البرکات سید احمد سنی قادری رضوی الوری مدرس دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور ارباب سنت واخوان ملت کی خدمتمیں گذارش پرداز ہے کہ احقر نے کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم مسماۃ فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید مصنفہ حامی سنن ماحی فتن حضرت مولٰنا مولوی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی لودہیانوی کے بعض مواقع مخصوصہ کا استماع کیا حضرت ممدوح نے کمال قابلیت وعلمیت کے ساتھ وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ کی دریدہ دہنی کا جواب شافی وتردیدہ کافی فرماکر کافہ اہلسنت والجماعت پر احسان وکرم فرمایا اور اس کتاب مستطاب کے ذریعہ مسلمانان عالم کو چاہ ضلالت ودرطہ ہلاکت سے نکال کر شاہراہ رشد وہدایت دکھایا۔ جزاہ اللہ عنا ومن سائر المسلمین خیرًا لاریب سورہ فاتحہ کا منکر اور خارج از قرآن بتانیوالا کافر مرتد خارج از اسلام ہے اور جو اسکے کفر پر مطلع ہوکر اسکو کافر ومرتد نہ جانے یا اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر بے ایمان ہے کہ صریح نصوص کا انکار کرتا ہے۔ مولیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ ولقد اٰتینٰک سبعًا من المثانی والقراٰن العظیم علی ھذا

اس شیطان رجیم کا یہ کہنا کہ آستان عرش نشان حضور پر نور سید عالم نور مجسم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی حاضری کیوقت روضہ اقدس واطہر کو پشت کرکے کھڑا ہونا چاہیئے اسکے خبث باطن اور ذریت شیطان ہونے کی بین دلیل ہے کہ اس کے معلم اول رئیس الشیاطین علیہ لعنۃ رب العالمین نے بھی تعظیم نور سید المرسلین محبوب رب العلمین جلوہ افروز پیشانی سیدنا آدم علیہ السلام سے اعراض کرکے روگردانی کی تھی۔ فالمھم اللہ تعالیٰ ان یوفکون۔ برادران اسلام اہلسنت ان دشمنان دین وملت سے بچو اور اپنے احباب کو بچاؤ۔ اور انوار آفتاب صداقت کا مطالعہ کرکے اپنے دین وایمان کو محفوظ رکھو۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

نمقہ بقلمہ وقالہ بفمہ العبد المذنب ابو البرکات سنی حنفی قادری رضوی الوری ثم لاہوری

(۱۰) تقریظ حضرت مولٰنا وبالعلم والفضل اولٰنا استاد الاساتذہ علامۃ العصر مولوی ومفتی سید ابو محمد محمد دیدار علی مدظلہم العالے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جلد دوم انوار آفتاب صداقت رفضل الوحید فی جواب اثبات التوحید کو میں نے متفرق جگہ سے مطالعہ کیا فی الواقعہ حامی سنت قامع بدعت قاضی صاحب بارک اللہ مصنف کتاب مذکور نے مبتدعین اور فرق ضالین خصوصًا وہابیہ نجدیہ کا بہت ہی کافی رد لکھا ہے۔ فجزاہ اللہ خیرًا۔ ابو محمد محمد دیدار علی الحنفی امجدی عفو اللہ لہ ولوالدیہ والمشائخہ ۲۰ شوال ۱۳۲۵ھ

(۱۱) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی غلام محی الدین کاگانی ضلع ہزارہ فارغ التحصیل حال مقام لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حقیقت میں جو کچھ قاضی صاحب موصوف نے کوشش اور سعی دوبارہ رد اقوال وہابیہ نجدیہ وغیرہ فرمائی ہے رد دوسری کتابوں میں شاذ ونادر ہی ملیگی۔ جزاہ اللہ فی الدارین احسن الجزاء۔ غلام محی الدین کاگانی ضلع ہزارہ بقلم خود۔

(۱۲) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی ابو احمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری معین الدین پوری گجرات حال لاہور

انوار آفتاب صداقت جلد دوم درد اصل وہابیہ نجدیہ اور مبتدعین اور گمراہ فرقوں کا کافی اور کامل رد ہے۔ رب العزت حضرت مولٰنا مولوی قاضی فضل احمد صاحب

لدہیانوی مصنف کتاب کو جزا خیر عطا فرمائے۔

بقلم خود ابو احمد فضل حسین شاہ نقشبندی قادری ساکن معین الدین پور گجرات پنجاب۔

(۱۳) تقریظ حضرت مولنا مولوی مفتی سید محمد شاہ صاحب ابن حضرت مولنا مولوی یلیین شاہ صاحب شمس العلماء ریاست پونچھ کشمیر ڈاکخانہ شہر پونچھ

امابعد فقیر حقیر نے انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم مسماۃ فضل الوحید مصنفہ حامی سنن ماحی بدعت حضرت مولنا مولوی قاضی فضل احمد صاحب حنفی نقشبندی لودہیانوی کا مطالعہ کیا حرف بحرف عین حدیث و قرآن کے مطابق پایا۔ لہذا تحقیق سے تصدیق کرتا ہوں

مفتی سید محمد شاہ ابن حضرت مولنا مولوی یلیین شاہ شمس العلماء ریاست پونچھ کشمیر

ڈاکخانہ شہر پونچھ

(۱۴) تقریظ حضرت مولنا مولوی محمد حبیب اللہ شاہ خلف الرشید حاجی حرمین نور احمد شاہ فارغ التحصیل المتوطن رامپور راجوری مقام لاہور

تصدیق مضمون ما فیہا بالکل صحیح ہے۔

بقلم خود عبد الراجی محمد حبیب اللہ شاہ خلف الرشید حاجی حرمین نور احمد شاہ

المتوطن رام پور راجوری۔

(۱۵) تقریظ حضرت مولنا مولوی محمد غنی فارغ التحصیل مقام لاہور

تحقیق کے ساتھ بندہ نے کتاب مذکورہ کا مطالعہ کیا حرف بحرف حدیث و قرآن سے صحیح پایا

عبد محمد غنی بقلم خود

(۱۶) تقریظ حضرت مولنا فاضل اجل مفتی اکمل مولوی مفتی عبد القادر مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادہوال لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وبہ نستعین۔ اگرچہ اکثر افرادی بنی نوع انسان کے جہولاً کے مصداق ہیں لیکن ادعا اسلام کے بعد (سورہ فاتحہ) جزو قرآن مجید کا انکار جہالت فائقہ اور کسا نت طینہ کا مظہر ہے۔ چنانچہ آجکل بہ مذہب محمد حسین نے سورہ (فاتحہ) ہی کا انکار کر دیا ہے اسکو اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ کو ام القرآن۔ ام الکتاب کیوں کہتے ہیں۔ اسوجہ سے کہتے ہیں۔ کہ یہ سورہ مبارکہ اصل جزو قرآن مجید ہے۔ اگر یہ جزو نہ ہوتی تو جہریہ نماز میں دیگر سورۃ قرآن کیساتھ اسکا جہر کیوں ہوتا۔ قرون سابقہ متبرکہ میں کسی نے اسمیں شک تک نہیں کیا

اب اس قرب قیامت میں عالم و فاضل ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ اپنی اجتہادی قوت سے قرآن کریم کا ہی انکار کر رہے ہیں اور انکے ہمنوا انکی تصدیق کرتے ہیں مصدق اور مصدق یکساں جہالت وسفاہت کے دلدل میں پڑے ہوئے ہیں ایسے بیعقلوں کا اسلام کیساتھ کیا تعلق ہے۔

کتبہ مفتی عبد القادر مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ مسجد سادہوال لاہور ۲۴ اپریل سنہ ۱۹۲۷ء

(۱۷) تقریظ حضرت مولنا بالعلم والفضل اولنا ادیب بیبدیل فاضل جزیل مولوی اصغر علیصاحب "روحی" پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقت یہ ہے کہ حق اور باطل کا فیصلہ کرنا اور ہر دو خصم کا اسے تسلیم کر لینا بظاہر جبتک نہ ہوا ہے اور نہ امید ہے ؎ نہ بیند مدعی جز خویشتن را ٭ کہ دارد پردۂ پندار درپیش

عقائد کا ایسے مبحث شرعی جو نصوص آیات و احادیث سے ثابت نہ ہو صحیح مان لینا مذہب آزاد ہونیکی دلیل ہے جو عقائد قرون ثلاثہ میں مسموع نہیں ہوئے اور نہ انکا ثبوت صریح آیات واحادیث سے ملکتا ہے آج کسطرح تسلیم کئے جا سکتے ہیں۔ حضرات غیر مقلدین کے عقائد کی بناء عموماً زمانہ حال کے آزادانہ خیالات پر مبنی ہیں۔ مولف فضل الوحید نے جو کچھ لکھا ہے۔ حضرات اہلسنت والجماعت کے عقائد کا آئینہ اور اسمیں کسی حق پسند کو مجال طعن نہیں ہو سکتی۔ اور یہی طعن کافی ہے۔

مولف رسالہ اثبات التوحید کا سورہ فاتحہ کو جزو قرآن مجید نہ قرار دینا ایک ایسی بات ہے جو آجتک سننے میں نہ آئی تھی۔ غالباً ایہ۔ اذا قرئ القران فاستمعوا لہ الآیۃ کا جواب دینے کے لئے یہ بات نکالی گئی ہے اور دعا کیوقت روضہ مطہرہ نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کیطرف پیٹھ کر کے کھڑے ہونا ایک ایسی گستاخی ہے جو ہرگز قابل معافی نہیں مولف رسالہ کو غالباً معلوم نہیں کہ سلف صالحین میں ارشاد ہو چکا ہے کہ دعا کیوقت قبر شریف کیطرف متوجہ ہونا جائز ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر کو نکلتے تو قبر شریف حاضر ہوتے اور دعا کرکے روانہ ہوتے۔ خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک سے (رحمۃ اللہ علیہ) پوچھا کہ میں دعا

ف مولنا صاحب نے بہت صحیح سمجھا کیونکہ علماء اہلسنت وجماعت سورہ فاتحہ کو امام کے پیچھے قراۃ کرنیکو منع فرماتے ہیں۔ اسلئے غیبت نے اس کے قرآن میں داخل ہونیکا ہی انکار کردیا اکہ پڑھنا جائز ہو جائے ۱۲ منہ

کرتے وقت قبر شریف کیطرف منہ کرکے کھڑا ہوں۔ یا قبلہ کیطرف آپ نے فرمایا تو اس شخص کے توسل سے کیسے مستغنی ہو سکتا ہے جو تیرے اور تیرے باپ ابو البشر آدم علیہ السلام کے لئے ذریعہ مغفرت ہے۔ بہرصورت مولف رسالہ اثبات التوحید نے جس عقیدت بزرگان دین کو بالائے طاق رکھ کر جواب لکھا ہے یہی وہابیت ہے کیونکہ وہابیت اور بے ادبی بزرگان دین مترادف لفظ ہیں۔ فقط اصغر علی عفی عنہٗ۔

(۱۸) تقریظ حضرت مولٰنا و بالفضل اولٰنا مولوی محمد یار صاحب خطیب و مفتی مسجد طلائی لاہور۔ مدظلہ العالی

الحمد للہ لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ۔ اما بعد میں نے کتاب مستطاب فضل التوحید نے جواب اثبات التوحید مصنفہ مولانا مولوی قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودہیانہ کو دیکھا۔ مولف رسالہ اثبات التوحید میں جو انکار رسالہ صفحہ صرف ۲۷ انکا برائے نام جواب ایک مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت مصدقہ علماء کرام و صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان وغیرہ لکھا ہے ایک بات کا بھی جواب دیا گیا بلکہ ایسی سواد ادبی کا نتیجہ اسکو یہ ملا کہ اس نے سورہ فاتحہ کو قرآن شریف میں ہونے سے انکار کر دیا جو صریح کفر ہے دوسرا امر یہ کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیوقت پشت دیکر کھڑا ہونا شیطان نے سکھلا دیا۔ اس کا جواب مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے جو دیا ہے اہل اسلام بالخصوص احناف کے لئے کافی اور وافی ہے جزاہ اللہ خیر الجزا ما حققہ وسعٰی ؛ الراقم خادم العلماء الابرار محمد یار عفی عنہ بکلمہ

خادم و خطیب و مفتی مسجد طلائی لاہور

(۱۹) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی محمد ولی اللہ صاحب شاگرد مولوی احمد اللہ صاحب اہلحدیث (غیر مقلد) امرتسری ساکن موضع بہوئیہ تحصیل پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد بندے کتاب انوار آفتاب صداقت مصنفہ قاضی فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا۔ اسکو صحیح پایا اسکے بعد ایک رسالہ مسماۃ اثبات التوحید مولفہ حکیم محمد حسین صاحب غیر مقلد کا نظر سے گذرا جو برائے نام جواب میں کتاب مستطاب انوار آفتاب صداقت کے لکھا گیا اور اسکے بعد جواب الجواب میں کتاب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید کو دیکھا جو قاضی صاحب کا مولفہ ہے۔ حق اور انصاف یہ ہے کہ واقعی انوار آفتاب صداقت کا جواب کسی ایک مضمون کا بھی نہیں مزید برآں حکیم محمد حسین نے اپنے رسالہ میں علاوہ تمام تحریرات کے دو باتیں ایسی عجیب اور نادر لکھدی ہیں۔ جو

تیرہ سو ۱۳۰۰ سال سے لیکر آج تک دنیائے اسلام میں سے کسی نے بھی نہیں لکھیں ایک یہ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیوقت روضہ مطہرہ کیطرف پشت کر کے کھڑا ہونا چاہیئے جو سخت گستاخی ہے دوسری بات یہ کہ سورہ فاتحہ قرآن شریف میں سے نہیں ہے اور نہ وہ کوئی قرآن شریف کا جزو ہے۔ یہ بات صریح انکار قرآن کریم ہے جو کفر ہے برآں مزید تعجب یہ ہے کہ آٹھ کس علمائے غیر مقلدین نے اس کتاب کی تصدیق بھی کر دی۔ قاضی صاحب موصوف نے اس کا جواب کافی طور پر لکھ دیا ہے۔

محمد ولی اللہ حنفی نقشبندی مجددی تبلیمیانہ تلمیذ مولٰنا مولوی حمد اللہ صاحب اہلحدیث امرتسر تقلیم خود

(۲۰) تقریظ حضرت مولٰنا فاضل اجل مولوی مفتی سید منظور احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی از خاندان آستانہ عالیہ نقشبندیہ مکان شریف ڈاکخانہ (دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور)

الحمد للہ الذی نزہ ذاتہ عن وھم الاشتراک فی الالوھیۃ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر البریۃ وعلی آلہ واصحابہ الذین یذبوا جہدھم باولشاعات الخضرۃ الصمدیۃ اما بعد فانی طالعت الرسالۃ الشریفۃ والصحیفۃ المنیفۃ المسمٰۃ بفضل الوحید التی الفہا حبی فی اللہ القاضی فضل احمد الحنفی مذھبًا والنقشبندی مشربًا واللودھیانوی نزیلا فی رد مسائل الکتاب الذی سمی باثبات التوحید من تصنیف اسفہ سفہا الوھابیۃ واجھل الجہلا نجدیہ محمد حسین وھو الذی لا یعلم من العلوم الدینیۃ الشرعیۃ شیئًا تطاحیث صرح فیہ ان سورۃ الفاتحۃ لیست من القرآن الکریم والحال انہا سورۃ افتتح بہا اللہ و تبارک فی کتابہ القدیم وعظمہا من جمیع سور القرآن العظیم کما قال النبی الامین علیہ التحیۃ والتسلیم لسعید بن المعلی لاعلمنک سورۃ ھی اعظم السور فی القرآن قبل ان یخرج من المسجد فلما اراد ان یخرج قال لہ الم تقل لاعلمنک سورۃ ھی اعظم سورۃ القرآن قال الحمد للہ رب العالمین رواہ البخاری فوجدتہا فی تردید الفرقۃ الضالۃ الوھابیۃ کافیۃ وفی ابطال حججہم مسًّا تل النجدیۃ وافیۃ فالمرجو منہ ان یجعلہا متلقیۃ بالقبول بین المسلمین ویحشر المولف یوم القیامۃ فی زمرۃ الصدیقین بحرمۃ حبیبہ خاتم النبیین وارحمنا برحمتک یا ارحم الراحمین آمین کتبہ العبد المذنب سید منظور احمد عفا اللہ عنہ

(۲۱) تقریظ حضرت مولٰنا مولوی قمر الدین صاحب بن حضرت مولٰنا مولوی عظیم الدین

مرحوم قریشی حنفی قادری امام و خطیب مسجد خراسیاں لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم۔ حمد و نعت کے بعد جملہ مسلمانان حنفی المذہب صحیح المشرب کو آگاہ اور مطلع کیا جاتا ہے کہ ایک کتاب صواب لاجواب مسمی فضل الوحید بجواب اثبات التوحید دیکھنے میں آئی جو ایسی کبھی سنی نہ سنائی اسکا ہر کوئی ہوا شیدائی جسکے مولف حبر النحریر نے المتقریر و التحریر صاحب حنفی حنیف منیف سنی جامع کتب متعددہ نے بدعقیتوں مفسدوں بدمذہبوں کی اندرونی پیروں ضلالتوں خیانتوں کی جڑ کاٹ دی گردن اتار دی: اور انہوں بدعقیدوں دشمنان مذہب حنفی کے شبہات دور کرنے پر قائم اور گمراہوں ملحدوں کے خرافات باطل کرنے پر دائم کمربستہ بہت برجستہ ہیں خدائے تعالےٰ قاضی صاحب موصوف و تمام احناف کے درجے بڑھائے۔ جنہوں نے بداعتقاد و مخالفان اہلسنت والجماعت کے شبہات ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے غرض کہ قاضی صاحب ممدوح زاد مجدہٗ کی کتاب مستطاب موسوم بہ آفتاب صداقت ایک بڑی مبسوط کے جواب میں طبیب محمد حسین غیر مقلد جدید نے کتاب صواب نما بنام مسمی اثبات التوحید (۱۷۲ صفحہ کا ایک رسالہ) جو حقیقت میں ایک بات کا بھی جواب نہیں لکھی جسمیں تمام جہان کے غیر مقلدوں سے دو باتیں نرالی لکھی ہیں ایک تو یہ کہ بوقت زیارت روضہ اقدس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف پیٹھ کرکے کھڑا ہونا چاہیئے جو نہایت گستاخی اور کفر ہے دوسری بات یہ ہے کہ سورہ فاتحہ قرآن شریف میں سے نہیں ہے اور نہ اسکا جزو ہے صریح انکار قرآن شریف ہے اسپر اسکے معتقدین نے خود فتوی دیدیا۔ قاضی صاحب نے ان دونوں مسئلوں کا جواب فضل الوحید میں بڑی شرح اور بسط کیساتھ دیدیا ہے اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کو دو جہان میں جزائے خیر دے آمین حررہٗ قمر الدین بن مولوی عمر الدین مرحوم امام و خطیب مسجد خراسیاں لاہور ۲۴ محرم سنہ ۱۳۴۶ھ

(۲۳) تقریظ حضرت مولنا فاضل ابن افضل الفضلاء مولوی مفتی محمد معوان حسین صاحب سنی حنفی عمری مجددی مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم یاست رامپور دام فیوضہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد ن المصطفےٰ وعلی آلہ وصحبہ نجوم الاھتداء اجمعین امابعد بندے اکثر رائے کتاب فضل الوحید کو جو بجواب اثبات التوحید لکھی گئی ہے دیکھا مولف اثبات التوحید نے رائے تقویۃ الایمان کو جسکی قاہر تردیدیں علماء اہلسنت کثرہم اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں نکالے ہیں اور بار بار انکو چھیڑ جبیر سورۃ فاتحہ کا جو قرآن ہا نیسے انکار متنزادہے کیونکہ ہوایں کار از تو آید۔ اس سے پہلے قرآن کا انکار کیا جا چکا۔ مگر نہ ان منکرین نے کچھ بنایا نہ حال کے منکرین اپنے اعوان کچھ بنا سکیں گے ولوکان بعضہم لبعض

ؔ مولانا صاحب نے ایک طویل تقریر تحریر فرمائی ہے جسمیں ہر دو مسئلہ کو نہایت واضح طور پر تحریر فرمایا ہے چونکہ

وہ مضمون طویل تھا، بخوف طوالت درج نہیں اور تقریظ کی طرح کی اسکو مختصر کر دیا گیا۔ مولف صاحب معاف فرمادینگے ۱۲ منہ

ظہیرا۔ رب العزت تبارک وتعالیٰ جزا خیر دے مولف فضل الوحید مولنا قاضی فضل احمد صاحب کو جنہوں نے کافی وافی تردید فرمادی جزاہ اللہ خیر الجزا واوصل الی غایۃ ما یتمناہ۔ کتبہٗ المحمد المدعو بمعوان حسین العمری المجددی دمقام رامپور۔

(۲۴) تقریظ حضرت مولنا مولوی غلام احمد فریدی حنفی چشتی صابری سنبھلی ثم المراد آبادی سجادہ نشین مزار پر انوار حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ الکاملین کبیر الحق والدین شیخ کبیر کلہ آوان نبیرہ حضرت باباجد امجد شیخ فرید الدین والملۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

(۸۶) بعد حمد وصلوٰۃ کے اس خاک تصنیف شریف تالیف لطیف جناب مخلصی مکرمی حامی سنت ماحی بدعت مقبول بارگاہ احد مولنا مولوی مفتی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی صانہ اللہ عن الآفات الشر الی الابد نے یہ محقق و مدقق کتاب لاجواب فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید تحریر فرماکر بدلگام دشمنان حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شرک اور کفر کی جہالت وضلالت کی کامل و کافی تردید و بیخ کنی فرمائی جزاہم اللہ خیر الجزا فی الدارین بتصدق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ اللہ!! اسپر شور و فتن آخیر زمانہ میں کیا وہاں مکاروں بدمذہبوں مفسدوں گستاخوں کی بدلگامی اس کفر و شرک کی حد تک پہونچگئی کہ کلام اقدس رب تبارک وتعالیٰ پر شیطانی جامہ معلم الملکوت کا پہنکر سلام اور اتباع قرآن و حدیث کے پردہ میں الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ پر حملہ جاہلانہ کرکے کہاکہ الحمد شریف قرآن سے باہر ہے الحمد شریف تو قرآن سے باہر نہیں البتہ اس عقیدہ والا ایمان کے دایرہ سے ضرور باہر ہے تقلید شیطانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا بیس یہ کفر حتمی ہے۔ پھر ایک نہ شد دو شد۔ سیدالکائنات مفخر موجودات علیہ وعلی آلہ اکمل التسلیم وافضل الصلوٰۃ کے روضہ انور میں مقدس قبر اطہر کیطرف پشت کرکے کھڑے ہونیکا فتویٰ واسطے ارباب طغوی کے مرتب کیا اس خبیث علیم نے اتنی بھی خبر نہیں کہ اسکا پیشوا اسکا پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی زبدۃ المناسک لفۃ اور معتقد خود میں لکھ رہا ہے کہ اس مقام تقدس ختام میں زائر بیٹھکر پشت قبلہ کیجانب اور رخ قبلہ دو عالم کعبہ انس و جان رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف نہایت ادب اور خشوع قلبی اور خضوع دلی کیساتھ دونوں ہاتھ باندھ کر دست بستہ اسطرح کھڑا ہو۔ جیسے مصلی نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ جناب مفتی و قاضی صاحب ظلہ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کی برق ریز شعاعوں سے پیشتر ہی تاریکی ہابیت کے گھونکا نور دل کا سر رگم کر دیا اور عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں نور اور دل میں سرور بڑھا دیا ایک نیم حکیم خطرہ جان دنیم ملا خطرہ ایمان بدوجہ باطلہ اس مقدس محقق متبرک علماء کی گستاخی

صداقت کیخلاف پر شیطانی ضد سے سبق حاصل کر کے اسکی تردید پر کمر باندھی ہے تو یہ قرآنی شہادت اسکی خباثت پر دلیل کافی اور حجت وافی ہے کہ اللہ جل جلالہ کفار و مشرکین کے حق میں فرماتا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون اسنے عدو کی کمر کو بالکل توڑ دیا اور اسکے ایمانی شیشہ کو پتھر پر پھوڑ دیا اور شیطان کیساتھ اسکا رشتہ جوڑ دیا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم

حررہ کا خادم العلماء والفقراء خاکسار غلام احمد فریدی حنفی قادری چشتی صابری سنبھلی ثم المراد آبادی سجادہ نشین مزار پرانوار حضرت شیخ الشیوخ قدوۃ الکاملین کبیر الحق والدین شیخ کبیر کا اور ان نبیرہ حضرت جدامجد شیخ نور الدین والملۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین - ۱۴ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۶ھ

(۲۴) تقریظ حضرت مولنا بالعلم والفضل اولنا استاد العلماء مولوی مفتی حکیم محمد نعیم الدین صاحب مدظلہم مہتمم مدرسہ اہلسنت والجماعۃ مراد آباد۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم۔ مکرمی جناب قاضی محمد فضل احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے فقیر کو اپنی کتاب فضل الوحید دکھائی۔ مستعمل میں دو ایک مقام سے دیکھا۔ اس سے پہلے جناب قاضی صاحب موصوف کی دوسری مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت کو بھی فقیر چند مقام سے دیکھ چکا ہے۔ قاضی صاحب سنی اور اہل باطل کے مقابل میں قلم اٹھا کر دین حق کی حمایت کرنا یقیناً فضل الٰہی و فضل احمدی ہے اللہ تعالیٰ جناب موصوف کو انکی مساعی جمیلہ کیساتھ تادیر زندہ و سلامت رکھے اور مسلمانوں کو انکے برکات سے متمتع کرے اور انکی سعی مشکور فرمائے و حشرنا وایاہ فی زمرۃ سید الانبیاء وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بنبی سید العالمین

کتبہ العبد المعتصم بحبل اللہ المتین محمد نعیم الدین عفا عنہ المبین ۱۹ جمادی الآخر سنہ ۱۳۴۶ھ

(۲۵) تقریظ حضرت مولنا مولوی ابو الارشاد سید سجاد حسین "سجاد" مولف کتب متعددہ متوطن قصبہ شیش گڈھ ضلع بریلی ؏

یہ رسالہ فیض مقالہ فضل الوحید مصنفہ حضرت مولنا مولوی حاجی قاضی شاہ محمد فضل احمد صاحب سنی حنفی نقشبندی مجددی لودھیانوی کو اکثر مقامات سے دیکھا فی الحقیقت رسالہ اثبات التوحید کا ایسا قاہر ردّ ہے کہ تمام وہابیہ کو عموماً اور اسکے مولف کو خصوصاً مجال دم زدن نہیں رہی۔ جزاک اللہ فی الدارین خیراً۔ فقط مورخہ یکم شوال المکرم سنہ ۱۳۴۶ھ

کتبہ ابو الارشاد خاکسار سید سجاد حسین "سجاد" مقام شیش گڈھ ضلع بریلی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد دوم

تحمید

الحمد للہ الذی وجب لہ الکمال المطلق لذاتہ فی ذاتہ وصفاتہ الذی یسبح لہ و ینزہ عن کل نقص من ارضہ وسماواتہ وتعالت حقیقتہ عن الشریک والنظیر فلیس کمثلہ شیٔ وھو السمیع البصیر کلامہ الازلی ھو الصدق وعین الیقین وقولہ الفصل والحق المبین وافضل الصلوٰۃ والتسلیم واکمل الرحمۃ والبرکۃ والتکریم علی سیدنا و مولانا محمد الذی اصطفاہ ربہ علی العلمین واتاہ علم الاولین والاخرین انزل علیہ القرآن المجید لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید وخصّہ بالکمالات التی لا یستقصٰی وعلمہ المغیبات التی لا تحصٰی وھو افضل الخلق ذاتا وشمائل علی الاطلاق واکملھم عقلاً وعلماً وعملاً بلا شقاق وختم بہ النبیین فلا رسول ولا نبی بعدہ وابد شریعتہ فلن تنسخ حتی تقوم الساعۃ وینجز اللہ وعدہ وآلہ الطیبین الطاھرین واصحابہ المؤیدین بنصر اللہ علی عدوھم حتی اصبحوا ظاھرین ٭

ترجمہ۔ تمام خوبیاں اور تعریفیں اس خدا کو جسنے اپنی ذات کے ہر کمال ذاتی اور صفاتی لازم رکھے جسکی تسبیح ہر شے کرتی ہے اور ہر نقص سے اسکی پاکی بولتا ہے جو کچھ زمین اور آسمان میں ہے اسکی ذات شریک اور شبہ سے بلند و بالا ہے تو کوئی چیز اس جیسی نہیں وہی ہے سنتا اور دیکھتا اس کا کلام قدیم سچ اور خاص یقین ہے اسکا قول حق اور باطل میں فیصلہ فرمادینے والا اور صریح حق ہے اور سب سے بہتر درود و سلام اور سب سے کامل تر رحمت اور برکت و تعظیم ہمارے سردار مولیٰ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کو اُن کے رب نے تمام جہان سے چن لیا اور اُنکو سب اگلوں پچھلوں کا علم عطا فرمایا اور ان پر قرآن عظیم اتارا جسکی طرف باطل کو راہ نہیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے حکمت والے سراہے گئے کا اتارا ہوا اور انہیں ایسے کمالات کیساتھ خاص کیا

جس کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ اور انہیں اتنے غیبوں کے علم دیئے۔ جس کا شمار نہیں وہ مطلقاً تمام جہان سے افضل ہیں ذات میں بھی صفات میں بھی اور عقل و علم و عمل میں بلا خلاف تمام جہان سے کامل تر ہیں۔ اور انپر انبیا کو ختم فرمایا۔ پس نہ انکے بعد کوئی رسول ہے نہ نبی اور انکی شریعت کو ابدی کیا اور وہ قیامت تک منسوخ نہ ہوگی اور اللہ تعالےٰ اپنا وعدہ پورا کریگا اور انکی ستھری پاکیزہ آل اور انکے اصحاب پر کہ مدد الٰہی نے دشمنوں پر جن کی تائید فرمائی یہاں تک کہ وہی غالب ہوئے۔

تمہید

امابعد۔ عرصہ تقریباً پانچ سال کا ہوا ہے کہ گروہ وہابیہ دیوبندیہ لودہیانہ نے فقیر راقم الحروف کو اسوجہ سے کہ مولود شریف کرتا اور وقت ذکر ولادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام تعظیمی کرتا اور ایصال ثواب موتے سوم دہم چہلم وغیرہ کو جائز کرتا ہے) کافر اور مشرک و بدعتی کہنا شروع کیا۔ اسپر فقیر نے وہابیہ دیوبندیہ کے عقائد کی ایک فہرست مختصر نمبر ۳۳ تک بطور اشتہار شائع کر دی تب اس گروہ میں تھلبلی مچی۔ اور کئی خطوط گمنام سب دشنام فحش سے بھرے ہوئے میرے پاس پہونچے۔ اور مشورہ کرکے ایک رسالہ ۲۴ صفحہ بنام قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف شائع کیا اور با فیما نذہ گالیوں سے اپنے دل کی ہوس کو ظاہر کیا۔ اس رسالہ کا جواب فقیر نے ایک مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت (۱۳۳۷) تاریخی نام سے ۷۲۴ صفحات پر دیا۔ اور علمائے کرام وصوفیائے عظام پنجاب وہندوستان وکشمیر وغیرہ کی خدمتمیں پیش کیا۔ جنہوں نے بعد ملاحظہ اپنی رائے کا اظہار فرمایا کہ ایسی جامع کتاب اس موضوع پر اسے پہلے کوئی لکھی نہیں گئی۔ اس کے بعد فقیر اس کتاب کو لیکر بریلی شریف میں بخدمت اعلحضرت مجدد مائۃ حاضرہ فاضل ابن فاضل ابن فاضل مولٰنا مولوی قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ حاضر ہوا۔ حضرت دیکھ کر خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ جب تک میں خود اس کتاب کو بالاستیعاب نہ دیکھ لوں۔ تب تک میری تسلی نہیں ہوسکتی۔ اور نہ میں اس پر کوئی تقریظ لکھ سکتا ہوں۔ لیکن بوجہ آشوب چشم خود پڑھ نہیں سکتا۔ دوسری صورت یوں ہوسکتی ہے۔ کہ آپ مجھے یہ کتاب حرف بحرف ابتداء سے اخیر تک سنا دیں تو میں اپنا اظہار رائے کر سکتا ہوں۔ مگر آپ کو اس میں تکلیف ہوگی۔ اور ۶ ہفتہ تک ٹھیرنا

پڑے گا۔ فقیر نے عرض کیا۔ کہ میں تکلیف کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ جناب کو اس کتاب کے سنانے کی تکلیف دوں۔ اور اس تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ حضرت نے منظور فرمایا۔ بتیس ۳۲ یوم میں اس کتاب کو ابتداء سے لے کر اخیر تک سماعت فرماکر اظہار خوشنودی فرمایا۔ اور اپنی تقریظ زرین سے کتاب کو مزین فرمایا اور اسپر ایک اجازت نامہ وعظ و تردید فرق باطلہ کی عنایت فرمایا۔ جو کتاب "انوار آفتاب صداقت" کے صفحہ ۷ پر درج ہے۔ یعنے ۲ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ کو میں اعلحضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ۲ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس کام سے فارغ ہوا۔ اور واپس لدہیانہ ہوا۔ اسکے بعد کتاب مکمل کو میاں امیر بخش پیر صاحب مرحوم کے حوالہ بغرض طبع کیا۔ کہ وہ اپنے مطبع کریمی میں اسکو طبع فرمایئں۔ انہوں نے غلطی سے اس کتاب کو کسی غیر مقلد کاتب کو کتابت کیلئے دیا اپنے لاہور میں گروہ دیوبندیہ اور غیر مقلدین میں اس کتاب کا ذکر کرکے کان کان مچادی۔ اور انہوں نے میر امیر بخش کو مجبور کیا کہ اس کتاب (انوار آفتاب صداقت) کو طبع نہ کیا جائے انہوں نے منظور کرلیا فقیر یہ خبر سنکر انکے پاس پہنچا۔ اور سمجھایا۔ تب انہوں نے منشی نور احمد صاحب کاتب حنفی المذہب ساکن امین آباد کے حوالہ کیا۔ کتابت ہوکر والحمد للہ کتاب چھپ گئی۔

ایک سال کے بعد اخیری ذی الحج ۱۳۴۲ھ) ایک شخص حکیم محمد حسین صاحب قریشی ساکن کوٹ لمبٹہ امین آبادی نے (جو منشی نور احمد صاحب کاتب کے خاندان میں سے ہیں) کچھ تھوڑا عرصہ ہوا ہے غیر مقلدین وہابیہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا ہے میری کتاب مبسوط مصدقہ علمائے کرام وصوفیائے عظام انوار آفتاب صداقت کے برائے نام جواب میں صرف ۱۷۲ صفحہ کا رسالہ مسمات اثبات التوحید لکھکر اپنا نام مصنفوں میں درج کروالیا اور پانچوں سواروں میں شمار ہوگئے۔ اس رسالہ کو لاہور سے بقیمت ایک روپیہ منگواکر دیکھا گیا۔ کوئی باضابطہ مدلل جواب نہیں۔ اس لئے نہایت افسوس ہوا کہ کوئی دیو تبدی صاحب تو جواب کے لئے نہ اٹھے۔ مگر ایک نئے تازہ غیر مقلد نے ناحق اپنا اور اپنے مبین لوگوں کا وقت ضائع کیا۔ لہٰذا بالفعل جواب الجواب کی ضرورت محسوس نہ کرکے ایک خط حکیم صاحب کی خدمت میں بغرض تصفیہ باہمی اور فیصلہ ثالثی کے لکھا گیا۔ جس کی نقل صفحہ نمبر ۲۸ پر درج کی جاتی ہے

وھو ھذا۔

نقل خط جو حکیم صاحب مولف رسالہ کی خدمت میں لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

منجانب قاضی فضل احمد سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ

بخدمت شریف حکیم محمد حسین صاحب قریشی ساکن ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

(۱) بعد ما وجب آنکہ حسب اطلاع حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب ساکن نکودر ضلع جالندھر و دیگر احبا سے معلوم ہوا کہ آپ نے میری مولفہ کتاب انوار آفتاب صداقت (۱۳۴۲ھ) کے جواب میں کتاب اثبات التوحید تالیف کی ہے۔ جو لاہور سے منگوائی گئی لازمی قاعدہ یہ تھا کہ اسکی ایک جلد میرے پاس بھی بھیجی جاتی مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔

(۲) فقیر نے آپ کی کتاب کو دیکھا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ آپ نے میرے اعتراضات کو بہمہ وجوہ قبول کرلیا اور جو جوابات آپ نے دیئے ہیں وہ از قبیل "سوال از آسمان و جواب از ریسمان" ہے گویا کچھ بھی نہیں محض منہ چڑایا ہے۔ دیوبندی صاحب نے تو کچھ ہاتھ پاؤں مارے بھی تھے۔ مگر آپ نے قبولیت کے سوا حرکت ہی نہیں کی۔

(۳) بہت سے اعتراضات کو آپ نے نظر اندازہی کردیا۔ آیات و احادیث کے مقابلہ میں ائمہ عقائد کے خلاف دیگر لوگوں کے اقوال پیش کئے ہیں۔

(۴) آپ کی کتاب کی تصدیق کسی ایک شخص آپ کے ہم عقیدہ غیر مقلد نے بھی نہیں کی حتیٰ کہ آپ کے احباب دلائل پوری وغیرہ مندرجہ تمہید نے بھی دو حرف تصدیقی ثبت نہیں کئے جس سے آپ کی کتاب حیثیت اور وقعت ظاہر ہے۔

(۵) معلوم ہوتا ہے کہ آپ غیر مقلد جدید ہیں۔ اسلئے شدید نہیں گو عنید ہیں۔

(۶) فقیر آپ کے خاندان سے واقفیت رکھتا ہے۔ جو آج تک پکے مقلد حنفی المذہب چلے آئے ہیں۔ اس لئے آپ کی حالت پر افسوس ہے۔

(۷) آپ جانتے ہیں اور قاعدہ کی بات ہے کہ جب دو شخص مختلف مذاہب میں بحث یا مناظرہ ہوتا ہے۔ تو ہر ایک یہی کہتا ہے۔ کہ میں سچا ہوں۔ اور حق پر ہوں۔ بہر حال آپ کہیں گے کہ میں سچا ہوں۔ اور میں کہوں گا۔ کہ میں سچا اور حق پر ہوں۔ اس کے تصفیہ کے لئے لامحالہ ثالث یا حکم کی ضرورت ہوگی۔ جو جانبین کا مسلمہ اور مقبولہ ہو۔ اور جو فیصلہ وہ

کرے۔ اس کو منظور کیا جائے۔ اس لئے فقیر آپ کے ساتھ مندرجہ ذیل امور پر فیصلہ طے کرنا چاہتا ہے۔

اوّل۔ آپ اور میں ایک تاریخ مقرر کرکے لاہور میں ایک مکان مقررہ پر حاضر ہوجائیں آپ جن علمائے ہم عقیدہ کو چاہیں بلالیں۔ اور میں اپنے ہم عقیدہ علماء کو بلالوں جو دو دو سے کم نہ ہوں۔ اُن کے روبرو یہ ہردو کتابیں پیش کی جائیں۔ اور وہ بعد ملاحظہ ہردو کتاب اگر متفقہ فیصلہ نہ کریں۔ تو آخری فیصلہ کے لئے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور دونوں کتابیں ان کی خدمت میں بھیجدی جاویں بھیر اُن کا فیصلہ قطعی تصور کیا جائے۔ اور کسی فریق کو اس کے منظور کرنے میں کوئی عذر نہ ہو اور خرچ اخراجات کے ہردو فریق متحمل ہوں۔

دوم۔ اگر آپ ایسا کرنا چاہیں۔ اور اس کو طوالت اور توقف کا موجب تصور کریں۔ تو یہ سہل ترین طریق ہے۔ کہ مسائل متنازعہ فیہ جو فیصلہ جات علماء حرمین شریفین زادہما اللہ تکریماً و تعظیماً کی طرف سے پہلے ہوچکے ہوں۔ ان کو ہی تسلیم کرلیا جائے۔ تاکہ فریقین کا ہمیشہ کے لئے تنازعہ رفع ہو جائے۔

(۸) آخری فیصلہ کے لئے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو ثالث و حکم اس لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ کہ ان ہردو مقامات مقدسہ کی شان تمام بلاد دنیا سے اعلےٰ اور ارفع ہے۔ اور قرآن شریف اور احادیث منیف میں اُن کی عظمت درج ہے دین وہیں سے نکلا۔ اور قیامت تک وہاں ہی رہیگا۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کیلئے یہ ہردو مقامات مقدسہ معظم اور مرجع ہیں۔ اس سے کسی مسلمان کو عذر اور انکار نہیں۔ اور نہ ہوسکتا ہے۔ لہٰذا عریضہ ہذا آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری ارسال کرکے التماس ہے۔ کہ بواپسی ڈاک مندرجہ بالا امور کا جواب باصواب عطا فرمائیں تاکیداً عرض ہے۔ زیادہ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ۔

راقم فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ

۴۔ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

نقل جواب خط از حکیم محمد حسین قریشی مولف اثبات التوحید

باسمہ سبحانہ (۷۸۶) ۱۷۔ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ ہجرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونصلی علی افضل البرایا شفیع الامم الذی مولاہ اخرجت الدنیا من العدم والذی علمنا براھین التوحید والاسلام و اخرجنا من ظلمات الکفر وعبادۃ الاصنام علی الہ واصحابہ اجمعین ○

اما بعد من جانب خادم سنت رسول الثقلین حکیم محمد حسین الی قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر پولیس۔

جواب نمبروار

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ نے سلام مسنون عمداً ترک کی ہوگی کیونکہ آپ کے نزدیک عامل بالکتاب والحدیث (نعوذ باللہ) کافر ٹھہر چکے ہیں۔ افسوس آپ سنت کو ترک کر کے حنفی بنتے ہیں۔

جواب نمبر ۱۔ کتاب اسواسطے نہ بھیجی گئی۔ کہ جب آپ نے سلف صالحین پر کفر تھوپا اور ان کے دلال کو نہ مانا تو میرے دلائل اور کتاب کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

جواب نمبر ۲۔ کتاب گو از قبیل سوال از آسمان وجواب از ریسمان ہے مگر اختصار کو مد نظر رکھ کر عاقل کو اشارہ سے کام لیا ہے۔ اگر آپ کا منہ چڑاہے تو یہ تعصب کی نشانی ہے۔ مجھے اپنے فہم وادراک سے کام لینا تھا۔ دو چندی صاحبوں کی پابندی ضروری تھی۔

جواب نمبر ۳۔ جو اعتراضات آپ کے آپ کو نظر انداختہ معلوم ہوتے ہیں۔ اسکا جواب بھی کسی نمبر کے ضمن میں ہو گا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنے خلاف اقوال کو درج کتاب کرتا۔ بلکہ کتاب میں وہی اقوال بزرگان دین درج ہیں۔ جنکا میں پابند ہوں۔

جواب نمبر ۴۔ مجھے آجکل کے علماء سے تصدیق کی ضرورت پہلے محسوس نہ ہوئی۔ کیونکہ آجکل کے علماء کا شیوہ ہے۔ کہ مدعی اسلام کلمہ گو کو کافر کہنے اور لکھنے سے نہیں جھجکتے۔ یہ یہ بات عمداً چھوڑا گیا تھا۔ مگر چند دن تک علماء کی رائیں چھپکر بہ یہ ناظرین ہونگی۔ دیگر اسباب میں سدراہ یہ بات تھی۔ کہ رائے لینے میں کتاب کو دیر ہوتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ تمام کتاب پڑھ کر علماء رائیں دیں ایسا نہ ہو کہ انوار آفتاب صداقت پر رائیں دینے والوں کی طرح بغیر پڑھے اور سوچے رائیں لکھواؤں۔ اور علماء حق ایسا کرتے تھے۔

جواب نمبر ۵۔ یہ خطاب تو آپ کے گھر سے ملنا ہی تھا۔ کہ میں غیر مقلد ہوں۔ یہ لکھنے کی آپ کو ضرورت نہ تھی۔ کہ میں غیر مقلد جدید ہوں۔ یا قدیم شدید ہوں یا عنید۔ مگر افسوس تو اس امر کا ہے کہ آپ حنفی اور آپ کی کتاب چھ سو صفحات کی اور اس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و رضی عنہ کا ایک قول بھی نہیں۔ مگر بفضل خدا میری کتاب میں اکثر اقوال امام موصوف رحمۃ اللہ کے درج ہیں کیا میں حنفی یا آپ؟ یا یوں ہی اپنے منہ میاں مٹھو ذرہ حنفیوں کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔ پھر حنفی بنئے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عامل بالحدیث کو اپنا پیرو کہا ہے۔ (اذا صح الحدیث فھو مذھبی)

جواب نمبر ۶۔ آپ مجلس علما میں انصاف مانگتے ہیں۔ افسوس کہ علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما رہے ہیں۔ مگر آپ جیسے بزرگوں نے وہابیت اور حنفیت کا جھگڑا نہ مٹنے دیا۔ کچھو پرچہ انصاف مابین اہلحدیث واحناف جو محمدی مدرسہ اجمیری دروازہ دہلی سے ملیگا۔ اس پرچہ کو ملاحظہ فرما کر آپ جرح کریں پھر جواب دیونگا۔ نیز آجکل کی بحثوں میں کہیں نہیں دیکھا گیا کہ کسی صاحب نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا ہو۔ بلکہ تعصب ہی بڑھتا گیا۔ جبتک تعصب اور جاہ وجلال کا خیال دل سے نہ نکلے بحث کا فیصلہ ناممکن۔ مگر میں اپنا فیصلہ اللہ کریم کے ارشاد پر کرتا ہوں۔ جو اسنے اپنے نبی صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کو سکھایا۔ جب کہ یہودی اور نصاری نے آپ کو مناظرہ کی دعوت دی۔ تو اللہ نے مناظرہ یوں سکھایا۔ فرمایا ان مثل عیسی عند اللہ کمثل ادم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون ○ والحق من ربک فلا تکن من الممترین فمن حاجک فیہ من بعد ماجاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین میں بھی آپ کو اسی کی طرح دعوت دیتا ہوں۔ نیز آپ نے میری کتاب کو الف سے ی تک نہیں پڑھا ورنہ آپکے خط کا جواب تمامہ ہی کتاب میں موجود ہے۔ اگر آپ انصاف چاہتے ہیں تو غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کریں۔ شاید آپ کہدیں کہ پیران پیر رحمۃ اللہ حنبلی مذہب تھے مگر یاد رہے کہ آپ مسلمہ بزرگ ہیں۔ خاصکر آپ کا دعوٰے ان سے محبت رکھنے کا زیادہ ہے اور انکی گیارہویں دیتے اور ان سے شیئاً للہ طلب کرنے کو اپنا جزو ایمان جانتے ہیں۔ مالا بد منہ ارشاد الطالبین مصنفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (یہ بزرگ آپ کے ہم مشرب ہیں۔ آپ بھی نقشبندی بنتے ہیں۔ اور وہ بھی نقشبندی تھے) خصوصاً مالا بد منہ کا صفحہ ۱۰

اور ارشاد الطالبین کا صفحہ ۱۸ ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر خفی نہیں۔ حجۃ اللہ البالغہ بھی مسلمہ کتاب ہے اسکو بھی پڑھیں زاد المعاد امام ابن قیمؒ پڑھا کریں۔

اگر مندرجہ بالا کتب کے خلاف کوئی عقیدہ اثبات التوحید میں درج ہے تو براہ مہربانی رقم فرماویں۔ فیقر مشکور ہوگا۔ نیز یاد رہے کہ اثبات التوحید کی بحث نمبر ۲-۳-۴ کوئی عقیدہ پر بحث نہیں ہے بلکہ نمبر ۲ کی بحث تو حضرتؒ کہ مولانا شہید پر ہے اور نمبر ۳-۴ آپ کیطرف سے بہتان ہے آخر میں میں آپ کو برادرانہ طور پر مشورہ دیتا ہوں کہ براہ خدا ہر ایک کو نابلی تقلید نہ جانیں۔ بلکہ صرف انہیں کی تقلید کریں۔ جنکی تقلید کا آپ کو دعوےٰ ہے اور امام حنبل کی تقلید میں ہر ایک صحیح حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ (دیکھو کتب فقہ ایسا نہ کریں حضرت بریلویوں کے مسائل کو نص قطعی تصور فرماویں۔ یا فتاووں پر اپنا مدار عمل رکھیں جیسا کہ حالی مرحوم نے کہا ہے۔ ؎

سدا اہل تحقیق سے دل میں بل ہے	حدیثوں پر چلنے میں دیں کا خلل ہے
فتاووں پر بالکل مدار عمل ہے	ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی	خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

آیندہ یاد رکھیں کہ ہر مسئلہ پر قول امام اعظم رحمہ اللہ ونور اللہ مرقدہ کا تلاش کیا کریں یوں ہی حقیقت کا دعوےٰ قابل سماعت نہیں۔ اور نہ ہی اللہ اور رسول کے سوا ہر ایک کا قول درست ہے۔ بلکہ امام صاحبؒ نے علماء حرمین شریفین کے اقوال کو حجت مانا دیکھو کتب فقہ۔ کیا آپ حنفیوں کے اقوال یا مذہب کے سوا دیگر تمام آئمہ کے اقوال مذہب کو کافر جانتے ہیں (نعوذ باللہ) جواب کی دیری کیوجہ سے معذور ہوں۔ مجھے اس پتہ پر خط لکھا کریں :-

معرفت مولوی نور احمد صاحب خوشنویس امین آباد ضلع گوجرانوالہ

راقم آثم فیقر محمد حسین قریشی العلوی

یادداشت

(۱) حکیم صاحب کا جواب خط ناظرین قارئین کے سامنے ہے آپ نے جو جواب دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ بالمشافہ علماء کرام اور ثالث یا حکم ہوا علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا منظور نہیں کرتے اور نہ فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ بلکہ تمام غیر مقلدین سے بڑھ کر مجھے

یہودی اور نصرانی قرار دیکر اور خود مرزا قادیانی کی طرح رسول اور پیغمبر بنکر مباہلہ کی دعوت دیتے ہیں۔ اندریں حالات ان کے خط مندرجہ بالا کا جواب دیا جاکر پھر آپ کی کتاب یا رسالہ اثبات التوحید کیطرف توجہ کرونگا۔ جس سے آپ کی تسلی اور غیر مقلدی کا نخیبہ اُدھڑ جائیگا انشاءاللہ تعالےٰ وما توفیقی الا باللہ

(۲) ایک کام ضروری بموجب حکم الٰہی وصیت تعمیر مسجد آگیا۔ اس لئے لدھیانہ سے اپنی اراضی موسومہ فضل آباد ڈاکخانہ میر تھل براستہ دینا نگر ضلع گورداسپور میں ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء مطابق ۱۰۔ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ کو آگیا۔ اور تعمیر مسجد و چاہ شروع کیگئی۔ تالیف کتاب میں التوا ہوا۔ امید ہے کہ مجیب کی تقاریظ بھی آجائے گی۔

جواب خط حکیم محمد حسین صاحب مولف رسالہ اثبات التوحید

مورخہ ۱۰۔ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ نمبر وار

سلام مسنون تو اُن مسلمانوں سے ہے جو اسلام میں من حیث الاسلام داخل ہیں اور جو لوگ سبیل المومنین سے جدا ہیں۔ اور انہوں نے الگ اپنا مذہب وہابی۔ محمدی۔ موحد۔ اہلحدیث قرار دے رکھا ہے۔ اور بموجب قرآن شریف واحادیث شریف اور اجماع امت مومنین کی جماعت سے خود بخود الگ ہوکر اپنے سواد تمام مسلمانوں کو کافر اور مشرک جانتے ہیں۔ اُن سے ترک سلام ترک سنت نہیں بلکہ بموجب حکم خداوندی ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور فرمان واجب الاذعان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایاکم وایاھم الحدیث عین عمل بالقران والحدیث ہے۔

جواب الجواب نمبر ۱۔ سلف صالحین کے معنے بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے۔ ہاں! آپ کے امام الطائفہ اسمٰعیل دہلوی اور محمد بن عبد الوہاب نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اس وقت تک کے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر ضرور قرار دیدیا ہے تاہم آپ انکے پیرو منکر مسلمان ہی ہیں۔

جواب الجواب نمبر ۲۔ الحمد للہ آپ نے اقبال کر لیا کہ بیشک آپ کا رسالہ از قبیل سوال از آسمان وجواب از ریسمان ہے۔ چونکہ آپ جدید مولف ہیں۔ اس لئے آپ کو پتہ نہیں۔ کہ کتاب کی تالیف کس طرح ہوا کرتی ہے۔ بالخصوص اگر کسی مخالف کی کتاب

(۱) ظالموں بے دینوں سے ملنا جلنا سلام کرنا ترک کرو ورنہ دوزخ میں جاؤگے (۲) ان وہابیوں جھوٹے دجالوں سے الگ رہو اور خود ان سے دور ہو جاؤ۔ حدیث حدیث کا مضمون ہے۔ ۱۲

کا جواب دینا ہو۔ تو کس طرح دینا چاہیئے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جب آپ کسی مخالف کی تحریر یا کتاب کا جواب دیں تو پہلے آپ مخالف کی کتاب کی یا اسکے قول کی پوری پوری عبارت بلفظہ نقل کریں اور پھر اسکا جواب دیں تاکہ ناظرین وقارئین کو پتہ نہ لگے کہ اعتراض کیا تھا۔ اور اسکا جواب کیا ہے۔ ناظرین خود اندازہ کرلیں گے۔ سبق حاصل کرنے کے لئے میری کتاب آپ کے سامنے تھی۔ لیکن پھر بھی آپ نے ایسا نہیں کیا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ میرا اعتراض کچھ تھا۔ اور جواب اس کا کچھ اور دیا۔ اسی کو منہ چڑاتا کہتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ آپ کو کسی کی بھی پابندی نہیں۔ لیکن اپنے اصول پر پابند ہونا پڑتا ہے۔

جواب الجواب نمبر ۳۔ میرے اعتراضات آپ کی کتاب کے کسی ضمن میں بھی نہیں اور لفظ "ضمناً" کو ضمن لکھنا آپ کی لیاقت علمی کا اظہار ہے۔ آپ کی کتاب کا جب جواب ہوگا۔ تب اس کا اگلا پچھلا حساب ہوگا۔ اور آپ پر عتاب ہوگا۔ جن بزرگوں کے اقوال آپ نے لکھے ہیں وہ سب کے سب مقلد ہیں۔ اور آپ کے نزدیک مشرک اُن کے اقوال کی سند آپ کیسے مانتے ہیں۔ یہ دھوکا

جواب الجواب نمبر ۴۔ یہ صحیح کہا کہ "آج کل کے علماء کا شیوہ ہے کہ مدعی اسلام اور کلمہ گوؤں کو کافر کہتے ہیں"۔ یہ صفت بعینہ علماء وہابیہ میں موجود ہے۔ کہ اپنے سواد سب مسلمانان کلمہ پڑھنے والوں جدید اور مسلمانان قدیم کو کافر کہتے اور لکھتے ہیں۔ اور روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والے کافر مولود شریف کرنے والے مشرک وکافر۔ فاتحہ ختم۔ سوم۔ دہم۔ چہلم کے ایصال ثواب کرنیوالے کافر۔ سینکڑوں باتیں ہیں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھی ہیں۔ جن میں ہم مسلمانان اہلسنت والجماعت کلمہ پڑھنے والوں کو کافر اور مشرک قرار دیا ہے۔ اور آپ نے اپنے رسالہ میں ان کی تصدیق کی ہے۔ اسی باعث سے آپ نے لکھا ہے۔ کہ "میں نے اپنی کتاب میں آجکل کے علماء کی تصدیق نہیں کرائی۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اپنے قرار کو توڑکر انہیں علماء کی رائے حاصل کرنے کا تہیہ کرلیا ہے۔ شائد یہ آپ کے علماء خیر القرون کے پچھلے تنے ہوں۔ اور کسی غار میں پوشیدہ ہوں میں انشاء اللہ تعالےٰ ان کی رائوں کا انتظار کرونگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کتاب انوار آفتاب صداقت پر تم نے علماء کی رائیں یوں ہی لکھوالی ہیں۔ علماء نے بغیر پڑھے اور سوچے رائیں لکھدیں۔ میں پوچھتا

ہوں کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام نے بغیر پڑھے کتاب پر رائیں لکھدیں کیا یہ جھوٹا علم غیب نہیں؟ علم غیب حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر تو اتنے اسرار اور انکار اور انکے علم غیب ماننے والے کافر اور بدکردار اور سزاوار نار مگر خود علم غیب کا دعوےٰ کریں تو بھی کھرے خاصے موحد۔ وہابی۔ محمدی۔ اہلحدیث پکے مسلمان جنت کے حقدار۔ میاں حکیم صاحب! آپنے علماء کرام وصوفیائے عظام مصدقین کتاب انوار آفتاب صداقت پر بہت بڑا بہتان اور افترا قائم کردیا۔ اور ایک ذرہ بھر خوف خدا نہ کیا۔ پچاس کے قریب بزرگان دین علماء وصوفیان زمانہ نے بغیر دیکھے پڑھے اپنی اپنی تقاریظ لکھدیں۔ اس سے زیادہ کیا بہتان ہوگا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بندہ خدا میں نے خود تمام علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی خدمتمیں حاضر ہو کر کتاب کو پیش کیا۔ اور ہر ایک بزرگ نے کتاب پڑھ کر اپنی اپنی تقریظ تحریر فرمائی ان تمام تقاریظ کے حاصل کرنے میں سفر پنجاب وہندوستان میں تین ماہ سے زیادہ صرف ہوئے۔ دیکھئے تقاریظ کے صفحہ ۱۹/۲ سطر ۲۰ "تقریظ اعلحضرت عظیم البرکۃ مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ حافظ قاری حاجی مولٰنا بالفضل والعلم اولٰنا شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ بریلوی کو کہ انہوں نے بتیس ۳۲ یوم میں اس کتاب کو فقیر سے حرف بحرف سنا اور پھر اپنی تقریظ لکھی۔ یعنے فقیر ان کی خدمت میں ۲۱۔ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۹ھ کو حاضر ہوا۔ اور ۳۔ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۹ھ کو وہاں سے واپس آیا۔ (دیکھو فہرست مضامین کتاب کا صفحہ، اجازت نامہ وعظ وتردید فرق باطلہ) اسی طرح علماء کرام نے نہایت غور اور سوچ کے بعد تقاریظ لکھیں۔ مگر افسوس حکیم صاحب نے اپنے فرقہ کے علماء کی حالات پر نظر کرکے ہمارے علمائے کرام پر اتنا بڑا بہتان لگا دیا۔ لیکن جن لوگوں کا وتیرہ ہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی توہین کرکے اپنرا افترا کرتے ہیں تو اگر علماء زمانہ پر افترا کرکے توہین کریں تو کیا افسوس

جواب الجواب نمبر ۵ حکیم صاحب! اسپر کیا ناراضگی ہے۔ جب کہ آپ غیر مقلد ہی وجوہ ہیں۔ ناراضگی جھوٹے خطاب پر ہوتی ہے۔ نہ کہ سچی بات پر۔ اگرچہ میں نے خط میں آپ کو غیر مقلد شدید نہیں لکھا تھا۔ اس لئے کہ آپ جدید نقل شدہ تھے مگر اب معلوم ہوا کہ آپ تمام دنیا سجز۔ ہند۔ بنگال سندھ وغیرہ کے غیر مقلدین سے زیادہ سخت...

ہیں۔ اس لیئے کہ آپ نے مجھے مباہلہ کی دعوت دی ہے۔ جو آج تک جب سے غیر مقلدی (تقریباً ساٹھ سال سے) نکلی ہے کسی اشد سے اشد غیر مقلد نے ایسی دعوت نہیں دی۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ آپ کی کتاب چھ سو صفحہ کی ہے۔ مگر اس میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا کوئی قول نہیں۔ حکیم صاحب آپ خود لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب صحیح حدیث کے مطابق ہے اور یہی ان کا قول ہے۔

جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی صحیح حدیث کے مطابق ہے۔ تو میں نے اپنی کتاب میں سب احادیث صحیحہ ہی لکھی ہیں۔ یعنی سب سے پہلے میں نے آیات قرآن شریف کو لیا ہے۔ جو حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نصب العین ہے پھر احادیث صحیحہ کو نقل کیا ہے۔ جو حضرت امام الائمہ سراج الامتہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ صحیح مذہب ہے۔ اس کے بعد ان کی خاص کتاب **فقہ اکبر** اور اس سے شروح کے حوالے دیئے ہیں۔ اور پھر دیگر کتب فقہ سے مدعا ثابت کیا گیا ہے۔ جو خاص انہیں کا مذہب ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپ کہتے ہیں۔ کہ تمہاری کتاب میں حضرت امام رضی اللہ عنہ کا کوئی قول ہی درج نہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اور یہ جو آپ نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے کہ اذا صح الحدیث فھو مذھبی وہ اسی زمانہ کے علمائے کے لئے تھا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ احادیث صحیحہ ہی آپ کا مذہب ہے۔ اور اسی سے علم فقہ کی کتب مدون ہوئیں جو احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔ پس جو آجکل کے غیر مقلد وہابی یا اہلحدیث ہیں اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کی مخالفت کرتے ہیں وہ عین قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے برخلاف ہیں۔ مگر غیر مقلد گستاخ یوں کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ تین ثلث دنیا میں جن کا مذہب ہے۔ ان کی یہ شان ہو۔

جواب الجواب نمبر ۶ آپ فرماتے ہیں کہ علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما رہے ہیں عرض تو یہ کیا گیا تھا کہ فقیر آپ کے خاندان سے واقفیت رکھتا ہے۔ وہ پکے مقلد حنفی المذہب تھے۔ اور اب بھی ہیں۔ مگر آپ کی حالت پر افسوس ہے۔ اسپر جواب ملتا ہے۔ کہ چالیس صدی سے علماء انصاف فرما رہے ہیں "سوال از آسمان جواب از ریسماں"۔ کو ثابت کر دیا۔ اور نمبر ۷ کو اسی نمبر میں داخل کر کے لکھتے ہیں۔ کہ

آپ علماء کی مجلس میں انصاف مانگتے ہیں" افسوس علماء حق چالیس صدی سے انصاف فرما رہے ہیں"۔ یہ چالیس صدی کا ایسا فقرہ ہے۔ جو کسی کے سمجھنے کے قابل نہیں۔ کیونکہ حساب میں اسوقت چودہویں صدی کا زمانہ ہے۔ چالیس صدی تو غالباً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے اس وقت پوری ہوتی ہے۔ اور اگر آپ کی مراد اس چالیس صدی سے سنہ ۱۳۴۰ھ یترہ سو چالیس ہو۔ کہ تمام وہابی غیر مقلد اور دیوبندی مشرکین سے ملگئے تھے۔ اور ایک شخص گاندہی مسلمہ مشرک کو اپنا پیغمبر وہ بر مذکر۔ مہدی قبول کر کے اس کی اطاعت کو اپنے پر فرض کر لیا تھا۔ یہانتک کہ اس نے کہا۔ کہ کھدر پہنو۔ علماء وہابیہ نے فتوے دیا کہ کھدر پہنا فرض ہے۔ نماز بغیر کھدر حرام ہے۔ یہی علماء حق ہیں۔ جو انصاف کر رہے ہیں۔ فرقہ گاندہویہ یہی ہیں جن کا مفصل ذکر آگے آئے گا۔

اس کے بعد آپ مجھے ایک پرچہ کے پڑھنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ جو دہلی میں کسی غیر مقلد کے محمدی مدرسہ میں چھپا ہے۔ نہایت افسوس ہے۔ کہ اپنے عقائد کے برخلاف قرآن شریف واحادیث شریف کو ترک کر کے کسی ایک ردی پرچہ کے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اور پھر مجھے کہتے ہیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے سوا کوئی چیز حجت نہیں۔

میں نے اپنے خط کے نمبر ۲ میں یہ لکھا تھا۔ کہ علماء کرام لاہور کے روبرو اس طرح فیصلہ کیا جائے۔ کہ میری کتاب اور آپ کی دونوں اُن کے ملاحظہ کے لئے پیش کی جائیں اور پھر اخیر فیصلہ کے لئے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کو ثالث در حکم مان لیا جائے۔ الخ۔ اسپر آپ نے بالکل سکوت۔ اور معناً انکار کر کے مباہلہ کی درخواست کر دی۔ اور مجھے دعوت مباہلہ دی۔ جس تمام دنیا کے نجدی وہندی غیر مقلدین کو مات کر دیا۔ آیات شریف اور دعوت میں کتنی غلطیاں آپ نے کیں

(۱) آیات شریف میں رسم الخط قرآنی کی در غلطیاں کی ہیں؟

(الف) لعنت اللہ کو لعنۃ اللہ لکھا۔

(ب) علی الکذبین کو علی الکفرین لکھدیا۔

(۲) یہودی اور انصاری نے آپ کو دعوت مناظرہ دی۔ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے

یہ مناظرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صرف قوم نصاریٰ کے ساتھ جو نجران رہنے والے تھے ہوا تھا۔ یہودیوں کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔

(۳) مباہلہ کی دعوت میں حکیم صاحب مرزا قادیانی کی طرح خود پیغمبر بنتے ہیں اور مجھے اور نصرانی قرار دیتے ہیں۔ اور پھر شکایتاً یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ علماء زمانہ حال کلمہ گو مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اور خود مجھے کلمہ گو بھی شمار نہیں کرتے ماشاء اللہ ابھی تو آپ غیر مقلد ہیں اور جب غیر مقلد کہنہ ہونگے تو خدا جانے کیا غضب ڈھائینگے۔ العیاذ باللہ۔

اچھا صاحب! اگر آپ اپنے تئیں پیغمبر اور رسول قرار دیتے ہیں۔ اور مجھے یہودی نصرانی جانتے ہیں۔ تو چلیئے مجھے آپ کی دعوت مباہلہ منظور ہے۔ شرائط مندرجہ شریف پر کاربند ہو کر مجھے اطلاع دیجئے۔ اس تاریخ پر میں اور آپ مکملاً لاہور کی جب مسجد شاہی میں حاضر ہو جائیں۔ اور مباہلہ باضابطہ ہو جائے۔ تاکہ علمائے کرام احناف اور لامذہب بھی حاضر ہو کر اپنے جدید بہادر غیر مقلد کی بہادری کا ملاحظہ فرمائیں اور آیت شریف کی جملہ لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ کی تصدیق کا معائنہ اور ساتھ ہی اس نکتہ پر غور فرمائیں کہ اس جملہ آیت شریف کے اعداد جمل پندرہ سو انتالیس ۱۵۳۹ ہیں جو مطابق ہوتے ہیں حکیم محمد حسین قریشی بے ادب دین دشمن اسلام کے۔ سو انشاء اللہ تعالے یہ مباہلہ اُن کے لئے عذاب حزن ہوگا۔ کیونکہ اس کے اعداد جمل بھی وہی پندرہ سو انتالیس ۱۵۳۹ ہیں۔

علمائے کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً ظاہرین علے الحق کا عزّ و وقار اور حکیم محمد حسین غیر مقلد کا اُن کے

فیصلہ سے انکار اور فرار

میں نے اپنے خط کے نمبر ۸ میں فیصلہ کی یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ پہلے علماء کرام لاہور کے روبرو ہر دو کتابیں انوار آفتاب صداقت اور اثبات التوجہ پیش کی جائیں۔ اُن کے فیصلہ کے بعد آخری فیصلہ کے واسطے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کی طرف رجوع کیا جائے۔ اور جو فیصلہ وہ فرمائیں وہ قطعی تصور ہو کر واجب العمل قرار دیا جائے۔ اور پھر فریقین کو اس کے قبول کرنے میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔ لیکن افسوس حکیم صاحب نے اس کو قبول نہ کیا۔ اس

سب ہو اکہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی فضیلت قرآن مجید و حدیث وحید سے دکھلائی جائے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جائے۔ کہ یہی جماعت علماء کرام کی ظاہرین علے الحق ہے۔ اور جن مسلمانوں کا اعتقاد اور عمل ان کے مطابق ہے۔ خواہ وہ مسلمان دنیا کے کسی گوشہ میں آباد ہوں۔ وہ صحیح اہلسنت والجماعت ہے۔ اور جو اور اعمال میں ان کے مخالف ہو۔ وہ حق کے خلاف اور اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ ہمیشہ سے یہ امر شہرت کے ساتھ چلا آیا ہے۔ کہ تمام ممالک کے علماء اور مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء کرام کو اپنا پیشوا اور بزرگ و مقتدا سمجھتے ہیں سمجھتے رہیں گے۔ جب کوئی اختلاف کسی مسئلہ میں ہوا تو علماء کرام حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً و تعظیماً کیخدمت میں لکھا گیا۔ اور جو فیصلہ انہوں نے فرمایا۔ اسکو سب نے صحیح تسلیم کر کے بسر و چشم قبول کر لیا۔ مگر افسوس آجکل کے وہابی اور غیر مقلد اس سے انکار کرتے ہیں۔ لہٰذا وہاں کی تعریف قرآن کریم اور احادیث عظیم سے دکھلاتا ہوں۔ وہو ہذا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یعنی سمجھئے کہ تحقیق آگیا حق (قرآن شریف) اسلام عبادت اللہ اور جاتا رہا باطل (شیطان شرک کفر) تحقیق باطل جانے والا ہی ہے

(وما یبدئ الباطل وما یعید) یعنے نہ ظاہر ہوگا باطل (کفر) اور نہ لوٹ کر آوے گا ان ہر دو آیات سے ظاہر ہے کہ مکہ معظمہ میں سے کفر و شرک ہمیشہ کے لئے دور ہوگیا اور پھر کبھی واپس آوے گا۔ نہ آسکتا ہے۔

(۲) اللہ تعالے فرماتا ہے ما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون یعنے کفار مکہ معظمہ کے یا متولی نہیں ہوسکتے۔ اور اس کے متولی متقی لوگ ہونگے۔ لیکن چند روز کے لئے اگر کوئی طاغی ظالم بد مذہب اس پر مسلط یا متغلب ہو جائے۔ تو اسکا اعتبار نہیں اعتبار استقلال پر ہے۔ ایسے واقعات کئی دفعہ ہو چکے ہیں۔ مثلاً یزید پلید۔ اور حجاج بن یوسف۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ اور آجکل (۱۳۴۳ھ) عبد العزیز بن سعود نجدی وہابی۔

(۳) حدیث شریف بخاری و مسلم شریف میں عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے دخل النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکۃ وحول البیت ستون

وثلثمائۃ نصب فجعل یطعنہا بعود فی یدہ و یقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا وما یبدئ الباطل وما یعید۔ ترجمہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ میں (فتح مکہ کے دن) داخل ہوئے۔ جب کہ کعبۃ اللہ شریف کے گرداگرد تین سو ساٹھ (۳۶۰) بت رکھے ہوئے تھے پس ایک چھڑی حضور کے دست مبارک میں تھی۔ اُن بتوں پر مارتے جاتے تھے اور ان آیات شریفہ کو جن کے معنے یہ ہیں کہ تحقیق آگیا (قرآن۔ اسلام۔ ایمان) اور جاتا رہا باطل (کفر و شرک) اور وہ جانے والا ہی تھا۔ اور نہ پھر کبھی لوٹ کر آوے گا۔ پڑھتے جاتے تھے

(۲) حدیث شریف۔ مسلم۔ ترمذی۔ مسند امام احمد علیہ الرحمۃ عن جابر رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ قال ان الشیطان ایس ان یعبد المصلون فی جزیرۃ العرب۔ یعنے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ شیطان ناامید ہو گیا ہے۔ اس بات سے کہ نمازی جزیرۃ العرب کے اس کو یوں پوجیں۔ یعنے کفر و شرک جزیرۃ العرب میں ہرگز نہ ہوگا۔

(۳) حدیث شریف۔ طبرانی۔ عن عبادۃ ابن صامت رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان قد ایس ان یعبد فی جزیرۃ العرب یعنے شیطان ناامید ہو گیا۔ کہ جزیرۃ العرب میں اس کی پوجا کیجائے۔

ان احادیث سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ عرب میں کفر اور شرک ہرگز نہ ہوگا جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ مکہ معظمہ میں مزارات کی پوجا کیجاتی تھی۔ اس لئے ابن سعود نجدی وہابی نے سب مزارات کو گرا دیا۔ اور ساتھ ہی ہو الیدد مساجد کو بھی گرا دیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

تفسیر کبیر۔ قسطلانی شرح صحیح بخاری۔ معالم التنزیل بیضاوی وغیرہ تفاسیر معتبرات میں لکھا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں مراد حق سے اسلام۔ قرآن اور عبادت اللہ ہے۔ اور باطل سے مراد شیطان یعنے شیطانی عقائد۔ شرک۔ کفر۔ بتوں کی پرستش وغیرہ ہے۔ پس خلاصہ اور ماحصل ان ہردو آیات کا یہ ہوا۔ کہ مکہ معظمہ میں اسلام اور قرآن شریف آگیا۔ اور کفر شرک یہاں سے جاتا رہا ہے اور پھر یہاں کبھی نہیں

آوے گا۔ رہی یہ بات کہ گناہ بھی مکہ معظمہ میں ہونگے اور مسلمانان اہل حرم کسی جرم صغائر یا کبائر میں بھی ملوث ہونگے یا نہیں۔ سو اس میں کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے اور کوئی معصوم نہیں۔ یہ مانا کہ بوجہ شرف عظمت و برکت بیت اللہ شریف کے مکان مکہ معظمہ سے گناہان کا سرزد ہونا نسبتاً کم ہوگا۔ لیکن بالکل نفی نہیں۔ ہاں! کفر اور شرک ہرگز ہرگز نہیں ہوگا ہندوستان کفرستان کیساتھ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا مقابلہ مساوات کرنا صریح قرآن شریف اور احادیث شریف کا انکار ہونا۔ اسی وجہ سے بخاری علیہ الرحمۃ نے کتاب الاعتصام بخاری میں قائم کیا ہے۔ کہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علماء کا اجماع حجت شرعی ہے اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ صرف اجماع اہل مدینہ ہی حجت شرعی ہے۔ یہ امر انہیں آیات مذکورہ بالا کی دلیل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ احادیث شریف میں آیا ہے۔ کہ ایک جماعت ہمیشہ ایسی قائم رہے گی۔ جو حق پر ہو گی۔ اور خواہ وہ جماعت کہیں بھی ہو۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ جماعت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و کرماً کے عقائد کے مطابق ہوا۔ اور جو مخالف ہونگے۔ وہ ناحق پر ہونگے۔ قرآن شریف و احادیث شریف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے تمام بلاد دنیا سے افضل ہونے میں شاہد ہیں۔ جنکا ذکر طوالت چاہتا ہے لیکن مختصراً لکھا جاتا ہے۔

علمائے اہل عرب حجاز کا ظاہرین علی الحق ہونا احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح مسلم عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزال اھل المغرب ظاہرین علی الحق حتی تقوم الساعۃ رواہ مسلم۔ یعنے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ عرب والے غالب رہیں گے حق پر یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

ف۔ غرب (غ ر ب) کے معنے حدت۔ شوکت۔ تیز مزاجی اور قوت کے ہیں۔ اور بڑے ڈول کے بھی اور اس طرف کو بھی کہتے ہیں جس طرف سورج ڈوبتا ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے فقط اہل حجاز مراد ہیں۔ اور اہل حجاز مکہ معظمہ و مدینہ منورہ

والے اور تمام عرب کے لوگ مراد ہیں۔

۲۔ مجمع البحار شرح و لغت کتب احادیث۔ مندرجہ بالا حدیث شریف کے معنے یہ لکھے جاتے ہیں یعنے غرب والے ہمیشہ حق پر غالب رہیں گے۔ یعنے شام والے اسواسطے کہ شام حجاز سے مغرب کیطرف ہے۔ یا اسواسطے کہ غرب کے معنے بہادری اور شوکت کے ہیں اور اہل حجاز کی بہادری اور شان شوکت کے ہیں یا اسواسطے کہ غرب بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کنوؤں سے پانی نکالتے ہیں۔ عرب (ع ر ب) سب سے مخصوص اور ممتاز ہیں۔ ختم ہوا ترجمہ۔

۳۔ شرح مسلم امام نواوی میں حدیث شریف مندرجہ کی شرح اس طرح پر لکھی ہے۔ کہ ہمیشہ اہل حق غرب والے ہی غالب رہیں گے علی بن مدینی محدث نامی نقاد حدیث فرماتے ہیں کہ اہل غرب سے مراد عرب والے ہیں۔ وجہ خصوصیت اہل عرب کے ہونے کی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں بڑے ڈول سے ہے اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ اہل مغرب مراد ہیں۔ اور معاذ فرماتے ہیں کہ اہل عرب سے شام والے مراد ہیں اور دوسروں کی حدیث میں بیت المقدس کا ذکر ہے اور بعض کے قول سے شام غیرہ کے لوگ مراد ہیں اور قاضی رحمۃ اللہ تو غرب کے معنے جلالت اور شدت کے لیکر اہل حجازی کیطرف اشارہ فرماتے ہیں۔ اھ

۴۔ حدیث شریف صحیح مسلم۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جفا اور سختی مشرق کے رہنے والونکے دلوں میں ہے اور ایمان حجاز کے اور مدینے کے رہنے والوں میں ہے۔

۵۔ مجمع البحار الانوار۔ شرح حدیث و دیگر کتب احادیث میں ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ دونوں مقدس مقامات ایمان کی جگہ ہیں اور انہیں دو جگہوں میں قیامت تک ایمان رہے گا۔ یہانتک کہ دجال لعین بھی ان ہر دو مقدس مقامات میں داخل نہ ہوسکیگا یہی ہر دو شہر دنیا میں ہیں جن کے علمائے کرام اور مفتیان عظام قیامت تک حق پر قایم اور غالب رہیں گے۔ انہیں کے عقائد اور اعمال صحیح ہیں جو شخص (خواہ کسی جگہ کا باشندہ ہو) ان کے عقائد صحیحہ کے مطابق ہوگا۔ وہی مفلحین میں شمار ہوگا اور جو شخص انکے مخالف ہوگا۔ وہی خاسرین میں داخل ہوکر ذلیل و خوار ہوگا۔ یہی جماعت

حزب اللہ ہے۔ جو اسلام ایمان کی جگہ کے رہنے والے ہیں اور ان حزب اللہ هم المفلحون[1] اور ان حزب اللہ هم الغلبون میں داخل ہیں[2]۔ اور قیامت تک ظاہرین علے الحق مفلحین اور غالب رہیں گے اور اسکے خلاف الا ان حزب اللہ هم الخسرون[3] گروہ شیطان اور خاسرین کا ہے۔ زیادہ تحقیق کی ضرورت ہو دیکھو۔ مختصر المیزان بکلام اسبحان مصنفہ مولنا مولوی سید دیدار علی شاہ الوری وتصانیف اعلیحضرت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولنا قاری حاجی احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ۔

فرقہ گاندھویہ کون ہے اس کی نسبت پیشگوئیاں

یہ فرقہ وہی ہے جو بلحاظ عقائد اور اعمال مخالف ہیں۔ عقائد و اعمال حضرت علماء کرام و مفتیان عظام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً سلفاً وخلفاً۔ ان کی نسبت پیشگوئیاں اور علامات مختصراً یہ ہے۔

۱۔ پہلی پیشگوئی حدیث شریف: وکان ابن عمر یرے الخوارج شرار خلق اللہ وقال انہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المومنین (صحیح بخاری) تعلیقاً شرح السنۃ امام بغوی وتہذیب الآثار امام طبری موصولاً یعنے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین خلق جانتے تھے۔ انہوں نے وہ آیات قرآنی جو کافروں کے حق میں اتری تھیں۔ مسلمانوں پر چسپان کردیں۔

اس حدیث شریف کی تصدیق یوں ہے کہ آیت شریف (۱) اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ الآیہ یعنے ٹھہرایا انہوں نے مولویوں اور درویشوں کو اپنا مالک خدا کے سوا۔ تقویۃ الایمان۔ صفحہ (ب) والذین یدعون من دون اللہ الآیہ (اثبات التوحید صفحہ ۱۵) یعنے جو لوگ سوا خدا کے اور کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ (ج) افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء الآیۃ (اثبات التوحید صفحہ ۱۱۲) (د) قالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (اثبات التوحید صفحہ ۱۲۰)

[1] بیشک اللہ کا گروہ فلاح پانیوالا ہے [2] بیشک اللہ کا گروہ ہونیوالا ہے ۱۲ [3] خبردار ہو جاؤ شیطان کا گروہ خدا پانیوالا ہے ۱۲ منہ

اسی قسم کی بہت سی آیات اور بھی اسی اثبات التوحید میں موجود ہیں جو نئے غیر مقلد صاحب نے مسلمانان اہلسنت والجماعت پر لگائی ہیں۔

دوسری پیشگوئی حدیث شریف۔ صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۱۶۲ سطر ۵ مطبوعہ مصر (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم صفحہ ۷۵۴۔ سطر ۱۰)

حضرت ابن رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں۔ اے اللہ برکت دے ہماری ملک یمن میں (مکہ معظمہ ملک یمن میں ہے۔ اور مدینہ منورہ ملک شام میں ہے) نجد والوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا برکت فرمائیے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ یہی دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے ملک شام میں برکت دے اور دے اللہ ہمارے ملک یمن میں برکت دے پھر دوبارہ نجد والوں نے عرض کی کہ ہمارے نجد کے واسطے بھی دعا برکت فرمائیے۔ راوی کہتا ہے کہ تیسری دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ھناك الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان یعنے وہاں نجد میں زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور وہاں شیطان کا سینگ نکلے گا۔ (ختم ہوا ترجمہ) حضور نے نجد کے لئے دعا نہ فرمائی

یہ پیشگوئی ۱۲۳۳؁ ہجری (بارہ سو تینتیس) میں محمد بن عبد الوہاب شیخ نجد کے ظہور سے پوری ہوئی (دیکھو کتاب رد المختار شامی کا کتاب الجہاد والبغات)

اس پیشگوئی کی تصدیق اس طرح پر ہوتی ہے۔

اوّل۔ حسب تصدیق کتاب رد المختار شامی مقبولہ ومسلمہ علماء عرب وعجم کے محمد بن عبد الوہاب شیخ نجد کی بغاوت کا قلع قمع ۱۲۳۳؁ ہجری میں ہو گیا۔ دیگر تصدیقی نکتہ یوں ہے۔

نکتہ اس میں یہ ہے کہ جب ہم محمد ابن عبد الوہاب شیخ نجد کے حروف کے اعداد جمل پر غور کرتے ہیں تو یہی سال ہجری ۱۲۳۳؁ ۱۲۳۳ ہجری برآمد ہوتے ہیں۔ اور یہی سال بغاوت اور یہی سال اور زمانہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا ہے۔ جب کے ان کے پاس ابن عبد الوہاب کی کتاب التوحید پہونچی۔ اور انہوں نے اسکا ترجمہ کر کے تقویتہ الایمان کی کتاب لکھ دی۔ جو اس فرقہ کے لئے عین ایمان اور اپنے گھر اسکا رکھنا عین اسلام،

گویا قرآن شریف سے بھی زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ العیاذ باللہ

دوم۔ اب جب کہ وہابی نجدیوں ذریت محمد بن عبد الوہاب شیخ نجد عبد العزیز ابن سعود نے ان ایام پر ۱۳۴۳؁ھ مکہ معظمہ میں داخل کر کے سخت مظالم کا برتاؤ کیا۔ اور طائف اور مکہ معظمہ کے امراء اور رؤسا کو ناحق شہید کیا۔ اور تمام مساجد و مزارات و مقابر و مولد اور قبا کو مسمار کر دیا (جیسا کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی اس کے دادا نے ایسا کیا تھا) اور اس فرقہ کا مذہب نے ہندوستان اور پنجاب میں بڑی خوشی منائی۔ چراغاں کئے مبارک بادکی تاریں بھیجیں۔ اور اخبارات بالخصوص اخبار زمیندار نے ابن سعود وہابی نجدی کو امام اور مصلح تسلیم کر لیا۔

تیسری پیشگوئی حدیث شریف۔ (بخاری ومسلم متفق علیہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ میں ایک قوم پیدا ہوگی۔ ناقص العقل۔ اچھے لوگوں کی سی حدیثیں بیان کرے گی۔ اور قرآن شریف پڑھیگی لیکن ان کا ایمان ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے ایسے نکلجائینگی جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے سو جہاں کہیں تم ان سے ملو۔ ان کو قتل کرو۔ انکے قتل کرنے کا ثواب خدا کے نزدیک قیامت کو ہوگا۔ (ختم ہوا ترجمہ) یہ پیشگوئی باتفاق علماء زمانہ اہلسنت والجماعت غیر مقلدین وہابیہ۔ نجدیہ اور فرقہ کا مذہبیہ کے ظہور پر گواہی دے رہی ہے۔ یہی قوم اخیر زمانہ میں پیدا ہوئی۔ قرآن شریف بھی پڑھتے ہیں۔ مگر حلق کے نیچے ایمان کیساتھ نہیں اترتا۔ اس قوم کے قتل کرنے کا ثواب سلطنت اسلامیہ حاصل کر سکتی ہے۔ کیونکہ سلطنت انگلشیہ میں یہ بات مسلمانوں کے اختیار میں نہیں۔ ہاں جہاں سلطنت اسلامیہ ہے جیسے بادشاہ کابل خلد اللہ ملکہ وشوکتہ[1] انکو یہ حق حاصل ہے اور وہی اس ثواب کی مستحق ہے۔ اگر تصدیق کی ضرورت ہو تو یہ قوم فرقہ وہابیہ نجدیہ یا فرقہ کا مذہبیہ وہاں جا کر اپنے عقائد کا اظہار کر کے تصدیق کر لے جیسے کہ فرقہ مرزائیہ کر چکا ہے۔

[1] سب سے پہلے عبد اللطیف خوست نے بعہد امیر حبیب اللہ اظہار مرزائیت کیا گیا اسے پہلے امیر عبد الرحمن کے وقت ایک شخص عبد الرحمن نامی نے اپنا عقیدہ مرزائیہ ظاہر کیا قتل کیا گیا۔ اسکے بعد بعہد امیر امان اللہ دام ظلہٗ نعمت اللہ نامی نے اپنا عقیدہ مرزائیہ ظاہر کیا وہ بھی سنگسار کیا گیا اسکے بعد دو اور مرزائی دو کا غدار ہو کر کٹے گئے۔ اب کوئی مرزائی کابل میں نہیں ہے۔ الحمد للہ تمام سلطنت کابل میں سوائے ایک مذہب حنفی کے اور کوئی مذہب دوسرا نہیں اگر کوئی شیعہ مذہب کا آدمی ہو تو برائی نہیں ۱۲ منہ

چوتھی پیشگوئی حدیث شریف (صحیح مسلم میں ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری آخر امت کے کچھ لوگ ایسے پیدا ہونگے۔ دوسری روایت ترمذی میں ہے کہ بہت جھوٹے اور فریبی لوگ پیدا ہونگے۔ وہ تم سے ایسی باتیں یا حدیثیں بیان کرینگے جن کو نہ تو تم نے کبھی اور تمہارے باپ دادوں نے کبھی سنا ہوگا۔ سو تم ان کو اپنے پاس سے دور کرو۔ اور تم خود ان سے دور الگ ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو گمراہ کردیں۔ اور فتنہ میں ڈالدیں۔ اھ

یہ پیشگوئی بعینہ غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ گاندہویہ پر منطبق ہوتی ہے کیونکہ جو باتیں یا حدیثیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں ان کو نہ تو ہم نے اور نہ ہمارے باپ دادوں نے کبھی سنا وہ چند باتیں بطور نمونہ درج کیجاتی ہیں (نقل کفر کفر نباشد)

۱۔ کہتے ہیں کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولے تو اسکی قدرت انسانی قدرت سے کم ہو جائے گی۔

۲۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے عرش معلیٰ کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور عرش بوجھ کی وجہ سے چرچر کر رہا ہے۔

۳۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔

۴۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے

۵۔ کہتے ہیں کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام و حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم و اولیاء کرام علیہم الرحمۃ خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔

۶۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے

۷۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ایسا ہی تھا۔ جیسے لڑکوں پاگلوں اور تمام ڈنگروں اور چوپایوں کو ہوتا ہے۔

۸۔ کہتے ہیں کہ نماز میں اگر اپنی عورت کے ساتھ جماع کرنے کا خیال آوے۔ تو مضائقہ نہیں۔ لیکن اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آجائے تو بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔

۹۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف کرنا کنھیا کے جنم کے برابر ہے

۱۰۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کو علم زیادہ ہے

۱۱۔ کہتے ہیں۔ یا محمد یا رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہنا شرک ہے۔

۱۲۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان اردو علمائے دیوبند سے سیکھی

۱۳۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت کرنا شرک ہے۔

۱۴۔ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے۔

۱۵ کہتے ہیں کہ ایصال ثواب فاتحہ خوانی اولیاء کرام اور موتے مومنین کی کرنا پنڈتوں کے منتر اور شلوک پڑھنے کے برابر ہے۔

۱۶۔ کہتے ہیں کہ کلمہ شریف صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھنا چاہیئے اگر اسکے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا جائیگا۔ تو شرک ہے اور پڑھنے والا مشرک ہوگا۔

(تقویۃ الایمان) اور مقدمہ قتل دہلی ۱۳۴۰ھ جس میں عبد الوہاب نجدی ثانی اور اسکے پیرائوں نے اسی مسئلہ کی بحث میں چار غریب حنفیوں کو چھریوں سے مار ڈالا تھا۔

۱۷۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالے عرش کے نیچے نہیں اترتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانتا ہے وہ مشرک ہے (دیکھو میری بحث ہمراہ مولوی محمد علی غیر مقلد ساکن سوہل مقام ڈیریوال ضلع گورداسپور

۱۸۔ چرخہ کاتنا مردوں کے لئے سنت ہے گاندہویہ فرقہ نے چرخہ کاتنا شروع کردیا۔

۱۹۔ ملازمت پولیس حرام اور کفر ہے ملازم پولیس اور پنشنر پولیس کافر ہیں۔

یہ چند باتیں بطور نمونہ درج ہیں باقی بوجہ اطناب ترک ہیں۔ ان مندرجہ بالا باتوں پر غور کیجئے۔ ان کو نہ تو ہمنے کبھی سنا تھا۔ اور نہ ہمارے باپ دادوں نے یہ احداث محمد بن عبد الوہاب نجدی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پیدائیش و ظہور سے پیدا ہوا۔ جسکو تقریباً ساٹھ ستر سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ اس سے پہلے کسی مسلمان کو ان باتوں کی مطلق خبر نہ تھی یہ پیشگوئی پورے طور پر صاف صاف اس فرقہ پر صادق آگئی۔

پانچویں پیشگوئی حدیث شریف (مشکوٰۃ۔ کنوز الحقائق) فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لاتقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین۔ یعنی قیامت سے پہلے میری امت کے چند لوگ مشرکین کیساتھ مل جائیں گے۔ یا جا ملیں گے۔

یہ پیشگوئی عرصہ چار سال سے روز روشن کی طرح پوری ہو گئی۔ جب کے چند نام کے مسلمانوں نے ایک مشرک مسلمہ (گاندہی) کو اپنا امام۔ امام مہدی۔ پیغمبر۔ مذکر۔ رہبر۔ سردار

وغیرہ قبول کر کے تمام مشرکین کو اپنا یقینی بھائی بنا لیا۔ یہانتک غلو کیا۔ کہ مشرکین کے تہواروں دسہروں۔ ہولیوں۔ دیوالیوں وغیرہ میں مکمل شامل ہو کر دولے، بٹھا دے ان کے مندروں میں جاکر پوجا کی قشقے لگائے۔ ارتھیاں اٹھائیں۔ ننگے سر اور ننگے پاؤں رام رام ست ہے رام رام ست ہے۔ اکرتے ہوئے مسلمانوں میں پہونچایا۔ رام چندر۔ لچھمن گاندھی کی جے کے نعرے بڑے زور اور شور سے لگائے مشرک نے حکم دیا۔ کہ کھدر پہنو۔ سو اس کی تعمیل ایسی ہوئی کہ کھدر پہننے کو فرض شرعی قرار دیدیا ہے۔ جو مسلمان کھدر نہ پہنے۔ وہ کافر ہے۔ یہاں تک کہ اگر تم اپنے ہندو بھائیوں کو راضی کرلوگے تو خدا کو راضی کرلو گے۔ یہ بھی کہا کہ اگر ہندوستان پر کوئی مسلمان بادشاہ یا سلطان روم چڑھائی کرے۔ تو ہم ہندوؤں کے ساتھ ملکر اس کا مقابلہ کریں گے اور تلوار اٹھائیں گے اور ہندوؤں کے بدلے اپنی جانیں قربان کردینگے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہندو یاتھو دعا کرو کہ ہندو مذہب سچا ہے۔ تو ایشر پرماتما جی کو سہندو مارے۔ اور یہ بھی کہا۔ اللہ اکبر اور گاندھی کی جے پکارنا مترادف المعنے ہے۔ یہ بھی کہا کہ میں اور گاندھی یقینی بھائی بھائی ہیں۔ اور کہا کہ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں کسی ہندو سے لڑائی نہ کرونگا۔ چاہے وہ میری بزرگ ماں تک کو بیحرمت کرے۔ اور میری بیٹی اور بہو کو بیحرمت کرے خواہ وہ میری مسجد کو شہید کرے۔ اور قرآن شریف کو بھی پھاڑ ڈالے (اللہ اللہ! کفر کی حد ہوگئی) ایک گاندھوی فرقہ کے بڑے لوی صاحب نے فرمایا ہے

عمر یکہ آیات واحادیث گذشت   رفتی و نثار بت پرستی کردی

علاوہ اس کے سینکڑوں خرافات کئے۔ غرضیکہ مشرکین کے ساتھ ملجانے میں ایک سر مو بھی فرق نہ رکھا۔ مخبر صادق بلکہ اصدق الصادقین حضور سید مرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی روز روشن کی طرح پوری ہوگئی۔ اور اللہ تبارک و تعالےٰ کا حکم ومن یتولھم منکم فانہ منھم نے اس پیشگوئی کی تصدیق اور تائید کردی ایک ذرہ بھی تاویل کی گنجائش نہ رہی اور فرقہ گاندھویہ کے لقب کا شرف حاصل کرلیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

علاوہ ازیں اس پیشگوئی میں دو نکتے عجیبہ وغریبہ ہیں۔ جن سے اس کی مزید

ؔ جو کوئی ان سے دوستی اور محبت کرے وہ انہیں میں سے ہے ۱۲ منہ

تصدیق ہوتی ہے۔

نکتہ اوّل پیشگوئی حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ مبارکہ یہ ہیں تلحق قبائل من امتی بالمشرکین اس کے اعداد جمل اٹھارہ سو پچھتر ۱۸۷۵ ہیں۔ اور ادھر غیر مقلدین آزاد وہابیہ نجدیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کے بھی اٹھارہ سو پچھتر ۱۸۷۵ ہی اعداد جمل ہیں۔

نکتہ دوم۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے۔ کہ قریب قیامت کے کچھ لوگ ہماری امت کے مشرکین میں جا ملیں گے۔ وہ فرقہ گاندھویہ کے نام سے نامزد اسکی تصدیق اور تطبیق یوں ہوئی کہ فرقہ گاندھویہ کے اعداد جمل بھی چار سو چھیاسی (۴۸۶) ہیں۔ اور ادھر فرقہ وہابیہ نجدیہ کے بھی چار سو چھیاسی (۴۸۶) اعداد جمل ہیں۔ یوں بھی یعنے "گاندھویہ اور وہابیہ نجدیہ" کے اعداد جمل ایک سو ایک (۱۰۱) ہی ہیں۔ اور لفظ بدعتی کے بھی اعداد جمل چار سو چھیاسی ہی ہیں (۴۸۶) اور لفظ بدانجام کے اعداد جمل بھی ایک سو ایک (۱۰۱) ہیں جو گاندھویہ اور وہابیہ نجدیہ کے برابر ہے۔

اللہ اکبر! اس پیشگوئی کا پورا ہونا اس فرقہ وہابیہ نجدیہ پر سورج کی طرح ظاہر ہوگیا۔ اور یہی فرقہ گاندھویہ ہے۔ جو مسلمانوں میں سے جدا ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ اور ان میں داخل ہوگیا۔

حدیث شریف۔ مندرجہ بالا ان کتب مندرجہ ذیل میں موجود ہے۔ کنوز الحقائق۔ مشکوٰۃ المصابیح۔ ترمذی۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴۔ صفحہ ۲۱۴۔ سطر ۱ دکتاب الفتن، تقویۃ الایمان صفحہ ۳۴ سطر ۱۔ پوری حدیث شریف یوں ہے۔ عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان۔ بلفظہ

اگر زیادہ وضاحت سے فرقہ گاندھویہ کا حال دیکھنا ہو تو میرا مضمون تاریخی (۱۳۴۳) اطلاع حالات وہابیہ فرقہ گاندھویہ و مرزائیہ کو ملاحظہ فرمایئے۔ جو سالانہ جلسہ انجمن حزب الاحناف لاہور میں ۲۸۔ شوال ۱۳۴۳ھ کو پڑھا گیا۔

نظم غزلیہ بحالت نجدیہ

بجز با سخت ہی گندی ہے طبیعت تیری   کفر کیا شرک کا نقطہ ہے نجاست تیری

خاک منہ میں تیرے کہتا ہے کسے کفر کا ڈھیر
علم شیطان کا ہو علم نبی سے زائد
رام میلاد کنھیا کے جنم سے بد تر
یاد کر سے ہو نمازوں میں خیال ان کا برا
علم جنبی میں ہو مجانیں و بہائم کا شمول
مان لیا ایک مشرک کو امام مہدی تو نے
جے کے نعرے لگانا ہوا وظیفہ تیرا
کانگرس و خلافت کا غلام بن کر تو نے
بہکا کے مسلمانوں کو گھر بار چھڑا یا
گاندہی نے دیا حکم کہ سب کھدر پہنو
کھدر جو نہ پہنے گا وہ کافر ہو گا
مشرکین سے مل گیا بنا یا بھائی ان کو
ہو گئی صاف یہ حضرت کی پیشگوئی پوری
اسی واسطے ہو گیا گاندھو یہ فرقہ
وہابیہ نجدیہ اور گاندہویہ برابر
فرقہ وہابیہ نجدیہ یہ ۴۸۶

مٹ گیا دین ملی خاک میں عزت تیری
پڑھوں لاحول نہ کیوں دیکھ کے صورت تیری
ارے اندھے ارے مردود یہ جرأت تیری
اُف جہنم کے گدھے اُف یہ خرافت تیری
کفر آمیز جنون زا ہے جہالت تیری
نہی مان کے اس سے ہوئی سخت محبت تیری
ایسی بڑھ گئی مشرکین سے الفت تیری
ایمان کو کھو دیا پھر ہوئی ذلت تیری
اب روتے ہیں یاد کر کے وہ ہجرت تیری
فرضیت کا دیا فتوے یہ شرعیت تیری
واہ رے اسلام دین سے عداوت تیری
ہو گئی سب پہ ظاہر یہ گاندہویت تیری
کہ مشرکین سے ہو جائے گی اخوت تیری
مسلمانوں سے جدا ہے یہ شناخت تیری
ھندوؤں کے حساب سے ہے یہ مورت تیری
فرقہ گاندہویہ ۸۶

علماء و مفاتی کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کی مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرق باطلہ وہابی نجدی۔ وہابی اسمٰعیلی غیر مقلد۔ نیچری۔ مرزائی قادیانی مرزائی لاہوری۔ مرزائی گنا چوری۔ چکڑالوی۔ گاندہوی۔ وغیرہ پیدا ہو اور دین اسلام اور مذہب اہلسنت والجماعت سے خارج ہو گئے۔ اللھم احفظنا من سوء الاعتقاد والفتن والفساد ۰ آمین

اسکے بعد حکیم محمد حسین صاحب اپنے خط میں حسب ذیل تحریر کرتے ہیں۔

قولہ۔ (الف) آپ نے میری کتاب کو الف سے ی تک نہیں پڑھا۔

(ب) ذرہ غنیۃ الطالبین کا مطالعہ کریں وہ آپ کے بزرگ ہیں۔ آپ انکی گیارہویں کرتے ہیں۔ ان سے شیئاً للہ طلب کرنے کو اپنا جزو ایمان جانتے ہیں۔

(ج) مالابد منہ۔ ارشاد الطالبین۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ زاد المعاد ابن قیم پڑھا کریں۔

(د) اگر مندرجہ بالا کتب کے خلاف کوئی عقیدہ اثبات التوحید میں درج ہے۔ تو براہ مہربانی رقم فرمائیں۔ نیز یاد رہے کہ اثبات التوحید کی بحث نمبر ۲۔۳۔۴ کوئی عقیدہ پر بحث نہیں۔ بلکہ نمبر ۲ کی بحث ضمن کلمہ مولانا شہید پر ہے۔ اور نمبر ۳۔۴۔ آپ کی طرف سے بہتان ہے۔

(ھ) برادرانہ مشورہ اور مسٹر حالی کے ابیات۔

(و) اللہ اور رسول کے سوا کسی کا قول حجت نہیں۔ بلکہ امام صاحبؒ نے علماء حرمین شریفین کے اقوال کو حجت نہیں مانا۔

(ز) آپ حنفیوں کے اقوال یا مذہب کے سوا دیگر عام آئمہ کے اقوال اور مذہب کو کافر جانتے ہیں۔

اقول۔ (الف) آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ میں نے آپ کی کتاب کو پڑھا نہیں۔ آپ کی طرف سے علم غیب کا دعوے ہے۔ جو آپ کے نزدیک کفر ہے میں نے آپ کی کتاب مختصر کو حرفاً حرفاً پڑھا۔ ہاں۔ اسمیں شک نہیں۔ کہ آپ نے میری کتاب مبسوط کو ضرور نہیں پڑھا۔ دلیل اسکی یہ ہے کہ نصف کے قریب تک میری کتاب میں سے (آپ نے دیکھا بھی نہیں۔ جیسے آگے چلکر معلوم ہو گا۔) بالخصوص میری کتاب کے الواب دہم۔ دوازدہم۔ سیزدہم۔ پانزدہم میں سے ایک حرف بھی آپ کے قلم میں نہ آیا جن میں مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ اور مولوی اشرف علی تھانوی کے عقائد پر بخوبی روشنی پڑتی تھی یا تو عمداً چھوڑ دیا۔ یا دیکھا ہی نہیں۔

(ب) یہ بھی دعوے علم غیب ہے اور آپ کے لئے کفر ہے میں نے کہاں لکھا ہے۔ کہ شیئاً للہ کہنا میرا جزو ایمان ہے میں نے کہاں لکھا ہے کہ گیارہویں پکایا کرتا ہوں۔ غیر مقلد لوگ جب آزاد ہو گئے۔ تو ان کو خدا کی نعمتوں کا خوف بھی جاتا رہا ہے جو جھوٹوں کے لئے مقرر ہیں۔ افسوس بہتان بندی کریں۔ تو غیر مقلد یا دیوبندی اور الزام لگائیں دوسروں پر تو بھی مگر کوئی شبہ نہیں کہ شیئاً للہ کا وظیفہ بزرگان سلسلہ قادریہ میں معمول یہ ہے۔ ہر طرح جائز۔ اور گیارہویں کی نیاز ایصال ثواب بروح حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بالکل جائز

اور تمام مسلمانوں میں متوارث رائج ہے۔ اور اس کے منکر ہیں۔ تو صرف وہابی ہی ہوا کریں۔

تعجب ہے۔ کہ آپ غنیۃ الطالبین مصنفہ حضرت غوث الاعظم پیران پیر کو پیش کر کے کہتے ہیں۔ کہ میری کتاب کوئی عقیدہ برخلاف ان کے نہیں ہے۔ سب سے اوّل اور سب سے اہم مسئلہ تقلید ہے جسکو حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمۃ بڑے زور شور سے پکار رہے ہیں کہ خداوند کریم مجھ کو امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی پر میری موت ہو اور اسی مذہب پر میرا حشر ہو (صـ۱۸۷) لیکن آپ سختی کیسا تھ اس کے منکر اور فتنہ لکھا (صـ۱۳۶) دیگر تمام مسائل تقلید بہ حضرت امام حنبل علیہ الرحمۃ کے قائل اور آپ سب کے منکر۔ مثلاً۔ آپ نماز تراویح کی آٹھ رکعت کہتے ہیں اور حضرت بیس رکعت تراویح کی غنیۃ الطالبین میں پڑھنا فرماتے ہیں (دیکھو صفحہ ۵۶۰)

۳۔ وضو اور تیمم میں زبان سے نیت کرنا افضل ہے۔ (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۶

۴۔ گردن کا مسح کرنا سنت ہے 〃 〃 〃 ۸

۵۔ اذان بلا ترجیع کہنی چاہیئے 〃 〃 〃 ۹

۶۔ زیارت روضہ مطہرہ میں سامنے کھڑا ہو کر دعا مانگنا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا (غنیۃ الطالبین) صفحہ ۳۴

۷۔ بادشاہ عادل۔ اور ماں باپ۔ کسی دیندار پرہیزگار۔ بزرگ کی تعلیم کے لئے قیام کرنا۔ (جن کے وہابی منکر ہیں غنیۃ الطالبین صفحہ ۴۶

۸۔ امام کے پیچھے قرات کرنے کو منع فرماتے ہیں (قرات خلف الامام) سے سختی سے ہے۔ دیگر غیر مقلد تمام اور خود مولف مخالف ہے۔ صفحہ ۵۵۳/۷۷۱

۹۔ عامی کو اختلافی مسائل میں اپنے امام کے مذہب پر عمل کرنا چاہیئے غنیۃ الطالبین صفحہ ۳

۱۰۔ میت اپنے زائر کو پہچانتی ہے جب وہ قبر پر آتا ہے 〃 〃 〃 ۱۱

اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔ لیکن یہ دس مسائل کافی ہیں جن میں غیر مقلدین مخالف ہیں اور میاں طبیب صاحب مجیب پر ایمان لا کر سب سے پہلے غیر مقلدین سے توبہ کر کے پھر دیگر امور و مسائل پر عمل کر لے۔ ورنہ حضرت غوث الثقلین پیران پیر کا نام لے کر لوگوں کو دھوکا نہ دیجئے۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ

علیہ ہمارے بزرگ سرتاج ہیں۔ لیکن آپ کے چھوٹے بھائی بھی نہیں۔

ج۔ سواء ابن قیم کے باقی کتب مصنفہ مقلدین کا نام لکھا ہے۔ جو آپ کے نزدیک مشرک ہیں۔ اور خداوند تعالےٰ اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کا قول حجت شرعی نہیں تو پھر ان کتابوں کی طرف توجہ دلانا اپنے عقیدہ کے خلاف بےسود ہے۔ جس طرح غنیۃ الطالبین آپ کی تردید کر رہی ہے۔ اسی طرح تمام مقلدین کی کتابیں آپ کے عقائد کی بڑے زور سے رد کر رہی ہے۔

د۔ مندرجہ بالا کتب مصنفہ علماء مقلدین رحمہم اللہ تعالےٰ آپ کو دھکے دے رہی ہیں اور غیر مقلدی کی جڑ اکھیڑ رہی ہیں۔ ان کا نام بھی لینا آپ کے لئے شرم کا مقام ہے نمبر ۳ و ۴۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا عین عقیدہ اور ایمان ہے۔ بہتان نہیں۔ میں نے کتاب تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل کے صفحات ۱۴۔ ۱۹۔ ۵۵ کا حوالہ دے دیا۔ اور پھر آپ بہتان کہتے ہیں۔ ہاں! آپ کا ایسا کہنا ضرور بہتان ہے۔

(ہ) برادرانہ مشورہ کیسے ہیں مقلد اور آپ غیر مقلد۔ اخوت کیسی؟ اللہ تعالےٰ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے سوا۔ حالی کے ابیات اور ابوالکلام کے خیالات آپ کو مبارک ہوں۔

(و) اللہ تعالےٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا = اولوالامر۔ ماں باپ استاد مرشد کا حکم ماننا بھی شریعت کا حکم ہے۔ جس کے آپ منکر ہیں۔ میں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں۔ کہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کا اجماع حجت ہے۔ بلکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو صرف علماء مدینہ منورہ کا اتفاق بھی حجت ہے لیکن آپ کے نزدیک تو بعض اوقات اللہ تعالےٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام بھی حجت نہیں (العیاذ باللہ) اس لئے کہ آپ غیر مقلد ہیں۔ اور پورا غیر مقلد ہی ہے جو خدا کا بھی مقلد اور فرمانبردار نہ ہو۔

(ز) بالکل غلط اور جھوٹ۔ ہاں آپ کے نزدیک تمام مقلدین آئمہ اربعہ ضرور مشرک ہیں اس حساب سے دوسری یا تیسری صدی ہجری المقدس سے لیکر اب تک (چودھویں صدی تک) سب کے سب مقلدین آئمہ اربعہ (حنفی مالکی۔ شافعی۔ حنبلی) اور اربعہ سلاسل کے اہل طریقت (نقشبندی۔ قادری۔ سہروردی چشتی) مشرک اور کافر ہیں اور تمام محدثین

صحاح ستہ وغیرہ سب کے سب مقلدین ہیں۔ جو نعوذ باللہ آپ کے نزدیک مشرک ہیں۔ اور مسلمان کون؟ صرف محمد جونا گڑھی نجدی۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔
خبردار! آئندہ کبھی کتب محدثین (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابی داؤد، حصن حصین، مشکوٰۃ المصابیح، طبرانی، بیہقی وغیرہ) سے کوئی سند پیش نہ کرنا۔ کیونکہ وہ سب مقلد ہیں۔ اور آپ کے نزدیک مشرک۔ مشرک کی کتاب سے حدیث پیش کرنا آپ کو مشرک بنا دیگا۔ پس لازم ہے کہ اپنے غیر مقلدین کی کتابوں سے حدیث پیش کیا کریں۔ مثلاً ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ داؤد ظاہری۔ قاضی شوکانی۔ جو اہلسنت والجماعت سے خارج ہیں۔ تاکہ پوری پوری غیر مقلدی ثابت ہو۔
لیجئے! آپ کے خط کا جواب ہو چکا اس سے اصل حقیقت مذہب مصنف اثبات التوحید ظاہر کیا ہے۔ یہی غیر مقلدی اور وہابیت ہے۔ جس نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈال کر فرقہ فرقہ جدا کر دیا ہے۔ نیچری اُن کے بھائی۔ چکڑالوی انکے اخی۔ مرزائی انکے برادر۔ نگاندی یہ خود ایک صدی کے اندر اندر انہوں نے یہ ترقی کی ہے اور آئندہ کوشش جاری ہے۔ مگر یاد رہے کہ وہ ناجی فرقہ۔ ظاہرین علی الحق۔ حزب اللہ علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً اور انکے متفق الفاظ مسلمان ہی ہیں جو ان سب فرق باطلہ پر۔ بفضل ایزدی تا قیامت مسلط اور غالب رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللّٰھم زد فزد آمین

کتاب جواب الجواب کا نام فضل الوحید ہے

اب میں خدا کے فضل سے رسالہ اثبات التوحید کے جواب کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ اور نام اس کتاب کا فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید رکھتا ہوں۔ لفظ فضل میرے نام کی ابتدا ہے۔ نیز خدا کے فضل سے الوحید جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک ہے اور خداوند کریم کا بھی ایک نام صفاتی الوحید ہے گویا حقیر قاضی بفضل احمد نے اللہ تعالیٰ اور اسکے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے یہ کتاب لکھی جو انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکا حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرما کر مسلمانان اہلسنت والجماعت کیلئے موجب ہدایت و صراط مستقیم کرے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

کتاب فضل الوحید فی جواب رسالہ اثبات التوحید

اب میں اللہ تعالےٰ اور فخر عالم حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل سے رسالہ اثبات التوحید مصنفہ و ممدودہ حکیم یا طبیب محمد حسین قریشی ساکن موضع کوٹ نجیب دیمن آباد ضلع گوجرانوالہ کیطرف رجوع کرتا ہوں۔ جو اس نے میری مبسوط کتاب انوار آفتاب صداقت مصدقہ علمائے کرام اور صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان و کشمیر کے رد میں نام جواب میں لکھا ہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دکھلاؤں گا کہ مجیب نے کیا لکھا۔ اور کیا جواب دیا۔ یا کہ میری کتاب تمام اعتراضات اور مضامین کو قبول کر کے اپنی غیر مقلدی اور وہابیت کا ثبوت خود بخود پیش کر دیا۔ جواب اس کا بطرز قولہ و اقول کے ہو گا۔ لفظ قولہ اصل عبارت بلفظہ رسالہ اثبات التوحید کی لکھی جائے گی۔ تاکہ ناظرین و قارئین کو اس رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ اور یہی طرز ملتقہ انسب کسی کی تحریر کے جواب دینے کا ہے۔ تاکہ کوئی عذر نہ ہو سکے۔ کہ ہم نے یوں لکھا۔ اور ہمارے الفاظ اور ہیں۔ اور جواب کچھ اور ہے۔ جیسے کہ مصنف رسالہ اثبات التوحید نے کیا ہے۔ اور لفظ اقول کے آگے میری طرف سے جواب ہو گا۔ جس سے پڑھنے والے حضرات کو پورے طور پر پتہ لگ جائے گا۔ کہ در اصل اثبات التوحید ہے۔ یا اسات التوحید ہے اور اسکی تحریر ہے۔ اور اس کے جواب میں کیا سنیفر ہے۔ وھو ھذا۔ قولہ

تمہید

برادران اسلام یہ ناچیز تالیف کوئی عالمانہ تالیف نہیں ہیں اپنی کم علمی اور ناکاملی کو تسلیم کرتا ہوں۔ بلفظہ ملتقطاً ایضاً تا پیج

اقول۔ آپ نے سچ کہا۔ کہ آپ عالم نہیں۔ اسلئے آپ کی تالیف بھی عالمانہ نہیں
ہاں! طبیب ہیں۔ لیکن وہ بھی دہقانی۔ دیہاتی۔ آپ کی کم علمی کا ثبوت یہ ہے کہ
بہت سی شرعی۔ املائی۔ علمی۔ سیری۔ انشائی غلطیاں۔ اس اپنے رسالہ میں آپ نے
کی ہیں۔ جو سرسری نظر میں آگئی ہیں۔ یہ ہیں۔

رسالہ اثبات التوحید کے اغلاط

۱۔ شروع رسالہ میں تمہید سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور حدیث شریف
میں آیا ہے کل امری ذی بال لایبدء فیہ ببسم اللہ فھو اقطع (بیہقی، کنوز الحقائق صفحہ ۹۴ جلد ۲)
جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے وہ اقطع و ابتر ہوتا ہے سو خدا
کریم کی طرف سے آپ کا یہ رسالہ ابتر ہے اور واقعی ابتر ہے۔ یوں تو دعوے ہے
کہ ہم موحد اہلحدیث ہیں۔ مگر دراصل حدیث شریف سے کوسوں دور اور نفور ہیں۔

۲۔ نذر کو نظر لکھدیا ہے ابتدائی تمہیدی صفحہ اصل عبارت یہ ہے۔ بہر حال توکل علی
اللہ یہ کام جیسا کچھ ہو سکا۔ ارباب علم کی نظر کیا جاتا ہے۔ چونکہ نذر غیر اللہ شرک ہے۔
سب سے پہلے شروع ہی میں مصنف نے اس رسالہ کو نذر غیر اللہ کر کے اپنے مشرک
ہونے کا اظہار کر دیا۔ یہی آپ کا رسالہ ابتر ہوا۔ اور خلاف حدیث شریف
جو کام کیا اس نے قلم پکڑتے ہی مشرک بنا دیا۔

۳۔ تہدیہ۔ مولف نے اس رسالہ کا ہدیہ آنحضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر کیا ہے یہ تنک بغض ہے کہ
ہدیہ بھی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر نہ کیا۔

۴۔ اس کے خلاف پہلے تمہیدی صفحہ پر یوں لکھتے ہیں کتاب ہدیہ ناظرین کرتا ہوں
پہلے یہ رسالہ ناظرین کو ہدیہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر
ہدیہ کر دیا۔ یہ خوب تہدیہ ہے وہابیت کا ہدیہ اسی قسم کا ہوا کرتا ہے۔

۵۔ ملخصاً کو مخلصاً لکھدیا۔ صفحہ کا آخری نوٹ۔ اصل عبارت یہ ہے۔ "معترض
کی عبارات جو اس کتاب میں بتائی گئی ہیں وہ بجنسہ نہیں لکھی گئیں۔ بلکہ مخلصاً
اور ان کا مفہوم بتایا گیا ہے"
ناظرین! جب میری کتاب کی عبارت ہی نہیں لکھی گئی۔ تو اس کا جواب کیا ہو گا۔

اور کیا سمجھا جاوے گا۔ مگر دراصل جواب نہیں۔ صرف الم ڈال ہے۔
۔ مولوی اور عالم سودائی ہیں۔ یہاں دو لفظ کہلواتے ہیں۔ لکھنا چاہیئے تھا۔ مگر
سودائی لکھدیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ اردو الفاظ بھی نہیں جانتے۔
۔ مطالعہ کو معالعہ لکھدیا۔ صفحہ ۳۔ سطر ۶۔
۔ کفروت کو کافرون خلاف رسم الخط لکھدیا۔ صفحہ ۳۔ سطر ۱۴
۔ انفسکم کو انفاکم " " قرانی کے لکھدیا۔ " ۴ " ۲۷
رنڈیوں کے دوبارہ نکاح کرواتے۔ آپ کی اردو دانی یہ ہے صفحہ ۱۱۔ سطر ۱۔
بیوہ عورتوں کو رنڈیاں (بازاری فاحشہ عورات) لکھدیا۔
۔ جابجا حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک پر درود شریف کا اختصار
کرکے لفظ صلعم جو خلاف حدیث بدبختی کی علامت ہے یوں تو آپ غیر مقلد اہلحدیث ہیں۔
صفحہ ۱۳۔ سطر ۷۔ ۲۷) (صفحہ ۱۳۔ سطر ۷۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱) صفحہ ۵۰۔ سطر ۵) وغیرہا۔
۱۔ لاپروائی کو لاپرواہی لکھا۔ صفحہ ۱۱۔ سطر ۲۲
۱۔ مزامیر کو مذا ہیر (صفحہ ۱۳ سطر ۲۰) (صفحہ ۱۴ سطر ۲۶) صفحہ ۱۳۔ سطر ۱ ۲/۱۷)
۱۔ صراط مستقیم کو صراط مستقیم لکھا۔ صفحہ ۲۶ سطر ۱۳) (صفحہ ۲۸ سطر ۶ و ۱۷) ۔
صفحہ ۳۸ سطر ۱۷) اس سے ظاہر ہے۔ آپ نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی صراط مستقیم
بھی نہیں دیکھا۔ ورنہ نام صحیح لکھتے۔
۱۔ پوشاندہ کو پوشندہ لکیدیا۔ (صفحہ ۴۸۔ سطر ۱) یہ آپ کی فارسی دانی ہے۔
۱۔ کل موصن اخوۃ کو حدیث بیان کیا۔ حالانکہ یہ کوئی حدیث نہیں۔ یہ اہلحدیث
صاحب کی حدیث دانی ہے۔ (صفحہ ۵۲ سطر ۸) (صفحہ ۵۴۔ سطر ۱۳) صفحہ ۵۶ سطر ۶)
۱۔ مکہ معظمہ کو ملکہ معظمہ لکھدیا۔ صفحہ ۷۲۔ سطر ۲۴
۱۔ لفظ شمیدی کو شنبیدی لکھا۔ " ۸۵ " ۲۱
۱۔ پاگل کو باغل لکھدیا " ۹۳ " ۱۵
مدعو کو مدعوا لکھا۔ " ۱۳۱ " ۲۶
شوربہ کو شورا لکھا۔ " ۱۳۹ " ۱۰
مولف کی اظہار لیاقت اقبالیہ کے لئے صرف ۲۱ نمبر ہی کافی سے زیادہ ہیں۔ یہ

عذر قبول نہ ہوگا۔ کہ کاتب کی طرف سے یہ اغلاط ظہور میں آئی ہیں۔ کیونکہ مولف صاحب خود کاتب ہیں۔ اور انہوں نے اس کتاب یا رسالہ اثبات التوحید کو خود اپنے قلم سے لکھا ہے افسوس ان اغلاط کو مولف کے معاونین نے یا مقرضین نے بھی نہ دیکھا۔ خدائی قدرت نے بھی مولف کی لیاقت کو ظاہر کرنا تھا۔ جیسے کہ وہ اپنی حالت کا اظہار یوں کرتے ہیں

جو میاں صاحب نجات المومنین اور یکی روٹی پڑھ گئے۔ وہ لگے دیگر علماء پر فتوے کفر لگانے (صفحہ ۳ سطر ۵)

یعنے بعینہ جو میاں صاحب اردو کے چند رسالے تقویتہ الایمان۔ نجات المسلمین منہج المومنین۔ تحفہ محمدی پڑھ گئے۔ وہ لگے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر بنانے مولف نے خود اپنا خاکہ کھینچکر دکھلا دیا۔ اور لوگوں کی مدد پر جواب لکھنے بیٹھ گئے۔

باوجود اس بے مائگی اور کم علمی کے مولف نے اس کتاب بیسوڑ انوار آفتاب صداقت کے جواب میں قلم اٹھایا۔ جسکو علماء کرام و صوفیائے عظام پنجاب و ہندوستان نے ملاحظہ فرماکر تصدیق کیا۔ لیکن مولف نے ان پانچ کس علماء لائل پور کی امداد تحریری و تقریری پر غرہ ہوکر اپنا نام کرنا چاہا۔ مگر افسوس کتاب کے طبع ہونے انہوں نے بھی تصدیق نہ کی۔ لیکن تاہم مولف نے ان کا شکریہ یوں ادا کیا ہے۔

آخر میں مجھے ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ جنہوں نے جرأت وہمت دلائی۔ اور مشورہ اور تحریر سے امداد دی۔ بلفظہ تمہیدی صفحہ سطر ۱۵

اُن مولویوں کے نام جنہوں نے مؤلف کو مدد دی

مولوی محمد امین لائل پوری۔ مولوی عبد الجلیل۔ حافظ محمد شریف۔ منشی برکت علی برادر عبد الغفور

مگر افسوس۔ ان مندرجہ بالا معاونین نے کوئی تصدیقی الفاظ اس رسالہ اثبات التوحید پر نہ لکھے۔ یہ ان کی عقلمندی ہے۔ کہ آج وہ اپنی ندامت اور خجالت سے محفوظ رہے۔

قولہٗ نہیں اختیار کسیکو اس کے ملک میں چھلکے اور تل کے برابر۔ یہاں تک نہ شفاعت

کریں گے نبی بغیر اسکی اجازت کے اور نہ چھٹکارا کسی کا۔ مگر اس کے لطف اور احسان سے اور درود ہو اوپر افضل خلقت اور شفیع الامم کے اگر نہ پیدا ہوتے وہ دنیا ہی پیدا نہ ہوتی۔ الخ صفحہ ا سطر ۱۰۔ بلفظہ

اقول۔ ناظرین مولف کی دہلی یا گلابی اردو کو ملاحظہ فرمایئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ کسی نبی کو بھی ایک تل کے برابر بھی اختیار نہیں۔ اور نہ وہ کسی کی شفاعت بغیر اجازت کرسکتے ہیں۔ محض بے اعتبار ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نبیوں میں داخل اور بے اختیار ہیں۔ کسی کی شفاعت نہیں کرسکتے۔ اور ساتھ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضل خلقت اور شفیع الامم بھی کہتے ہیں اور یہ بھی کہ اگر وہ پیدا نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی۔ مگر یہ بھی لکھدیا۔ کہ ایک تل کے برابر بھی ان کو اختیار نہیں۔ مولف کی یہ بہکی ہوئی باتیں ہیں۔

ہم کہتے ہیں۔ کہ وہابیہ تو ضرور منکر شفاعت ہیں۔ لیکن خدا کی قدرت کبھی کبھی ان کے قلم سے اقرار بھی نکل جاتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ شفیع اور مشفع اور مختار کل ہیں اور ان کے اسمائے مبارک میں ایک نام مختار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللّٰہ معطی وانا قاسم اللہ تعالےٰ رزق دینے والا ہے۔ مگر اس کے تقسیم کرنے والے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

فارسی شرح دلائل الخیرات وظیفہ اہلسنت والجماعت عرب وعجم مفتاح اللہ المختار یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی نعمت اور رحمت اور برگزیدہ مختار ہیں۔ روایت ہے کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے کہ لکھا ہوا ہے۔ توریت کی سطر اول میں محمدؐ رسول اللہ میرے بندے مختار ہیں۔ نہ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل۔ اور نہ شور کرنوالے بازار میں۔ اور نہ بدلہ لینے والے بدی کا ساتھ بدی کے بلکہ معاف کرنے والے اور بخشنے والے مولد اُن کا مکہ ہے۔ اور جائے ہجرت اُن کی مدینہ ہے۔ اور ملک اُن کا شام ہے۔ (بلفظہ حاشیہ دلائل الخیرات صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ انصاری دہلی تقطیع خورد)

وہابیہ نجدیہ کا اصول ہے کہ ان باتوں کا تلاش کرنے رہنا کہ جس سے کسر شان

اس عالیشان محبوب وحبیب رب الرحمٰن صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو۔

غزل نعتیہ

قربان ہو نبی پر ایمان ہے تو یہ ہے ‌ ‌ زاہد جناں کا رستہ آسان ہے تو یہ ہے

مرغوب اولیاء ہے مطلوب انبیاء ہے ‌ ‌ محبوب کبریا ہے انسان ہے تو یہ ہے

یارب ھَب لی امت کہتے سر قیامت ‌ ‌ آئینگے میرے حضرت پہچان ہے تو یہ ہے

مخدوم انس وجاں ہے سردار مرسلاں ہے ‌ ‌ مختار دوجہاں ہے سلطان ہے تو یہ ہے

بیں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھ چکا ہوں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماذون الشفاعت ہیں۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

اب میں مجیب کے بڑے بزرگ کی تحریر دکھلاتا ہوں۔ اس پر شاید ایمان لے آئیں۔ ابن قیم اپنی کتاب کیا ثر او کتاب سنت اور بدعت میں لکھتے ہیں عن جلین الذی استغاثا برسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وکان بعد وقطع لسان احدھما بعضھم فقاعین الاخر فلما اتیا قبر الشریف واستغاثا بہ رداللہ علیھما مافقد السان المبین یعنے ابن قیم دو شخصوں کا حال لکھتے ہیں۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر فریاد کرنے کو گئے تھے۔ وہ کہ بعض دشمنوں نے ایک کی آنکھ نکال دی اور دوسرے کی زبان کاٹ ڈالی تھی۔ پس وہ دونوں شخص قبر شریف پر گئے اور انہوں نے دہائی دی۔ اور فریاد کی۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زبان اور آنکھ دے دی۔

دیکھئے یہ ہے خداداد اختیار کہ قبر شریف پر حاضر ہو کر انہوں نے فریاد کی نکلی ہوئی آنکھ اور کاٹی ہوئی زبان واپس دلوا دی۔ اس کو کہتے ہیں۔ اختیار اور یہی ہیں مجتبیٰ جنکی نسبت آپ کہتے ہیں کہ انکو تل کے برابر بھی اختیار نہیں۔ ہمارے بزرگوں کے اقوال کو مانو۔ لیکن اپنے بڑے بزرگ کا لکھا ہوا مان لو اور یقین مان لو۔

قولہ۔ چونکہ اس زمانہ طوفان بے تمیزی میں جدھر نظر اٹھائی جاتی ہے۔ ایک عالم دنیا کا ہی شیدہ نظر آتا ہے۔ کیونکہ آزادی زمانہ نے بیباپیدا کر دی ہے۔ الخ۔ بلفظہ (صفحہ ۱۔ سطر ۲۳)

اقول۔ بیشک غیر مقلدی کے معنے ہی آزادی کے ہیں۔ اسی آزادی نے طوفان

بے تمیزی میں بیباکی پیدا کرتی ہے۔ یہانتک بیباکی کہ مشرکین کو اپنا بھائی یقینی بنالیا اور من کل الوجوہ ان میں مل گئے۔ جسکا ذکر ہو چکا ہے۔ اور فرقہ گاندہویہ کا فخری لقب حاصل کر لیا۔ اگر مفصل دیکھنا ہو تو میرا رسالہ منتقہ فتوٰے ہے تاریخی نام کو ملاحظہ کیجئے۔ جو جمیعتہ العلماء دہلی کے فتوٰے کی تردید میں ہے۔ اور لاہور میں ۱۹۲۲ء کو طبع ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔

قولہ جو علمائے کرام دین حق کے لئے اپنی جانوں اور مالوں کو تلف کر کے اعلائے کلمتہ الحق کے بدلے جیلخانوں میں جا رہے ہیں جو طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو رہے ہیں ان کو دہابی پکارا جاتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۴۔ سطر ۴

اقول۔ واقعی وہابی مولوی دوسرے لوگوں کو ساتھ لیکر بغاوت کے جرم میں جیل میں جا رہے ہیں۔ کوئی کام دین کا نہیں کیا۔ لوگوں سے روپیہ وصول کر کے اپنے عیش و آرام میں صرف کیا گاندہی مشرک مسلہ کو۔ امام پیغمبر۔ مذکرہ سردار۔ رہبر قبول کر کے سوراج سلطنت لینے کے لئے اپنی خلافت کو کانگرس میں جذب کر کے طوفان بے تمیزی کا شور وشغب بغاوت کے ساتھ ملایا۔ اور فرقہ گاندہویہ کا فخر حاصل کر کے جیلخانوں کی سیر کی۔ اور لاکھوں کروڑوں روپیہ وصول شدہ کو ہضم کر کے ڈکار بھی نہ لیا۔ قولہ۔ بھلا عمر فاروق سا عدل گستر اور موحد امیر المومنین السلام کا وظیفہ ہوتو کیوں نہ ایسا ہوتا۔ حجر الاسود کے بوسہ دینے پر فرمایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ نہ دیا ہوتا تو تجھ کو اکھڑوا کر باہر پھینکوا دیتا۔ یہ بات حجر الاسود کو مخاطب کر کے کہی تھی۔ ملتقطاً (صفحہ ۴۔ سطر ۱۱)

اقول۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایسی محبت اور ادب کہ کوئی کلمہ تعظیمی حضرت یا رضی اللہ عنہ ان کے نام کے ساتھ نہیں لکھا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اگر حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسوقت دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو سب سے پہلے غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کی گردن زنی کرتے جو بیس رکعت تراویح پڑھنے سے حضرت سید امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہتے ہیں اور آٹھ تراویح پڑھنے والے غیر مقلد کو جہنم نہ کرتے حجر الاسود کے بوسہ دینے پر اب بھی غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ کا اعتقاد یہی ہے کہ یہ بوسہ دینا شرک ہے۔ جیسے ان دنوں ابن سعود نجدی نے کعبتہ اللہ پر مسلط ہو کر سخت

ممانعت کردی ہے۔ کہ کوئی آدمی حجر الاسود کو بوسہ نہ دے۔ پہلے حجر الاسود کو دیوار سے نکالکر باہر پھینک دینا چاہتا تھا۔ مگر اسپر شور و غل ہوا۔ تب رہنے دیا۔ لیکن سختی سے حکم دیا کہ اسکو بوسہ نہ دیا جائے۔ یہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک پتھر کو مخاطب کرکے اسے بات کہہ رہے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان کسی بزرگ اولیا و مومنین میں سے کسی کو مخاطب کرے تو غیر مقلدوں کے نزدیک وہ مشرک ہو جائے۔

قولہ علماء کا حق تھا۔ چونکہ انسان ایک غیر معصوم ہستی ہے۔ کہ کسی سے نسیاناً کوئی خلاف شرع بات ہو جائے۔ تو اس کا الزام دور کرنا چاہیئے اور پردہ پوشی کرنی چاہیئے۔ اگر ایک آدھ غلطی ہو جائے۔ تو پردہ پوشی ہونی چاہیئے۔ ملتقطاً صفحہ ۸۔ سطر ۲۔

اقول۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک پیغمبران علیہم السلام بھی معصوم نہیں ہیں۔ خوب! آپ قبول کرتے ہیں کہ علماء غیر مقلدین سے ضرور غلطیاں وقوع میں آتی ہیں اور خلاف شرع ان سے باتیں ہوتی ہیں۔ مگر ان کا ظاہر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ پردہ پوشی ہونی چاہیئے۔ پھر کہتے ہیں کہ ایک آدھ غلطی جو ہوتی ہو۔ اسکی پردہ پوشی کرنی چاہیئے میں کہتا ہوں کہ مجیب صاحب عمداً غلط کہتے ہیں۔ ایک آدھ غلطی نہیں۔ بلکہ سینکڑوں عقائد باطلہ کا عمداً رواج دیا گیا ہے۔ اور تمام مسلمانوں کو اپنے سوا مشرک اور کافر قرار دیا گیا اور علماء اہلسنت والجماعت نے ہر چند تقریراً اور تحریراً سمجھایا گیا۔ مگر افسوس نہ سمجھے اور اسلام میں تفرقہ ڈال ہی دیا۔ بلکہ ایسے ضد اور اصرار میں مصر ہو گئے کہ تمام مسلمانان عموماً اور بالخصوص اہلسنت والجماعت کو بدعتی اور مشرک اور کافر بنا دیا۔ پردہ پوشی کی اچھی کہی لازم یہ تھا۔ کہ اپنی عقائد کی غلطیوں کو مان کر توبہ کر لیتے۔ مگر سرے سے اعتقاد ہی یہ جما لیا کہ ہمارے سوا باقی تمام مسلمان مشرک ہیں۔ کیا مجیب صاحب! میں نے صلاحیت کیلئے خط نہیں لکھا۔ آپ ہی مان جاتے اور لاہور میں فیصلہ ہو جاتا۔ مگر آپ نے اس کے برخلاف جواب دیکر مباہلہ کی دعوت دی۔

قولہ جو لوگ پردہ پوشی نہیں کرتے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی وجہ سے ہم بھی اہل علم میں مانے جاویں۔ چونکہ یہ نفسانی غرض ہوتی۔ اور نفسانی غرض رکھنے والا مجنون ہوتا ہے۔ اور مجنون کی بات قابل اعتماد نہیں۔ بلفظہ (صفحہ ۸ سطر ۱)

اقول۔ چونکہ آپ کا یہ رسالہ پہلی تصنیف ہے اسلیئے آپ کی نفسانی غرض ہے

تا کہ کسی طرح اہل علموں میں شمار ہو جاؤں میری طرف سے تقریباً بیس (۲۰) کتب رد فرقہ وہابیہ و دیگر فرق باطلہ میں لکھی جا چکی ہے۔ غرض نفسانی آپ کی طرف سے پائی گئی۔ دلیل اسکی یہ ہے۔ کہ میں نے آپ کو لکھا تھا کہ میرے اور آپ میں فیصلہ لاہور میں ہو جانا چاہیئے مگر آپ نے منظور نہ کیا۔ پس نفسانی غرض نے آپ کو ضرور مجنوں بنا دیا۔ اسلیئے مجنوں کی کسی بات یا تالیف پر کوئی اعتماد یا اعتبار نہیں ہو سکتا۔

قولہ علامہ شہید علیہ الرحمۃ نے جو کچھ لکھا اور عمل کیا۔ وہ سب مطابق نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے ہے۔ بلفظہ (صفحہ ۸۔ سطر ۱۲)

اقول۔ بالکل جھوٹ بلکہ جو کچھ لکھا۔ اور عمل کیا۔ اپنی من گھڑت باتوں کا خمیازہ ہے بتایئے یہ الفاظ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ یا یہ کہ "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہے" کس نص قطعی اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے۔ ذرہ پیش تو کیجئے۔ یہ ہرگز نہ ہو سکیگا۔

قولہ اس کتاب کے لکھنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ زمانہ حال میں ایک کتاب موسومہ بہ انوار آفتاب صداقت مصنفہ جناب حاجی قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودہیانہ شائع ہوئی جسمیں حضرت امام ابن تیمیہ اور مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی اور مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی و دیگر علماء کرام دیوبند کی تکذیب کیگئی ہے۔ اور ان تمام بزرگان دین کے عقاید کو خارج از اسلام کرکے انپر کفر کے فتوے تھوپے گئے ہیں۔ اور نہایت سخت بہتانی تازیانے لگائے گئے ہیں بلفظہ صفحہ ۸۔ سطر ۱۶۔

اقول مجیب کی شکایت بالکل غلط اور خلاف واقع ہے ان کے بزرگوں پر میری طرف سے کوئی فتوے کفر نہیں۔ بلکہ خود انکے بزرگوں کیطرف سے یا خود ان کے قلم سے اپنے آپ پر فتوے کفر لگے ہوئے ہیں یا حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کیطرف سے آگے چل کر اس بات کو پوری طور پر ثابت کیا جائیگا۔ آپ کے بزرگ وہی ہیں جو اللہ تعالےٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں۔ اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توہین کریں۔ تمام مسلمانان سلف اور خلف اہلسنت والجماعت کو مشرک اور کافر کہیں اور کتابیں لکھیں اور انپر جہاد کا فتوے دیکر جدال و قتال کریں اور

مسلمانوں کے ہی ہاتھوں سے قتل ہو کر شہادت کا درجہ حاصل کریں۔ سوا ایسے لوگ اہل سنت والجماعت کے نزدیک ضرور کافر ہیں۔ اور وجوہات کفر میری کتاب میں موجود ہیں آپ نے اپنے چار بزرگوں کے نام بتلائے ہیں۔ جن کا ذکر آپ اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۷ سے شروع کر کے صفحہ ۲۴ تک لکھا ہے۔ سوانکی بزرگی کی کیفیت اپنے موقع پر درج ہوگی۔ انتظار کریں۔

قولہ عجب یہ ہے۔ کہ ان تمام بزرگوں اور ان کا سا عقیدہ رکھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز قرار دیا ہے۔ اور مسجدوں میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے سبحان اللہ! ایسے مفتری لوگ مقلد تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بنتے ہیں مگر انکے فرمان الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر حتی المومنین جائزۃ کی تقلید سے منکر ہیں اور فرمان باری تعالیٰ کے بھی خلاف۔ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا الآیۃ بلفظہ صفحہ ۸ سطر ۲۲۔

اقول۔ غیر مقلدین نجدیہ وہابیہ کے پیچھے نماز ناجائز ہونے کا باعث ان کے عقائد اور اعمال فاسدہ اور کلمات کفر اور کاسدہ ہیں جو ان کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اسلیئے اہلسنت والجماعت کی نماز ان کے پیچھے جائز نہیں۔ اس میں علماء سلف و خلف کا اتفاق ہے مجیب صاحب نے جو قول حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا نقل کیا ہے۔ وہ ان کے لیئے مفید نہیں اسکا مطلب یہی ہے کہ بشرط ضرورت ہر نیک و فاجر مسلمان اہل سنت والجماعت کے پیچھے نماز جائز ہے۔ لیکن کسی فرق باطلہ مثلاً معتزلہ۔ قدریہ۔ جبریہ۔ نیچری غیر مقلد۔ وہابیہ نجدیہ۔ شیعہ۔ مرزائیہ۔ چکڑالویہ۔ گاندھویہ وغیرہ ہم کے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز جائز نہیں کیونکہ یہ تمام فرق عقیدتاً اہل سنت والجماعت مقلدین ائمہ مذاہب کے خلاف ہیں جو آیت شریف آپنے لکھی ہے اس میں آپ نے دو غلطیاں کی ہیں۔ مسٰجد کو مساجد اور فیہا کو فیہ لکھدیا اسکا مطلب بھی یہی ہے کہ ایسے ایسے بد مذہب خلاف عقائد فرق کا اہلسنت والجماعت کی مسجدوں میں داخل ہونا موجب فساد و فتنہ ہے۔ جیسے کہ آیت شریف وسعی فی خرابہا ظاہر کر رہا ہے یہی مفسد لوگ مسجد کی آبادی میں فساد ڈالکر خرابی کرتے ہیں۔ یا اس میں کوشش کرتے ہیں دیکھو جب اہلسنت والجماعت مقلدین امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد میں جب تم زور سے

آمین پکاروگے۔ تو ان کی نمازوں میں خلل آئے گا۔ وہ چپ نہ رہ سکینگے۔ اور تم اس زعم میں کہ ہم سنت ادا کرتے ہیں۔ اور وہ کہیں گے۔ کہ تم سنت متروکہ کو بغرض فساد ایسا کرتے ہو۔ تو مسجد میں فتنہ و فساد ہو کر جنگ و جدال ہو جائے گا۔ جیسے کہ ایسا کئی جگہ ہوا اور غیر مقلدین کی مساجد حکماً الگ ہو گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی مساجد میں ایسے مفسد کو آنے نہیں دیتے اور اگر آ گیا ہو تو معلوم ہو جانے پر اسکو نکال دیتے ہیں۔ آپ کو پتہ نہیں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لہسن خام کھانیوالے کو مسجد سے نکال دیا۔ اور ایک قصاص کو مسجد میں سے باہر نکلوا دیا۔ کیا یہ آیت شریف موجود نہ تھی۔ ضرور تھی۔ مگر مفسد دین۔ ایذا رسان مصلیان۔ بد عقیدہ۔ قصہ گو۔ بد مذہب فرق باطلہ کے لیئے اہلسنت والجماعت مسلمانوں کی مساجد میں دخل نہیں۔ [illegible]

قولہ۔ نیز راقم نے مذکورہ بالا کتاب کے مصنف انسپکٹر صاحب کی زبان سے اپنے کانوں سے سنا کہ جو علماء ترک موالات عدم تعاون کا فتوے دیکر نصاریٰ کے خلاف کر رہے ہیں۔ یہ سب کے سب وہابی ہیں۔ اور ایسے وہابی اس کی کتاب ناصواب میں کافر مشرک مرتد ٹھیر چکے ہیں۔ خدا جانے مسلمان کون ہیں۔ بلفظہ ۹ سطر ۸۔

اقول۔ مجھے یاد نہیں۔ مجیب صاحب نے سنا ہوگا۔ یہ میرا کہنا سچ اور بالکل سچ ہے کہ ایسے ایسے فتوے دینے والے ضرور غیر مقلد وہابی۔ دیوبندی۔ نجدی ہی تھے جنہوں نے ایسے ایسے فتاوے دیکر مسلمانوں کا ستیاناس کر دیا۔ ہندو مشرکوں کے غلام بھی بنے۔ مگر پھر بھی انہوں نے مٹی کا تیل ڈال ڈال کر زندہ مسلمانوں کو جلایا۔ یہ ان مفتیان ترک موالات اور عدم تعاونیوں کے فتاووں کا نتیجہ بد تھا۔ اور اب تک چلا جا رہا ہے۔ کوئی شبہ نہیں۔ کہ مفتیان بغاوت جنہوں نے دہلی میں اپنی جمعیۃ قایم کر کے پانچسو مفتیان وہابیہ وضعی نے فتوے دیکر تمام ملازمتیں حرام قرار دیں اور ملازمت پولیس کو سب سے زیادہ حرام لکھا اور ملازم پولیس اور پنشن خوار پولیس کو کافر قرار دیا یہ سب کے سب دو پانچسو علماء کذا بیان کیئے جاتے تھے۔ اور دراصل ایکسو اکیس تھے ضرور غیر مقلد اور وہابی نجدی دیوبندی تھے۔ انکے وہابی ہونے میں انکار نہیں ہو سکتا اس فتوے کی تردید میں میں نے ایک رسالہ جس کا تاریخی نام عہدہ پولیس ۱۳۴۰ھ کی ملازمت حلال وسنت ہے اور دوسرا تاریخی نام رد منفقہ فتوے ۱۳۴۰ھ ہے

لکھ کر لاہور میں شائع کیا ہے۔ جس کا جواب اب تک کسی خلافتی وہابی مولوی سے نہیں ہو سکا
کہاں ایکسو اکیس (۱۲۱) وہابی فرضی مولوی یا ان کے ساتھ جہلا کا اژدہام اور کہاں سات کروڑ
مسلمان ہندوستان اور ان کے ہزاروں علماء کرام۔ یہ سچ ہے۔ کہ حق حق ہے۔ باطل
باطل ہے۔ دیکھا اہل کتاب سے ترک موالات اور مشرکین سے اخوت اور اتحادات
کرنے کا نتیجہ کیا ہوا۔ مسلمانوں کو ذلیل کیا۔ خوار کیا۔ ہجرت کروا کر ان کو گھر بار سے نکلوا کر
نادار اور لاچار کیا۔ واپس ہوئے۔ نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ مشرکین نے بھی جنکو
وہ اپنے بھائی یقینی سمجھے ہوئے تھے۔ قتل اور خونریزیاں کیں۔ یہاں تک کہ مسلمانوں
کو مٹی کا تیل ڈال ڈال کر زندوں کو جلایا۔ بقول شخصے۔ نہ پیا ملا نہ رام ملا۔ نہ ماس ملا
نہ چام ملا۔ ٹھن ٹھن گوپال ہو کر بیٹھ گئے۔ یہی وہ علماء مسلمانوں کے خیر خواہ تارک
موالات ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ۔ ان بزرگان دین کے بہت سے حاسد بھی ہیں۔ جنہوں نے ان کو بُرے بُرے
الفاظ سے موسوم کیا ہے۔ اور ان کی تصانیف پر اعتراض رکھے۔ مگر اکثر ان کے موافق
بھی تو ہیں۔ خواہ مخالفوں سے کم ہی ہوں۔ مگر یہ تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ وقلیلٌ
من عبادیَ الشکور۔ بلفظہ صفحہ ۹۔ سطر ۱۸

اقول۔ عبارت کیسی موزون ہے بُرے بُرے الفاظ سے موسوم کیا۔ الفاظ کے ساتھ
موسوم۔ دوسرے ان کی تصانیف پر اعتراض رکھے۔ چھوٹی سی آیت شریف کو بھی صحیح
نہیں لکھا۔ لکھدیا۔ قرآنی علم بھی آپ کا ایسا ہی ہے۔ اور اکثر جگہ یہی حال
ہے۔ آیت بھی صحیح نہیں لکھی گئی۔ آپ نے نص قطعی۔ قلیل من عبادی الشکور
یہ ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی ہے۔ کہ جو گروہ یا جماعت قلیل ہوتی
ہے۔ وہ بندگان شکور میں داخل اور ناجی ہے۔ اور یہی حق پر ہے۔ مگر آپ نے
بالکل غلط سمجھا۔ اور تفقہ فی الدین سے کوسوں دور ہے۔ اگر آپ نے تھوڑی جماعت
کو حق پر تصور کرتے ہیں۔ تو سب سے زیادہ حق پر خوارج اور نواصب و شیعہ
نیچری۔ مرزائی۔ بہائی۔ اور چکڑالوی ہونگے چکڑالوی تو سب سے اول درجہ
حق پر سمجھنے چاہیئے جو تمام پنجاب میں صرف ۱۷۲ ہی ہیں۔ جو مردم شماری میں آ
چکے ہیں۔ اگر یہ مندرجہ بالا فرق دعوے حقانیت کریں تو اسکا کیا جواب ہوگا۔ کچھ

نہیں۔ لیکن در اصل یہ آیت شریف اسکی دلیل ہی نہیں۔ معنے آیت شریف کے یہ ہیں
کہ میرے بندوں میں سے شکرگزار کم ہیں۔ دوسرا ترجمہ تھوڑے ہیں۔ میرے
بندوں میں حق ماننے والے۔ اور ابتدا آیت شریف کے اعملوا آل داؤد شکرا۔
ہے۔ یعنے اے آل داود کی نیک کام کرو۔ شکران نعمت کرتے ہوئے تفاسیر میں
آل داؤد کے شکر کی بابت لکھا ہے۔ کہ ان کے برابر کوئی شکر کرنے والا نہیں۔ نیز بعض
تفاسیر میں پیمبران علیہم السلام کی نسبت اشارہ ہے۔ کہ وہ تمام دنیا سے قلیل
ہیں۔ لیکن اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ اہل اسلام سے ایک قلیل جماعت اپنے
مخترع عقائد کو لیکر یہ سمجھے کہ ہماری تھوڑی جماعت حق پر ہے۔ اور اس آیۂ شریف
کو اپنی دلیل بیان کرے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ حق اور صراط مستقیم پر ہونے کی دلیل جماعت سواد اعظم بموجب
حکم خداوندی ثلة من الاولین وثلة من الاخرین (داہنے ہاتھ والے اگلوں میں سے
بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے بہت ہونگے۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔

(الف) اتبعوا سواد الاعظم۔ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔

(ب) لا یجتمع امتی علی ضلالة میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

(ج) ید اللہ علی الجماعت جماعت پر اللہ تعالے کا دست رحمت ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ داداپیر وہابیہ اس بارہ میں کیسا اچھا فیصلہ
فرماتے ہیں۔

تحفہ اثنا عشریہ کید یازدہم۔ مصنفہ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ آنکہ گویند
مذہب اثنا عشریہ حق است قلیل و ذلیل و اہل سنت کثیر و عزیز و خدا تعالے در
اہل حق میفرماید ودریں تقریر تحریف کلام اللہ است زیراکہ حق تعالے در حق اصحاب
الیمین فرمودہ است ثلة من الاولین و ثلة من الاخرین اگر قلت و ذلت موجب
حقیقت شود باید کہ نواصب و خوارج احق واولے بحق باشند کہ بسیار قلیل و
ذلیل اند۔ بلکہ حق تعالے جا بجا ظہور و علیہ و تسلط در شان اہل حق میفرماید
ودر احادیث جابجا باتباع سواد اعظم امر است و موافقت با جماعت فرمودہ اند
اھ بلفظہ۔

ترجمہ۔ شیعہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ مذہب اثنا عشریہ حق ہے۔ کیونکہ قلیل و ذلیل ہے اور فرقہ اہل سنت بہت ہے۔ اور غالب ہے اور خدا تعالیٰ نے اہل حق کے لئے قلیل باہم ظہور ہونا فرمایا ہے۔ سو اس کلام میں کلام اللہ شریف کی تعریف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل حق کے حق میں اصحاب الیمین داہنے ہاتھ والے فرماتا ہے۔ پہلوں میں سے بہت اور پچھلوں میں سے بہت ہونگے اگر تھوڑا ہونا اور ذلیل ہونا حق ہونیکا موجب ہو تو لازم ہے کہ خارجی اور ناصبی گروہ اوسلئے اور زیادہ حقدار اہل حق ہوں۔ کیونکہ یہ قلیل اور ذلیل ہیں۔ اگر حق تعالیٰ نے جابجا غالب اور مسلط ہونا دوسرے لوگوں پر اہل حق کی شان میں فرماتا ہے۔ اور احادیث شریف میں جگہ جگہ سواد اعظم کی اتباع اور جماعت کیساتھ موافقت کرنے کی تاکید فرمائی ہے (ختم ہوا ترجمہ)

پس مجیب کا گروہ قلیل و ذلیل ہے۔ اس لئے اس کے ناحق پر ہونے کی یہی کافی دلیل ہے۔

قولہ۔ مولوی اسمٰعیل کی کتاب تقویۃ الایمان توحید پر ایک یگانہ کتاب ہے۔ صفحہ ۷۔ سطر ۲۳۔ کتاب تقویۃ الایمان پر جرح کرکے اور شیعہ صاحب کا مذہب وہابی لکھا ہے صفحہ ۹ سطر ۲۳ یہ نادر کتاب توحید پر لکھی گئی۔ صفحہ ۹ سطر ۲۷

اقول۔ ہاں یہ کتاب بلاشبہ تمام مسلمانوں کو کافر اور مشرک بناتے میں ضرور یگانہ اور نادر ہے۔ اس سے انکار نہیں۔ توحید کی آڑ میں اللہ تعالیٰ کی توہین اور تمام انبیاء علیہم السلام اور حضور سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت اور تمام صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم اور تبع التابعین و اولیاء اور بزرگان دین و کافۃ المسلمین کو مشرک اور کافر بنا دیا ہے۔ پھر کیوں نہ یہ کتاب تقویۃ الایمان یگانہ اور نادر ہو اسلئے میں اسکی یگانگی اور نادری اور اسکے مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی کی جرأت پر علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کیطرف سے جو فتوے کفر لکھا گیا اسکو پیش کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ اسکی یگانگت و نادریت ظاہر ہو جائے جو میری کتاب میں پہلے بھی درج ہو چکا ہے۔

پہلا فتوے کفر منجانب علمائے کرام حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مصنف مولوی اسمٰعیل دہلوی پر

لاشک فی بطلان المنقول من تقویۃ الایمان وکونہ موافقاً للنجدیۃ وماخوذ من کتاب التوحید لقرن الشیطان۔

وایضاً لہ نسبت تقویۃ الایمان ومؤلفہ عن ہذا الدجال والکذاب ، مستحق اللعنۃ من اللہ تعالیٰ والملئکۃ واولی العلم وسائر المؤمنین اعلم ان کلام ہذا الدجال کلہ سباً للانبیاء والاستہزاء بسنن المرسلین وعداوۃ بجلو شان الموضوع الذکور صلی اللہ علیہ وسلم ما ان رحمۃ المصطفیٰ لایصوں المرتد عنہم فہو ملعون مطرود ساقط من عین اللہ لیس لہ فی الاسلام نصیب لعنا ونبینا وناصرینا اجمعین لعنۃ اللہ بین دوحل القتال وادرق الی شقیہ الخ

سیوف الباردۃ علی دوس الفاسقۃ تصنیف علامہ محمد عبد اللہ خراسانی مطبوعہ نصیریہ ۱۳۰۲ھ مکہ معظمہ۔ بلفظہ کتاب پیوچال برلشکر دجال صفحہ ۳۵ انوار آفتاب صداقت

(دوسرا فتوے کفر)

منجانب علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے مولف مولوی اسمٰعیل دہلوی پر یہ بہت مفصل فتوے ہے بوجہ اطناب عبارت ترک ہے دیکھو کتاب پیوچال برلشکر دجال مطبوعہ مطبع قمر ہند لاہور ۱۳۰۵ھ صفحہ ۸۶ سے ۱۰۳ تک اور انوار آفتاب صداقت صفحہ ۳۴۲

علاوہ اس کے تقویۃ الایمان نادر کتاب کی تردید میں چالیس کتابیں طبع شدہ موجود ہیں جن کی فہرست میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۲۰ پر درج ہے۔ مولف مجیب نے ان فتاووں کیطرف خیال نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہے کہ آپ نے کتاب انوار آفتاب صداقت کو پڑھا ہی نہیں۔ یا تجاہل عارفانہ کیا۔ دیگر فتاوے تکفیر جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے خود اپنے ہاتھوں اپنے پر لگائے۔ یا انکی ذریت غیر مقلدین وہابیہ دیوبندیہ نے ان پر قائم کئے ہیں۔ وہ بھی آگے آتے ہیں انتظار کریں۔

قولہ۔ ہمت انسپکٹر صاحب موصوف نے بہت کی۔ مگر تعصب سے کاش اسکی بجائے کوئی مفید خلائق اور نتیجہ خیز کام کی طرف متوجہ ہوتے۔ جس سے نیکی برباد گناہ لازم کے مصداق نہ بنتے۔ اور تمام اہل اسلام کی دعا کے مستحق ٹھہرتے بلفظہ صفحہ۔ سطر ۱۲

اقول۔ الحمد للہ کام تو خداوند کریم نے مجھ سے بلا تعصب مذمومہ کے وہ کرایا ہے۔ کہ جس کا شکریہ تمام مسلمانان اہلسنت والجماعت ادا کرتے ہیں۔ اور تمام علماء کرام اور صوفیائے عظام تہ دل سے دعائیں دیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت وحفاظت کردی۔ اس سے بڑھ کر مفید خلائق کام اور کیا ہو سکتا ہے۔ چونکہ جو لوگ اسلام میں داخل ہی نہیں۔ ان کی دعا کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ بیشک گالیاں دیں کوئی پرواہ نہیں۔

قولہ۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ ہی میں تھی۔ مگر کہیں سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکی قبر مبارک پر کوئی ایسا فعل کیا ہو جو آج ہمارے علماء بدعت حسنہ قرار دے رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۔ سطر ۷۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ! آپ کو اتنی خبر بھی نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک کہاں ہے۔ افسوس پہلے یہ تو معلوم کر لیتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک مکہ معظمہ میں ہے یا نہیں۔ مگر نہ کیا۔ اور ندامت و خجالت کا مونہہ دیکھا دیکھو کتاب پنج اشرف التواریخ ترجمہ تاریخ کامل صفحہ ۱۷۴-۲۹۔

(الف) ایک روایت میں ہے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قدس خلیل میں ہے دوسری روایت انبیاء الدول میں ہے کہ مزار شریف آپ کا بجیرون میں ہے تیسری روایت یہ ہے کہ علماء کا اتفاق اسپر ہے کہ قبر شریف آپکی خلیل الرحمن میں ہے۔ جو اراضی مقدسہ کے متعلق ہے۔

(ب) حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت، یہ بھی وصیت کی کہ جب وہ وعدہ وصل الٰہی پہنچ جائے تو اپنی اولاد سے وصیت کردیا۔ کہ میرے تابوت کو میرے باپ دادا کی قبر کے پاس پہنچا دیویں۔ بعد اس کے حضرت یعقوب علیہ السلام رخصت ہوئے، در مصر سے چلکر ارض مقدسہ میں۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر تھی پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک قبر کھدی ہوئی تیار ہے۔ اور اس میں فرش حریر کا بچھا ہوا ہے۔ اور ایک گروہ ملائک اس پر منتظر کھڑا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ یہ قبر کس کی ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ جو شخص بہت کا مشتاق ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ میں مشتاق ہوں۔ اگر اجازت ہو تو اتروں۔ فرشتوں نے اجازت دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

قدم مبارک اس قبر میں رکھا۔ فوراً حضرت عزرائیل علیہ السلام نے جام شربت طہور حضرت کو پلایا۔ اور وہی شربت وصال ہوا۔ ملائک نے حضرت کو غسل دیا۔ اور نماز پڑھی۔ بلفظہ صفحہ ۲۶۰

بدعت حسنہ کی آپ نے اچھی کہی۔ سنت کہیئے۔ کیا آپ کو اپنی بھی خبر نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنتہ البقیع میں روز دوشنبہ پنجشنبہ۔ جمعہ۔ ہفتہ چار روز تشریف لیجایا کرتے تھے۔ نیز اپنے والدین شریفین کی قبروں کی زیارت کے لیئے تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ مگر اس کے خلاف وہابیہ نجدیہ کو اہل قبور سے ضرور نفرت اور لغور ہے۔ اور عامل بالحدیث ہونے کا دعا کرتے ہیں۔

قولہ۔ اہل ہنود ستھانوں اور اپنے دیوتاؤں کی مورتوں پر پھولوں کے ہار عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے سندھور وغیرہ کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ مسلمان دیکھ کر وہ سکے ہنود نے یہ فعل اپنے بزرگوں کی قبروں پر جاری کردیئے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۔ سطر ۲۳

اقول۔ عجیب طبیب نے کیا تشبیہ صحیح رقم فرمائی ہے۔ ہندوؤں کی مورتوں پر عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے کہاں دیکھے ہیں اور مسلمانوں کی قبروں پر سندھور کہاں دیکھا۔ بالکل غلط اور جھوٹ۔

پھولوں کے ہار خلافتی مولویوں کے گلوں میں ڈالے جائیں۔ اور کانگرسی مشرکین لیڈروں کے گلے میں ہار پہنائے جائیں۔ انکے مندروں میں جاکر پوجا کیجائے۔ قشقے لگائے جائیں۔ رام رام ست ہے۔ کہیں ست سری اکال پکاریں۔ رام لچھمن اور گاندھی کی جے کے نعرے زور سے لگائے جائیں۔ مشرکین کو اپنا یقینی بھائی بنائیں؟ یہ کت بہت نامہ۔ جسکی بابت حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم جو کوئی شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انہیں میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یتولھم منکم فانہ منھم جو کوئی شخص تم سے ان سے محبت کرے وہ انہیں میں سے ہے۔

قولہ۔ بعض علماء امت کے اقوال مثلاً آئمہ اربعہ وغیرہ کے سو یہ کسی طرح بھی حجت لائقہ دلیل شرعی) بلفظہ۔ صفحہ ۱۶۔ سطر ۴۔

اقول۔ آپ ایسے غیر مقلد وہابی ہیں کہ آپ کے نزدیک مجتہدین مطلق آئمہ اربعہ کے

اقوال بھی حجت شرعی نہیں ہیں یہ صحیح ہے۔ جب کہ آپ کے نزدیک خلفاء راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی حجت شرعی نہیں۔ تو آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اقوال کیونکر حجت ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بڑے بزرگ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی آئمہ مجتہدین کے اجتہادی مسائل کو بھی سلطنت میں داخل کرتے ہیں دیکھو وہ لکھتے ہیں جو کام یا عقیدہ یا بات حضرت نے خود کیا یا کسی کو کرتے دیکھا۔ اور پسند کیا یا اکثر معتبر اصحابیوں نے کیا وہ سنت ہے۔ یا تابعین اور تبع تابعین میں رائج اور جاری ہوا اور کسی معتبر نے انکار نہ کیا۔ یا مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا۔ وہ بھی سنت میں داخل ہے۔ بلفظہ تذکیر الاخوان۔ بقیہ حصہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۹ سطر ۴ مطبوعہ مطبع نامی نولکشور ۱۸۸۲ء وصفحہ ۳۔ سطر ۱۴ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔ افسوس۔ آپ نے اپنے ایمان کی کتاب تقویۃ الایمان کو بھی نہ پڑھا۔ اور اس مسئلہ سے انکار کرکے اپنے بزرگ کے بھی نافرمان نکلے۔ یہ بھی غیر مقلدی ہی کا کرشمہ ہے۔

پکا غیر مقلد وہی ہے جو خداوند کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو بھی شرعی حجت نہ جانے نہ انکی تقلید کرے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

قولہ۔ معترض نقل کرتا ہے۔ کہ ۷۰۵ھ میں ایک شخص ابن تیمیہ نامی مذہب حنبلی سے گمراہ بد مذہب نکلا۔ بری باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھیراتا ہے۔ انکار شفاعت کیا۔ یعنی اللہ تعالٰی نے جس کے باب میں اذن دیگا۔ اسی کی شفاعت کرینگے۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے لئے سفر حرام۔ توسل اور امداد اولیاء اللہ ممنوع بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ بادشاہ نے اسکو جیلخانہ بھیجدیا۔ توبہ کرکے پھر ویسا ہو گیا الخ

کیا یہ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہوتی ہے۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی یا نجدی نہ کہا کرو۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی کیوں کہا جاتا ہے۔ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہے۔ یا فرقہ کا نام ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۸۔ سطر ۵۔

اقول۔ طبیب مجیب صاحب نے ابن تیمیہ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ مگر جو اس کے

عقائد لکھے گئے ہیں۔ ان کو ان کے سر پر سے نہ اٹھایا۔ جو کچھ میں نے لکھا تھا " وہ کتاب " تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ مرتدیہ " سے لکھا تھا۔ اور کئی کتابوں میں ابن تیمیہ کا ایسا ہی حال لکھا ہے اگر کوئی ان کا چیلہ اس کی مدح سرائی کرے تو کرے۔ لیکن اس کے عقائد کو کوئی حمائتی ہرگز دھو نہیں سکتا۔ لیجئے ایک اور کتاب سے بھی اس کا حال درج کرتا ہوں۔

" تحفۃ المناظرین " مولفہ حضرت مولوی سید غلام مصطفٰے صاحب ساکن بھیکوال ضلع ہوشیارپور مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۰

۷۰۵ھ سنہ میں (سات سو پانچ) میں ابن تیمیہ پیدا ہوا۔ خدا کو مجسم کہتا تھا۔ اور سفر زیارت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین۔ بعض خلفاء راشدہ اور آئمہ مجتہدین طریقہ اس کا تھا۔ اور کتاب صراط مستقیم اس کی اس بارہ میں موجود ہے آخر علماء مصر شیخ داؤد سمان و شیخ کمال الدین سبکی نے ان کے عقیدہ باطل کو رد کیا اور اسکو گرفتار کر کے مدرسہ کاملیہ مصر میں لے گئے۔ مجلس منعقد ہوئی۔ قاضی و مفتی تمام جمع ہوئے۔ اور اسکو قائل کیا۔ اور حکم سلطان بلاد میں جاری ہوا۔ کہ عقیدہ ابن تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی اسکی پیروی کرے گا۔ سزایاب ہوگا پھر تحقیر اولیا اللہ اور توسل نبی الرحمۃ میں گفتگو ہوئی۔ آخر اس مقدمہ میں قید ہوا۔ کراہت اولیا اللہ مشائخ وعلماء کفر ہے اور توسل نبی الرحمۃ متفق علیہ علماء امت ہے اور منکر اسکا گمراہ ہے چنانچہ دولت ناصریہ میں ابن تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی۔ اور رجب ۷۰۸ھ میں آیا تو پھر ایسی باتوں سے قیدخانہ دمشق میں قید ہوا۔ اور حکم عام بادشاہ کا جاری ہوا۔ کہ جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہوگا۔ اسکا خون و مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی جناب میں بے ادبی کرتا تھا الخ۔ بلفظہ صفحہ ۶۷۔

یہ ہے مختصر کیفیت ابن تیمیہ خارجی المذہب کی آپ نے تعریف تو اپنی زبان سے کی ہے۔ مگر اسکے عقائد پر روشنی نہ ڈالی۔ اور نہ اس کا جواب دیا۔ کہ (الف) وہ خدا کو مجسم کہتا تھا (ب) انکار شفاعت کرتا تھا (ج) روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حرام کہتا تھا (د) توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء

اقوال بھی حجت شرعی نہیں ہیں۔ یہ صحیح ہے۔ جب کہ آپ کے نزدیک خلفاء راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی حجت شرعی نہیں۔ تو آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اقوال کیونکر حجت ہو سکتے ہیں۔ مگر افسوس آپ کے بڑے بزرگ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی آئمہ مجتہدین کے اجتہادی مسائل کو بھی سلطنت میں داخل کرتے ہیں دیکھو وہ لکھتے ہیں جو کام یا عقیدہ یا بات حضرت نے خود کیا یا کسی کو کرتے دیکھا۔ اور پسند کیا۔ یا اکثر معتبر اصحابیوں نے کیا وہ سنت ہے۔ یا تابعین اور تبع تابعین میں رائج اور جاری ہوا اور کسی معتبر نے انکار نہ کیا۔ یا مجتہدوں نے اپنے اجتہاد سے نکالا۔ وہ بھی سنت میں داخل ہے۔ بلفظہ تذکیر الاخوان۔ بقیہ حصہ تقویۃ الایمان صفحہ ۶۹ سطر ۴۔ مطبوعہ مطبع نامی نولکشور ۱۸۸۲ء وصفحہ ۳۔ سطر ۱۴ مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی۔ افسوس۔ آپ نے اپنے ایمان کی کتاب تقویۃ الایمان کو بھی نہ پڑھا۔ اور اس مسئلہ سے انکار کر کے اپنے بزرگ کے بھی نافرمان نکلے۔ یہ بھی غیر مقلدی ہی کا کرشمہ ہے۔

پکا غیر مقلد وہی ہے جو خداوند کریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کو بھی شرعی حجت نہ جانے نہ انکی تقلید کرے۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

قولہ۔ معترض نقل کرتا ہے۔ کہ ۷۰۵ھ میں ایک شخص ابن تیمیہ نامی مذہب حنبلی سے گمراہ بد مذہب نکلا۔ جس کی باتوں کو اپنا جزو ایمان ٹھیراتا ہے۔ انکار شفاعت کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس کے باب میں اذن دیگا۔ اسی کی شفاعت کرینگے۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے لئے سفر حرام۔ توسل اور امداد اولیاء اللہ ممنوع بڑے بڑے علماء نے اس کا رد لکھا۔ بادشاہ نے اسکو جیلخانہ بھیجدیا۔ توبہ کر کے پھر ویسا ہو گیا الخ

کیا یہ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہوتی ہے۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی یا نجدی نہ کہا کرو۔ ایسے عقائد والوں کو وہابی کیوں کہا جاتا ہے۔ لفظ وہابی کوئی خاص سزا مقرر ہے۔ یا فرقہ کا نام ہے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۸۔ سطر ۹۔

اقول۔ طبیبہ مجیب صاحب نے ابن تیمیہ کی حمایت میں قلم اٹھایا۔ مگر جو اس کے

عقائد لکھے گئے ہیں۔ ان کو ان کے سرپر سے نہ اٹھایا۔ جو کچھ میں نے لکھا تھا "وہ کتاب تحفہ محمدیہ فی رد فرقہ مرزئیہ" سے لکھا تھا۔ اور کئی کتابوں میں ابن تیمیہ کا ایسا ہی حال لکھا ہے اگر کوئی ان کا چیلہ اس کی مدح سرائی کرے تو کرے۔ لیکن اس کے عقائد کو کوئی حامئی ہرگز دھو نہیں سکتا۔ لیجئے ایک اور کتاب سے بھی اس کا حال درج کرتا ہوں۔

"تحفۃ المناظرین" مولفہ حضرت مولوی سید غلام مصطفےٰ صاحب ساکن بھبکوال ضلع ہوشیار پور مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۲۷۔ سطر ۱۰

۷۰۵ھ میں (سات سو پانچ ۷) میں ابن تیمیہ پیدا ہوا۔ خدا کو مجسم کہتا تھا۔ اور سفر زیارت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرام اور تحقیر اور توہین۔ بعض خلفاء راشدہ اور آئمہ مجتہدین طریقہ اس کا تھا۔ اور کتاب صراط مستقیم اس کی اس بارہ میں موجود ہے آخر علماء مصر شیخ داؤد سمان و شیخ کمال الدین سبکی نے ان کے عقیدہ باطل کو رد کیا اور اسکو گرفتار کر کے مدرسہ کاملیہ مصر میں لے گئے۔ مجلس منعقد ہوئی۔ قاضی و مفتی تمام جمع ہوئے۔ اور اسکو قائل کیا۔ اور حکم سلطان بلاد میں جاری ہوا۔ کہ عقیدہ اہل تیمیہ خلاف اجماع ہے جو کوئی اسکی پیروی کرے گا۔ سزایاب ہوگا پھر تحقیر اولیاء اللہ اور توسل نبی الرحمۃ میں گفتگو ہوئی۔ آخر اس مقدمہ میں قید ہوا۔ کراہانت اولیاء اللہ مشائخ وعلماء کفر ہے اور توسل نبی الرحمۃ متفق علیہ علماء امت ہے اور منکر اسکا گمراہ ہے۔ چنانچہ دولت ناصریہ میں ابن تیمیہ نے توبہ کی اور رہائی پائی۔ اور رجب شام میں آیا تو پھر ایسی باتوں سے تیدخانہ دمشق میں قید ہوا۔ اور حکم عام بادشاہ کا جاری ہوا۔ کہ جو کوئی عقیدہ ابن تیمیہ پر ہوگا۔ اسکا خون و مال حلال ہے اور ابن تیمیہ قطع نظر ظاہری ہونے کے خارجی بھی تھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی جناب میں بے ادبی کرتا تھا الخ۔ بلفظہ صفحہ ۲۷۔

یہ ہے مختصر کیفیت ابن تیمیہ خارجی المذہب کی آپ نے تعریف تو اپنی زبان سے کی ہے۔ مگر اسکے عقائد پر روشنی نہ ڈالی۔ اور نہ اس کا جواب دیا۔ کہ (الف) وہ خدا کو مجسم کہتا تھا (ب) انکار شفاعت کرتا تھا (ج) روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حرام کہتا تھا (د) توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء

کرام کا منکر تھا (۵) بعض خلفاء راشدین کی توہین کرتا تھا۔ (۶) اور آئمہ مجتہدین کی بھی توہین کرتا تھا۔ اور نہ آپ نے کسی شہادت معتبر سے ثابت کیا کہ یہ مندرجہ بالا عقائد اس کے نہ تھے اور نہ وہ قید کیا گیا۔ اور نہ اس نے توبہ کی اور نہ وہ اپنے عقائد سے توبہ کر کے توبہ شکن ہوا۔ ہاں! یہ ضرور آپ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ مولوی اسمٰعیل اور ابن تیمیہ دونو ہم عقائد تھے (صفحہ ۲۳۔ سطر ۱۳)

پس ہم کو اور ضرورت نہیں کہ ابن تیمیہ کے عقائد کی زیادہ پڑتال کریں۔ جب کہ آپ کے ہر دو بزرگ ہم عقیدہ تھے۔ اس لئے ابن تیمیہ پر بھی وہی فتوے لگائے ہیں جو مولوی اسمٰعیل دہلوی اور اسکی کتاب پر پہلے صفحہ ۶۰ پر لکھا جا چکا ہے۔ یعنے جو حال اسمٰعیل دہلوی کا ہے وہی ابن تیمیہ کا ہے۔

ہاں! آپ لفظ اور خطاب وہابی پر بہت چڑتے اور ناراض ہوتے ہیں۔ کہ لفظ وہابی مت کہو۔ وہابی کوئی سزا مقرر ہوتی ہے۔ اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی سوانحعمری جو ان کے مریدوں محمد جعفر تھا۔ تیسری غیر مقلد اور ابوالکلام آزاد کے تذکرہ سے غلط لکھی ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ آزاد صاحب تو وہ ہیں جنہوں نے فرقہ مرزائیہ مرتدہ کو بھی مسلمان لکھا ہے۔ (جسکی تردید کیجا چکی ہے۔ ایسے غیر محتاط اشخاص کی شہادت قابل پذیرائی نہیں۔ صحیح تاریخ وہ ہے جو ایک ثالث شخص کی لکھی ہوئی ہے۔ جسکو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے باب بست و دوم میں لکھا ہے۔ جسپر آپ نے نظر بھی نہ کی۔ اسکو ملاحظہ کیجئے۔

اب لفظ وہابی کی کیفیت سن لیجئے۔ پھر کبھی بُرا نہ منانا۔ نہ چڑنا نہ لڑنا نہ جھگڑنا۔ اور میرا شکریہ ادا کرنا کیونکہ آپ کے بزرگوں نے لفظ وہابی کا خطاب بڑی خوشی سے قبول کیا ہوا ہے۔ اور بڑی لمبی لکھی ہوئی موجود ہے۔ جس کا ایک شعر یہ بھی ہے ؎

وہابی کا معنے ہے رحمان والا کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

اس کے علاوہ آپ کے فرضی بزرگ مولوی رشید احمد اپنے فتاوے رشیدیہ میں لکھتے ہیں جسکو میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے اور اسکو آپ نے نہیں دیکھا۔ وہ یوں ہے۔

سوال۔ وہابی کون لوگ ہیں۔ اور عبد الوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

جواب۔ محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور اسکے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے۔ ان میں فساد آگیا۔ عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کا ہے۔ (بلفظہ فتاوے رشیدیہ جلد اول صفحہ ۸)

امید ہے کہ لفظ وہابی اب آپ کے دماغ میں انجرات پیدا نہیں کرے گا۔

قولہ۔ جامع حالات سید صاحب و مولٰنا شہید لکھتے ہیں۔ کہ اللہ رب العزت کا حمد ہے۔ کہ یہ عالم نبیل فاضل جلیل مجاہد فے سبیل اللہ جو فخر اہل اسلام ہند کا تھا۔ واقع ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ بوقت ظہر صدہا کافروں کو تہ تیغ بیدریغ کر کے بالاکوٹ میں شہید ہوا۔ بلفظ (صفحہ ۳۰۸۔ سطر ۱۲)

اقول۔ بالکل جھوٹ۔ نرا جھوٹ۔ کلہم جھوٹ۔ جامع حالات کا سراسر جھوٹ۔ سچا واقع در اصل حقیقت قتل مولوی اسمٰعیل دہلوی کی وہ ہے۔ جو کتاب فریاد المسلمین کے صفحہ ۱۰۲۔ اور تاریخ پچہتار ہزارہ کے صفحہ ۲۲۲ سے ۲۳۷ تک لکھی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے۔

خلیفہ صاحب (سید احمد) نے شرعی حکومت کے زور سے ان کی (جرگہ یوسف زئی) لڑکیوں کے نکاح حکماً کرانا چاہا۔ بلکہ دس بیس لڑکیوں کے نکاح مجاہدین وغیرہ سے کرا دیئے۔ اور خود بھی برضامندی سردار ان جرگہ اپنے دو نکاح کئے مگر وہ جرگہ زبردست ان سے سرکش ہو گیا۔ اور مدت تک ان پر جہاد ہوتا رہا۔ بہت کچھ جدال و قتال کی نوبت پہونچی۔ مگر وہ ان سے مغلوب نہ ہوا۔ ایک روز بہت سے ملکی جمع کر کے مولوی اسمٰعیل صاحب خود انکے مقابلہ کو گئے لڑائی شروع ہو گئی مولوی صاحب کی پیشانی پر گولی لگی۔ شہید ہو گئے۔

مصرع۔ کار ما آخر شد و آخر نہ ما کار سے نشد

انکے مرتے ہی غازی پسپا ہوئے۔ یوسف زئی خاطر خواہ فتحیاب ہوئے۔
یہ خلیفہ کے دشمن ہو گئے۔ خلیفہ نے بیدل ہو کر فرمایا۔ جو دو لہا اس برات کا تھا
وہ مارا گیا۔ اب امید کامیابی کی نہیں معلوم ہوتی۔ بلفظہ

یہ ہے اصل واقعہ۔ اور اسپر کتنے بڑے کذب کا استعمال کیا گیا ہے۔ کہ صدہا
کانوں کو تہ تیغ بیدریغ کر کے بالاکوٹ میں شہید ہوا۔ جرگہ یوسف زئی جن کی لڑکیاں
بھی نکاح میں لائی گئیں۔ کیا وہ کافر تھے؟

کیا جو شخص مسلمانوں پر جہاد کا حکم دے وہ مسلمان ہے؟ نہیں جس شخص نے
مسلمانوں پر جہاد کیا۔ وہ مسلمان ہے؟ ہرگز نہیں۔ جس شخص نے صدہا مسلمانوں کو
بے گناہ عمداً قتل کیا وہ مسلمان ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ کیا جو شخص ایسے حالات
سے مسلمانوں کے ہی ہاتھ سے قتل ہو۔ وہ شہید ہے؟ ہرگز نہیں۔

شہید وہ ہے جو دین اسلام کے لئے کفار کے مقابلہ جنگ میں مارا جائے۔
مولوی اسمٰعیل دہلوی کا بالاکوٹ قتل ہونا لکھا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ ہاں خلیفہ
سید احمد صاحب ضرور بالاکوٹ میں مارے گئے جو کنور شیر سنگھ کے مقابلہ میں انکی
پانچ ہزار فوج سے ان کی اسی ہزار فوج نے شکست کھائی۔ ان کی فوج
میں مسلمان گولہ انداز تھے۔ ان کے چہرہ لگنے سے۔ سید صاحب راہی ملک بقا ہوئے
اور قلعہ بالاکوٹ کے نشیب میں دفن ہوئے۔ دیکھو تاریخ پچیار ہزارہ کا صفحہ ۲۷
اور میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۶۰۸۔

مولوی اسمٰعیل کی تاریخ موت سنہ بارہ سو چھیالیس ۱۲۴۶ھ لکھی ہے جو مطابق
ہے۔ آیت شریفہ اولئك ھم شر البریۃ اس کے اعداد و جمل بھی بارہ سو
چھیالیس ہی ہیں۔ مگر افسوس انکی قبر کا بھی کوئی پتہ نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ طبیب مجیب صاحب ہزار ہاتھ پاؤں ماریں۔ اور مولوی
اسمٰعیل کی حمایت میں زمین و آسمان کے قلابے ملائیں۔ لیکن ان کے عقائد جو
کتابوں میں لکھے ہیں وہ دھل نہیں سکتے۔ جب کہ آپ نے ان کے عقائد میری
کتاب میں لکھے ہوئے قبول کرتے ہیں۔ تو پھر حمایت کیسی۔

جو شخص خدا پر جھوٹ بولنے کا الزام لگائے وہ مسلمان کیسا؟

جو شخص خداوند تعالےٰ کو مجسم قرار دے۔ وہ مسلمان کیونکر ہوا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ
کے لئے جہت اور مکان مقرر کرے۔ وہ مسلمان کس طرح! جو شخص آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا نماز میں خیال آنے کو بیل و گدھے سے تشبیہ قبیح دے۔ وہ مسلمان
کیسے ہوا۔ اور اسی قسم کے عقائد جن میں اللہ تعالےٰ اور اسکے حبیب پاک صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے عیبوں ہیں۔ جو میری کتاب میں درج ہیں۔ اس کا شمار
مسلمانوں میں کیونکر ہو سکتا ہے۔

اب میں ایک فتویٰ آپ کے بزرگوں کا جو مولوی اسمٰعیل پر عائد کیا گیا ہے
درج کرتا ہوں۔ جو میری کتاب کے صفحہ ۲۶۴ میں بھی درج ہے۔ جس کو آپ نے
دیکھا ہی نہیں۔ اور یہ نرا جھوٹ کہدیا کہ ساری کتاب کا جواب لکھا گیا ہے میں نے
اپنی کتاب میں عقیدہ نمبر ۱۸ مولوی اسمٰعیل کا ملخصاً یہ لکھا گیا ہے۔
حق سبحانہ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً کتاب
ایضاح الحق مصنفہ مولوی اسمٰعیل کا ملخصاً یہ لکھا ہے۔

تیسرا فتویٰ کفر علماء دیو بند کا اپنے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پر

سوال۔ کیا ارشاد ہے۔ علماء دین کا اس شخص کے بارہ میں جو شخص یہ کہے۔ کہ
جناب باریتعالےٰ عز اسمہٗ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اسکا
دیدار بے جہت وبلے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔

الجواب۔ یہ شخص عقائد اہلسنت والجماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے۔
اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے نعوذ باللہ منہ۔ حضرات سلف
اور آئمہ دین کا یہی مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ و کلام اللہ شریف کی آیات
صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالےٰ جلشانہ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے
اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا۔ چنانچہ کتب عقائد اس سے
مشحون ہیں فقط واللہ اعلم۔ مہر | رشید احمد ۱۳۰۳ | گنگوہی
الجواب الصحیح۔ اشرف علی عفی عنہ

الجواب۳ اگر حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائیگا۔ تو حق تعالےٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آئیگا حالانکہ حق تبارک و تعالےٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لا یزال اسکی صفت ہے۔ زمان و مکان حادث و مخلوق ہیں کان اللہ ولم یکن معہ شئی وھو السمیع البصیر الغرض حق تعالےٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے۔ اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور دیدار حق تعالےٰ جو آخرت کو ہوگا۔ مومنین کو بے کیف اور بے جہت ہوگا مخالف اس عقیدہ کا بد دین اور ملحد ہے۔ کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند۔

مہر (وتوکل علی العزیز الرحمٰن)

الجواب۴ صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیوبند

الجواب۵ صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ

الجواب۶ صحیح۔ غلام رسول عفی عنہ

الجواب۷۔ زمان و مکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث و خواص امکان ہیں واجب تعالےٰ سبحانہ سب سے بری ہے۔ چنانچہ عقائد نسفی ہیں جو ایک متداول کتاب ہے لکھا ہے۔ الخ حررہ المسکین عبد الحق عفی عنہ

الجواب۸ صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد۔

الجواب۹ ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔ ابوالوفا ثناء اللہ۔ مہر (ثناء اللہ محمود) بلفظہ از کتاب دیوبندی مولویوں کا ایمان شہرہ عبد الغنی رامپوری۔ مورخہ ۱۸ صفر مظفر سنہ ۱۳۲۹ ہجری مطبوعہ مطبع اہلسنت والجماعت بریلی۔

اس فتوی مذکورہ بالا پر آٹھ کس بزرگان و مفتیان اعلیٰ درجہ کے مستند علماء وہابیہ دیوبندیہ کے مہر و دستخط ثبت ہیں۔ جن کی بزرگی کے آپ قائل ہیں اور ان پر تہ دل و بالا دل سے قائل ہیں۔ اور ایک مولوی صاحب بڑے نام شیر پنجاب تو آپ کے اپنے ہی ہیں۔ اور ہمارے نزدیک دونوں چھوٹے بڑے بھائی ایک ہی ہیں۔

چونکہ آپ کا عقیدہ اور ایمان ہے۔ کہ ابن تیمیہ اور مولوی اسمٰعیل دونوں ہم عقائد ہیں۔ (صفحہ ۲۴۳۔ سطر ۱۳۔ اثبات التوحید) اس لئے ابن تیمیہ بھی اس فتوی کے پورے پورے حقدار ہیں۔ الفاظ جو مفتیان نے اس عقیدہ والے کی نسبت استعمال کئے ہیں۔ یہ ہیں جاہل بے بہرہ۔ زندیق۔ ملحد۔ بد دین۔ کافر سلف صالحین کا مخالف۔ نعوذ باللہ منہا۔

کہیئے! یہ فتوے میرے طرف سے ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کے اپنے بزرگوں کی طرف سے۔ مگر افسوس۔ آپ جا بجا جھوٹے اشتہار شائع کر کے میرے پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ تم نے ہمارے بزرگوں پر کفر کے فتاوے لگائے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ خداوند کریم جھوٹوں پر لعنت بھیجتا ہے اب آپ اپنے دیوبندی بزرگوں اور اپنے شیروفا کے باپ سے پوچھئے کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور میرے پر جھوٹا الزام لگانے سے توبہ کیجئے۔ اور یوں سمجھیئے۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چوتھا فتوے کفر جو مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ نجدیہ نے خود اپنے پر لگایا

یہ فتوی مولوی اسمٰعیل امام ثانی وہابیہ نجدیہ پر خدا کی قدرت حدیث شریف کی سند سے انکے اپنے ہاتھوں اپنے قلم اپنے اقبال اپنے اقرار سے لوح محفوظ پر لکھا ہوا ثابت ہوگیا۔ وہ یوں ہے کہ جب مولوی اسمٰعیل دہلوی امام ثانی وہابیہ نجدیہ کے دماغ پر کفر اور شرک کی ہوا نے اپنا پورا پورا تحکم قائم کر لیا۔ اور تمام مسلمانان سلف اور خلف کو کافر اور مشرک بناتی ہوئی نجد کے ٹیلوں سے چھوٹ کر دار الفتن ہندوستان کی سرزمین بالخصوص دہلی میں وارد ہوئی۔ اور ساتھ ہی کتاب التوحید تصنیف محمد بن عبد الوہاب شیخ نجدی کو لائی۔ ایسے کفر کے بگولوں نے مولویصاحب کے دماغ میں گھسکر اس کا ترجمہ تقویۃ الایمان کے نام سے لکھ مارا۔ اور اسمیں علاوہ دیگر کفریات کے لکھتے لکھتے ایک کفر اپنے پر بھی لگا لیا اور حدیث شریف کی سند سے اسکو مضبوط کر لیا۔ وہ یوں ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴ سطر ۹۔)

حدیث شریف اخرج مسلم عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لایذھب اللیل والنھار حتی یعبد اللات والعزّی فقلت یا رسول اللہ ان کنت لاظن حین انزل اللہ ھُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْکَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ط ان ذلک تاماً قال انہ سیکون من ذالک ماشاء اللہ ثم یبعث اللہ ریحاً طیبۃ فتوفی من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لاخیر فیہ فیرجعون الی دین اٰبائھم ترجمہ مشکوۃ کے باب لاتقوم الساعۃ الا علی شرار الناس میں لکھا ہے۔ کہ مسلم نے ذکر کیا کہ نقل کیا حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں تمام ہونگے رات اور دن یعنے قیامت نہ آویگی یہانتک کہ پوجیں لات وعزے کو۔ سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ آلہ وسلم) بیشک میں جانتی تھی۔ جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الخ بیشک یوں ہی رہے گا آخر تک فرمایا۔ بیشک ہوگا۔ اسیطرح جب تک چاہے گا اللہ پھر بھیجیگا۔ اللہ ایک باد اچھی سو جان نکال لے گی۔ جیکے دل میں ہوگا ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو وہ جاینگے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر

ف۔ یعنے اللہ صاحب نے فرمایا ہے سورۂ برات میں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو بھیجا ہے ہدایت اور سچا دین دیکر کہ اسکو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں۔ سو حضرت عائشہ نے اس آیت سے یہ سمجھا کہ اس سچے دین کا زور قیامت تک رہے گا۔ سو حضرت نے فرمایا کہ اس کا زور تو مقرر ہوگا جبتک اللہ چاہیگا پھر اللہ آپ ہی ایسی باد بھیجیگا۔ کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہے مرجاویں گے اور وہی لوگ رہ جاوینگے جنکے دل میں کچھ بھلائی نہیں یعنے نہ اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے سو اسی طرح شرک پڑ جایئں گے۔ کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گذرے ہیں جو کوئی ان کی راہ ورسم کی سند پکڑے۔ آپ ہی مشرک ہو جاویں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ آخر زمانہ میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ بلفظہ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۴۴-۴۵ سطر ۹-۶-

اس حدیث شریف سے امام الطائفہ وہابیہ نے ثابت کر دیا۔ کہ ان کے وقت یا زمانہ میں کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے۔ کہ جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو۔ یعنے سب کے سب کافر شرار الناس ہیں۔ اور انہیں میں آپ بھی داخل ہیں۔ فیصلہ شد اسی وجہ سے ان کی تاریخ وفات بھی اس طرح ثابت ہوگئی۔

تاریخ وفات مولوی اسمٰعیل دہلوی

۱۔ اولٰئک ھم شرالبریۃ	سنہ ۱۲۴۶ھ
۲۔ شرار الناس اجہل مولوی اسمٰعیل وہابی اوّل	۱۲۴۶
۳۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو ایک زکی یوسف زئی نے قتل کیا	۱۲۴۶
۴۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو ایک یوسف زئی نے ہدف بندوق سے مار ڈالا	۱۲۴۶
۵۔ طشت از بام افتاد	۱۲۴۶
۶۔ تشریف برند	۱۲۴۶

اور سنیئے۔ تاریخ وفات امام الطائفہ وہابیہ میں لفظ اجہل میں آیا ہے اسکی تشریح یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب کی حدیث دانی میں سراسر جہالت ہے کہ تمام دنیائے اسلام کے مسلمانوں کو کافر بنانے کی خوشی میں ایسے منہمک ہوئے کہ خود بدولت بھی کافر ہوگئے اور کفر کا فتوے اپنے قلم سے اپنے پر چسپاں کر لیا۔ اور یہ نہ سمجھا کہ حدیث شریف کے مطابق یہ زمانہ کونسا ہے۔ کیونکہ اسی حدیث شریف کے آگے خود اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں ایک دوسری حدیث صفحہ ۴۵ سطر ۱۲ میں یوں لکھتے ہیں۔ ترجمہ یہ ہے۔

مسلم نے ذکر کیا۔ عبد اللہ بن عمر نے نقل کیا ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔

کہ نکلے گا دجال سو بھیجیگا اللہ عیسیٰ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈیگا۔ پھر تباہ کریگا اسکو۔ پھر بھیجیگا۔ اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کیطرف سے سو نہ باقی رہیگا زمین پر کوئی کہ اسکے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو۔ مگر مار ڈالے گی اسکو پھر باقی رہ جاینگے بُرے بُرے لوگ بیوقوفی میں جیسے جانور پرندہ اور پھاڑ کھانے کے نکرینگے اچھی سمجھنے میں کسی اچھی بات کو نہ بُری سمجھتے ہیں کسی بُری بات کو پھر بھیس بدلکر آویگا انکے پاس شیطان سو کہیگا کیا تم کو کچھ شرم نہیں آتی۔ سو کہیں گے تو کیا بتاتا ہے ہم کو سو بتاویگا۔ ان کو پوجنا بتاتوں اور ان کی اسمیں چلی آوے گی روزی اچھی طرح گزرے گی زندگی۔ بلفظہ

دیکھئے۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جب تک دجال لعین نہ آئے اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام آسمان پر سے اس دنیا میں تشریف نہ لائیں تب تک وہ زمانہ نہیں آئیگا۔ جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے مگر افسوس ام الطائفہ وہابیہ کے علم اور حدیث دانی پر کہ انہوں نے الٹا مطلب سمجھ کر اپنے آپ کو اور تمام بزرگان عرب عجم موجودہ وقت اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگ کو بھی دنعوذ باللہ منہا کافر بنادیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ملاحظہ کیجئے۔ آپ دو بزرگوں پر آپ کے بزرگان حال تے فتوئے تکفیر نہایت موزون بموجب قرآن کریم و احادیث شریف وکتب عقائد کے لگا دیا۔ وہ چھوٹی سو اسخمر یان سب کی سب دریا برد ہوگیئیں اب دو بزرگ آپ کے جنکو آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۸ سطر ۱۸ - اور اشتہار اور کتاب کے ابتدائی صفحہ میں درج کیا ہے باقی ہیں یعنے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی سو ان کا حساب تک بھی ویسا ہی ہے۔ جس کا ذکر آئے گا۔

محفل میلاد شریف اور مولوی رشید احمد گنگوہی

قولہ۔ حاسدان مولانا گنگوہی صاحب سے ایک یہ صاحب ہیں۔ جو کتاب ہذا میں بلفظہ معترض مدعو ہیں۔ یہ صاحب ذیل کے مسائل پر بحث کرتے ہوئے مولانا گنگوہی کو کافر مرتد دنعوذ باللہ، لکھنے سے نہیں شرماتے ہیں مسائل زیر بحث یہ

۱۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میلاد کو مشابہ بہ جنم کنھیا لکھا ہے۔
۲۔ کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں۔ ان کو ذبون قرار دیا ہے۔
۳۔ رسم فاتحہ اور گیارہویں پیر کی کا کھانا حرام ہے۔
۴۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے دیہ افتراء ہے)

بلفظہ صفحہ ۱۲۷ - سطر ۱۷

اقول طبیب مجیب صاحب نے نمبر ۱ - ۲ - ۳ کو بعینہ قبول کر لیا۔ اور نمبر ۴ کو قبول نہ کرکے اسکو افترا لکھدیا۔

سب سے اول **محفل میلاد شریف** کی نسبت لکھا وہ بالکل لغو سوال از آسمان اور جواب از ریسمان کے مصداق ہے۔ یعنے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت ہیں۔ وہابیہ کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد اثبات محفل میلاد شریف پر حسب ذیل دلائیل دئے ہیں۔

۱۔ آیات قرآن مجید - ۶۲ - آیات۔
۲۔ توریت - زبور انجیل - اصلی انجیل برناس سے ثبوت
۳۔ احادیث شریف سے ثبوت محفل میلاد ۴۵ - احادیث
۴۔ روایات تابعین و تبع تابعین سے ۹ روایات۔
۵۔ اجماع امت سے میلاد شریف کا ثبوت
۶۔ تفاسیر و دیگر کتب دینیہ سے ثبوت ۲۸ کتب
۷۔ فتاوے عرب وعجم اور کتب دینیہ سے قیام تعظیمی کا ثبوت ۔ ۴۰ کتب
۸۔ فتاوے علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً جنمیں لکھا ہے کہ منکر میلاد شریف اور قیام تعظیمی کا بدعتی ہے۔ حاکم وقت کو لازم ہے۔ کہ منکر کو سزا دے۔

اس فتوے پر ۲۴ علماء کے دستخط ہیں

۹۔ فہرست اسم وار محدثین وعلماء مجوزین وعاملین رحمہم اللہ ۷۳ ہیں۔
۱۰ دوسری فہرست علماء مجوزین وعاملین میلاد شریف تعدادی ۳۳۳
۱۱۔ انوار آفتاب صداقت ابتداء صفحہ ۲۲۶ سے ۴۸۴ تک اثبات میں ہے۔

مگر افسوس!! مجیب نے ایک کا جواب بھی نہ دیا۔ ایسی کور چشمی اور نابینائی یا بے شرمی اور بے حیائی کیوجہ سے۔ راہ ہدایت نہ پائی۔ بلکہ گمراہی پر گمراہی کی سیاہی ایسی دل پر چھائی۔ کہ نور ہدایت کی روشنی اس کے کام نہ آئی۔ اور برائے نام جواب کی خواب آئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

ناظرین!! ذرہ انصاف اور چشم بصیرت کو وسیع فرماکر مجیب اس غم مجیب اغماض کا موجب دریافت فرمایئے کہ جواب لکھنے بیٹھے۔ مگر جواب سے جواب دے بیٹھے دونوں کتابوں کو اپنے سامنے رکھکر ایک ایک امر کا جواب بھیجئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کیا جواب دیا گیا ہے۔

قولہ۔ تماش بینؔ لوگ مجلس میں آویں۔ اور بے نماز قوال غزلیں گاویں اور لغنی اور باجا بجے اور مریدان شیطان اس کی آواز پر سر ہلاویں۔ کبھی قرآن کو سننے کے لئے تو کان بھی متوجہ نہ ہوئے۔ مگر سرود سننے سے دل متوجہ اور سر جنبان ہو۔ خوب! پھر لوگ خوش ہو کر کہیں۔ کہ واہ جی فلاں میاں نے مجلس میلاد میں خوب خرچ کیا۔ واہ جو قوالوں کی جوڑی جالندھر سے آئی تھی اس کا کیا کہنا۔ ساز اور قوالوں کا ایک آواز تھا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۲۸۔ سطر ۱۰

اقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ط انعام الٰہی۔ لعنت اللہ علی الکذبین۔ مجیب نے جھوٹ بولنے اور لکھنے میں کمال حاصل کر لیا۔ اور اللہ تعالٰے سے انعام بھی وافر حاصل کر لیا۔ خداوند کریم ایسے جھوٹے مفتری سے بچے۔ اور سمجھے اور پھر سمجھے۔

قارئین باوقار! ذرہ طبیب مجیب سے دریافت فرمایئے گا۔ کہ کس محفل میلاد شریف میں اور کہاں تماش بین لوگ آتے ہیں اور قوال غزلیں گاتے ہیں اور کس محفل پاک میں تغنی اور باجے بجتے ہیں۔ اور کس محفل مبارک میں اور کہاں سرود ہوتا ہے۔ اور کہاں اور کس محفل میلاد میں جالندھر کی قوالوں کی جوڑی آتی ہے اور انکے ساز اور قوالوں کی آواز ایک ہوتی ہے۔ العیاذ باللہ میں پھر کلام پاک کی تلاوت کرونگا۔ لعنت اللہ علی الکذبین۔ جھوٹے مفتریوں پر بے شمار خدا کی لعنتیں۔ کیسے ان دیانتے سورج پر تھوکا اور اپنے مونہہ پر لیا۔ افسوس مجیب نے میری کتاب کے

ؔ تماش بین یا تماشہ بین وہ لوگ ہیں جو رنڈیوں کے پاس جانیوالے اور فاسق معلن ہیں مجیب کی دریدہ دہنی کہ اس مجلس میں ایسے لوگ ہوتے ہیں ۱۲ منہ

صفحہ ۲۷۰ کو نہیں دیکھا۔ جس میں طریقہ آداب محفل میلاد شریف درج ہے۔ یہ مولود شریف جو آپ نے بیان کیا ہے۔ آپ کے گاؤں کوٹ ٹھٹہ میں جہاں آجکل آپکی رہائش ہے یا آپ کے گھر میں یا آپ کی کوٹھڑی میں ہوتا ہو گا۔ جس کو دنیا کے عالم کے خطہ میں کو بھی نہیں جانتا۔ یا آپ کے کتبخانہ یا کسی چھوٹی الماری میں کوئی نسخہ قلمی شکستہ خط کا ہو گا۔ جسمیں ایسا طریقہ مولود شریف کا لکھا ہوا ہو گا۔ جو کسی کتاب دینیہ میں درج نہیں ہوا۔ یہ ہے آپ کا بہتان اور اسی کو کہتے ہیں بہتان عظیم

وہابیو خدا سے ڈرو!

قولہ۔ اتنی بے اندازہ روشنی کی کیا ضرورت اور کیا فائدہ! آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ میں بھی روشنی نہیں ہوتی۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۹ سطر ۳۔

قولہ۔ طبیب مجیب کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جھوٹ بولنا ان کے لئے شیر مادر ہے اسلئے جھوٹ انکے جسم میں ایسا سرایت کر گیا ہے۔ جیسے پانی میں نمک۔ بندہ خدا آپ کو روضہ مطہرہ کا دیکھنا نصیب میں کہاں۔ وہاں کی روشنی کا دیکھنا وہابیہ کی قسمت میں ہی نہیں۔ میں نے بفضل ایزدی روضہ منورہ کی روشنی سے اپنی ان چشموں کو روشن کیا ہے۔ جہانتک میں نے دیکھا۔ اور میرا حافظہ مجھ کو مدد دیتا ہے۔ کئی کئی ہزار روپیہ کی قیمت کے جھاڑ فانوس کی بتیوں روضہ منورہ اور مسجد نبوی میں لٹک رہے ہیں۔ علاوہ انکے کثرت سے موم بتیوں کے فانوس اور شمعدان روشن ہوتے ہیں۔ روشنی کی کیفیت ہے کہ سورج کی روشنی کو بھی مات کیا ہوا ہے رات معلوم ہی نہیں ہوتی۔ گویا آفتاب نصف النہار پر ہے چشم وہابیہ کو یہ دیکھنا نصیب نہیں ان کو روضہ پاک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جانا ہی شرک بنا دیتا ہے۔ وہ جائیں تو کیسے! یہی تو انکے ایمان کی نشانی ہے۔ میاں! دلائل الخیرات میں۔ یہ پاک مسجد نبوی اور روضہ منورہ کا نقشہ ہی دیکھ لیا ہوتا۔ لیکن وہ بھی نصیب نہیں کیونکہ اسکا دیکھنا یا وظیفہ کرنا بھی وہابیہ کے نزدیک شرک ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ وہابیہ خداوند کریم پر بھی الزام دیتے ہیں۔ جب کبھی ان کے سامنے آیت شریف ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح یعنے ہم نے آسمان دنیا کو

چراغوں سے زینت دی) آجاتی۔ اسقدر بے شمار ستاروں کی کیا ضرورت تھی اور
پھر چاند کو اتنی بڑی روشنی دیدی۔ اور پھر سورج کو تو اور بھی نعوذ باللہ فضول بنا دیا
اور اتنی روشنی اسمیں رکھ دی۔ کہ آدمی کے جسم کو بھی جلا دے زیادہ سے زیادہ
اتنی روشنی ہونی چاہیئے تھی کہ ایک آدمی دوسرے کو راستہ میں چلتے ہوئے دیکھ
لیتا۔ اور بس۔ اندریں حالات وہابیہ کو خدا بننے پر بھی سخت اعتراض ہے۔ ہ
وہابیوں کی مسجد میں دیکھا ہے۔ کہ رمضان شریف میں بھی ایک ہی چراغ ٹمٹما
ہوا ہوتا ہے۔ روشنی سے ان کو دشمنی ہے۔ تاریکی ان کو پسند ہے۔ کیونکہ خود تاریکی
کے مغاک میں پڑے ہوئے خوش ہیں۔ ہمارے لئے روشنی اور تمہارے لئے
تاریکی مبارک ہو۔ خداتعالےٰ فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنو یخرجہم من
الظلمت الی النور۔ ترجمہ اللہ تعالےٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ انکو اندھیرے
سے نکال کر روشنی کی طرف لیجاتا ہے۔

قولہ۔ یہ نظر انصاف بینند کہ اگر حضرت ایشان فرضاً در دنیا زندہ مے بودند ایں
مجلس (یعنے مجلس مولد نہ مجلس سماع) و اجتماع منعقد میباشد یا بایں راضی می شدند
وایں اجتماع را می شنیدند دغور کرو اس عبارت میں جو لفظ "حضرت ایشان" اس سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ کیونکہ یہ مجلس انکے نام سے منسوب ہے،
نہ کہ "حضرت ایشان" میں ایشاں کا ضمیر سماع کی طرف ہے۔ بلکہ مجلس میلاد کی
طرف صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہوتے۔ تو پھر اگر
یہ مجلس اور اجتماع مقرر ہوتا۔ اور اس اجتماع کو وہ سنتے تو کیا اس سے راضی
ہوتے)۔۔۔۔ امام صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فوت شدہ لکھا ہے
اپر بھی کفر کا فتوےٰ لگاؤ۔ اسمیں حضرت صلعم کو فوت شدہ مانا ہے۔ حیات النبی
تمہاری طرح نہیں جانتے الخ بلفظہ صفحہ ۱۳۰ سطر ۳۔

اقول۔ اول مجیب صاحب کی لیاقت فارسی دانی کو ملاحظہ فرمایئے کہ لفظ "بینند"
کو "تبنید" لکھدیا۔ اور پھر خطوط وحدانی میں اپنی طرف (یعنے مجلس مولد نہ مجلس
سماع) تحریف کیا۔ اور پھر جملہ "حضرات ایشان" کو لفظ سے تعبیر کیا۔ آپ کو
لفظ اور جملہ میں بھی تمیز نہیں۔ اور پھر جملہ "حضرت ایشان" کی یہ فہمید

کہ اس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ لیا۔ اور ضمیروں کے سمجھنے میں تو آپ نے
اور بھی کمال کر دیا۔ اور کہدیا کہ لفظ ایشان کا ضمیر سماع کیطرف نہیں بلکہ مجلس میلاد
کیطرف صاف ظاہر ہے جاننے والے خوب جانتے ہیں۔

میاں طبیب صاحب! آپ نے میری کتاب اور بحث میلاد شریف اور دلائل
اثبات کو دیکھا ہی نہیں۔ میں نے مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
علیہ سے لفظ "ایشان" کو کئی بار لکھا ہے۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت
کا صفحہ ۲۷۸۔ سطر ۲۳۔ اور ۲۷۹۔ سطر ۱۶۔ اور ۲۸۰۔ سطر ۲۵۔ صفحہ ۲۸۲۔
سطر ۲۴۔ ۲۵۔ صفحہ ۲۸۳۔ سطر ۱) آپ کا اپنا خیال کہ جہاں جہاں لفظ ایشاں آیا
ہے۔ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اسپر آپ کے دوست آپکی
فارسی دانی پر قربان۔

میں کہتا ہوں۔ کہ لفظ ایشاں یا جملہ حضرت ایشان سے مکتوبات امام ربانی
رحمۃ اللہ علیہ میں مراد حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ سے ہے جنکے صاحبزادگان کو
کو آپ نے اپنے خط میں ارشاد فرمایا تھا۔ وھو ھذا

فیروز آباد کہ ملجا وملاذ ما فقرا است وتندہ پیران ما در وے امرے حادث
شود کہ مخالف طریق والد بزرگوار خود فرزندان حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ
بعد از تغیر طریق والد بزرگوار ایشان طریق اصل را ایشاں محافظت
نمودند الخ انوار آفتاب صداقت ۲۷۹۔ سطر ۱۶۔

تمام مکتوبات کے پڑھنے اور عبارت فارسی کے سمجھنے کے بعد کوئی ذی عقل وذی علم
یہ کبھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ جملہ حضرت ایشان سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ہیں یہ صرف مجیب صاحب کی نئی فہمید ہے اب میں آپ کو آپکے امام الطائفہ
مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ہی کتاب صراط مستقیم سے دکھلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے پیر سید احمد
کے واسطے ہی جملہ حضرت ایشان کو پانچ دفعہ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

القصہ۔ حضرت ایشان را طریق ثلاثہ قادریہ وچشتیہ ونقشبندیہ
قبل از مسادی حاصل شدہ الخ بلفظہ صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل
دہلوی صفحہ ۱۶۶۔ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ

مجیب صاحب! اپنے امام پر تو ایمان لائے مگر غیر مقلدی کیسی کہ کسی کے لکھنے پر اعتبار کیا جائے۔ خواہ اپنا امام یا اپنا پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔ اس سے تقلید شخصی ہو جائے گی۔ جو نرا شرک ہے۔

اور یعنی لاہور میں ایک مزار ہے۔ جو حضرت ایشاں کا مزار مشہور ہے تو آپ کی تحقیق کے مطابق یہ مزار بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہوا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ اس مکتوب میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے۔

نہ ایں کار مے کنیم نہ انکار مے کنیم۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ مکتوب واقعی سماع کے بارہ میں ہے۔ کہ نہ تو ہم یہ کام کرتے ہیں اور نہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ اسکی وجہ یوں فرمائی۔ کہ سماع کا سننا ہمارے سلسلہ نقشبندیہ کے منافی ہے اس لئے ہم سماع نہیں سنتے۔ لیکن جب کہ دوسرے مشائخ نے سماع کو سنا ہے۔ لہذا ہم اس سے انکار بھی نہیں کرتے۔ یہ ہے عقیدہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ انہوں نے تو سماع کو بھی متوسطان اور منتہیوں کے لئے ضروری اور ترقی درجات کا موجب لکھا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ جب مجیب صاحب اور تمام غیر مقلدین سوائے خدا اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی کا قول حجت شرعی نہیں مانتے اور مقلدین آئمہ اربعہ ان کے نزدیک مشرک ہیں تو ان کا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کو پیش کرنا انکے ایمان کیخلاف ہے لازم یہ تھا کہ مولود شریف کی ممانعت اور کنھیا کے جنم ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کیجاتی اور میرے دلائل آیات واحادیث وتفاسیر وغیرہ کے جواب میں کوئی دلیل لائی جاتی مگر ایسا ہونا اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا ہے۔

علاوہ ازیں۔ کوئی آیت یا حدیث یا ایک سو سال سے پہلے کی کسی بزرگ کی تصنیف یا تالیف کتاب دینی سے یہ دکھلاؤ۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد شریف مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ اگر تمام دنیا کے نجد وہند کے

وہابی جمع ہو جائیں۔ اور فاکہانی اور ابن تیمیہ اور اسمٰعیل دہلوی کی روحوں سے بھی استمداد کریں۔ ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ البتہ یہ بہادری مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حصہ میں آئی ہے۔ جسپر مجیب صاحب اور دیگر تمام وہابیہ غیر مقلدین ووہابیہ دیوبندیہ کا ایمان ہے مگر العجب!!! اسپر بھی مولوی رشید احمد گنگوہی پر اُن کے اپنے ہم مشرب وہم مرشد اور دیگر علمائے تکفیر کا فتوےٰ صادر فرمایا۔ جو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۳۲۳ میں طبع ہو چکا ہے۔ جس کو آپ نے نظر انداز کر دیا لہذا یہاں بھی اس فتوے کو نقل کرتا ہوں۔ جسپر سب سے اول مولوی اشرف علی صاحب ان کے ہم پیر کی مہر ثبت ہے۔

پانچواں فتوےٰ کفر مولوی رشید احمد گنگوہی پر جس نے میلاد شریف کی محفل کو کنھیا کے جنم سے تشبیہ قبیح دی

استفتاء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جو کوئی شخص منکر میلاد شریف ہو۔ اور اس محفل مبارک کی تشبیہ جنم کنھیا سے دیتا ہو۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا اس سے بیعت کرنا شرعاً درست ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

(۱) چونکہ اس قسم کی باتیں موہم تحقیر شان والا حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیں۔ اس لئے ایسا شخص قابل امامت وبیعت نہیں واللہ اعلم

کتبہٗ محمد اشرف علی۔ مہر (اشرف علی از گروہ اولیاء)

یادداشت۔ یہ مولوی صاحب دیوبندیہ کے اعلے بزرگ جب ۱۳۰۹ھ میں جامع العلوم کانپور میں مدرس اولی تھے اسوقت یہ فتوےٰ مرتب ہوا تھا۔ اور اب مفتی صاحب تھا۔ بھون میں تشریف فرما ہیں۔

(۲) والعلیم ذکر ولادت باسعادت جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو جنم کنھیا کے ساتھ تشبیہ دینا موجب تخفیف و تحقیر شان نبوی ہے۔
مرتکب وقائل اس قول کو توبہ و استغفار کرنا واجب ہے اور اگر اصرار کرے۔
تو خوف کفر ہے ترک صحبت وبیعت اس سے چاہیئے
حررہٗ عبد الراجی مغفرۃ اللہ القوی محمد عبد الغفار لکھنوی عفی عنہٗ۔

(۳) جو کلمات کہ موجب موہم توہین و تحقیر شان نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔
ان سے خوف کفر بلکہ صورت اولے میں صریح کفر ہیں۔ ایسے شخص سے احتراز
لازم اور واجب ہے۔ چہ جائیکہ بیعت واللہ اعلم کتبہ احمد حسن عفی عنہ مدرس
اعلی مدرسہ فیض عالم کانپور مہر (دل مرتضے جان احمد حسن ۱۲۹۸)

(۴) الحق استخفاف و توہین شان جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولاً
وفعلاً و اعتقاداً مستلزم کفر ہے۔ عیاذاً باللہ سبحانہ اور منعقد کرنا مجلس میلاد
شریف کا بلاشبہ موجب حصول برکات سعادت دارین کا ہے۔ حررہٗ عبد الخامل
محمد عادل عاملہ اللہ تعالے بفضلہ الشامل واصلح حالہ بلطفہ الکامل فی العاجل
والاجل مہر (محمد عادل حاکم محکمہ شرع ۱۲۹۸)

(۵) جناب رسالتمآب میں کلمات موہمہ توہین سے بالضرور خوف کفر ہے۔
لہٰذا شخص مذکور کو توبہ استغفار لازم ہے۔ امامت اور بیعت سے مسلمانوں کو
احتراز چاہیئے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الغنی عفا اللہ عنہ

(۶) اصاب من اجاب محمد لطف اللہ عفا اللہ عنہ مفتی سلطنت آصفیہ دکن

(۷) الجواب صحیح۔ محمد علی عفی عنہ

(۸) محمد صدیق۔ مدرس فیض عام کانپور

(۹) کتبہ عبد الضعیف محمد فضل حق غفرلہٗ

(۱۰) جواب صحیح۔ ابو الخیر محمد عبد الوہاب البہاری عفا اللہ عنہ الباری مدرس اعلیٰ
مدرسہ دار العلوم کانپور۔ بلفظہ از کتاب تحقیق الحق صفحہ ۲۶ تا ۳۸ انوار صفحہ ۳۲۳

یہاں بھی وہی کہوں گا جو پہلے کہہ چکا ہوں ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینہ کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پس تمام غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبندیہ کا یہی اعتقاد ہے کہ مولود شریف آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرنا کنھیا کے جنم کے مثل ہے۔ اس لئے یہی فتوے
مندرجہ بالا سب پر حاوی ہے مبارک ہو۔
باقی عقائد نمبر ۲-۳-۴- کا جواب اپنے موقع پر ہوگا۔

قولہ معترض صاحب نے مولوی محمد لدھیانوی سے نقل کیا ہے۔ اور کہ مولوی محمد
صاحب لکھتے ہیں ...... یہ مجلس فرض کفایہ ہے بلفظہ صفحہ ۳۴ سطر ۵ و صفحہ ۴۳ سطر ۶
اقول۔ میں بار بار کہہ رہا ہوں۔ کہ مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے اور کذب لکھنے کی
سخت عادت ہے العادۃ لا یرد الا با موت عادت پڑی ہوئی موت کیساتھ جاتی
ہے دکھلائیے میں نے کہاں لکھا ہے اور کہاں مولوی لودھیانوی سے نقل کیا ہے میری
کتاب میں اسکا نام و نشان بھی نہیں مجیب صاحب کے حواس صحیح نہیں ہے پس
ایسی حالت میں مدلل کتاب کا جواب کیا دے سکتے ہیں۔ اسی کو میں کہہ چکا ہوں کہ
سوال از آسمان وجواب از ریسمان ہے۔

لیجئے آپ کے تین بڑے بزرگوں کی کیفیت ایمان و اعتقاد ایمان تو ظاہر ہوگئی
باقی چوتھے آپ کے بزرگ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔ ان کی
کیفیت بھی سن لیجئے۔ اور اس پر غور کیجئے۔ وہ لکھتے ہیں۔

(علم غیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ میں) اس میں حضور
کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات
بہائم کے لئے بھی حاصل ہے الخ بلفظہ حفظ الایمان مولوی اشرف علی صفحہ ۷، ۸

اس تحریر میں مولوی اشرف علی صاحب نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
واقف علوم غیب حافظ لوح محفوظ کی ایسی اہانت اور توہین کی ہے۔ کہ جس سے
ایک منٹ کے لئے بھی وہ مسلمان ثابت نہیں ہوسکتے۔ بلکہ فوراً ان کلمات کفریہ کے
کہنے سے کافر اور مرتد ہو گئے۔ اور اسکی توبہ بھی قبول نہیں ہوسکتی اشرفعلی کے یہ
ایسے کلمات کہے ہیں جنکے دوہرانے میں بھی نعوذ باللہ خوف کفر ہے آپ بتا سکتے ہیں
اور آپ کا ایمان گواہی دیکر گوارہ کر سکتا ہے کہ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم
ہے۔ کہ وہ معاذ اللہ چھوکروں لڑکوں کا سا ہے۔ یا انکا علم غیب پاگلوں کا سا ہے یا تمام چوپایوں

اور ڈنگروں مثل گائے۔ بیل۔ گدھا۔ کتا سور وغیرہ کے ہے؟ اس سے بڑھ کر کوئی گستاخی اور توہین حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں ہو سکتی۔

مگر افسوس ہزار افسوس! مجیب نے اس پر نظر ہی نہیں کی۔ اور میری کتاب کو دیکھا ہی نہیں۔ اگر دیکھا تو خوش فہمی اور حسن ظنی نے کچھ اثر نہیں کیا۔ لیکن آپ مانتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب آپ کے بزرگان ابن تیمیہ اور امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے ہم عقائد ہیں۔ اس لئے ان سب کی نسبت یہ فتویٰ تکفیر کافی ہے۔ لیکن علاوہ اسکے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کا فتویٰ کفر بھی لکھدیا جاتا ہے۔ جو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۶۲۶ و ۶۲۷ پر درج ہے۔

چھٹا فتوےٰ کفر

مولوی اشرف علی تھانوی پر علمائے حرمین شریفین کی طرف سے

۱۔ اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں سے ہے جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔ اس نے ایک چھوٹی رسلیا تصنیف کی چار ورق کی بھی نہیں۔ اور اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ ایسا تو ہر بچے۔ پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔ بلفظہ

۲۔ غلام احمد قادیانی اور رشید احمد اور اس کے پیرو ہوں۔ جیسے خلیل احمد انبیٹھی اور اشرف علی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور نہ شک کی مجال۔ بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انہیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔

۳۔ وہ اہل فساد غلام احمد قادیانی و رشید احمد و خلیل احمد اشرف علی کھلے کافران گمراہ ہیں۔ بلفظہ کلہم از حسام الحرمین با وصف ایسے ایسے عقائدی امور کے پھر بھی ان لوگوں کو بزرگ اعلیٰ کہا جاتا ہے کچھ سوچ اور سمجھ نہیں الجنس یمیل الی الجنس آپ بھی انہیں میں منہمک ہیں الحمدللہ کہ بزرگوں کی حالت

معلوم ہو گئی۔ جن کے لئے اتنی چیخ و پکار اور جھوٹے اشتہار دئے گئے تھے۔

قبل اس کے کہ آپ کے رسالہ کے جوابات کی طرف متوجہ ہوں۔ ایک بات کا ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ بموجب ارشادات اپنے بزرگوں کے تمام مسلمانان مقلدین اہلسنت والجماعت کو ذرہ ذرہ بات میں کافر اور مشرک اپنے رسالہ در اثبات التوحید میں لکھتے چلے آئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو موحد جان رہے ہیں۔ اور شرک کے معنے بھی آج تک آپ کی سمجھ میں نہ آئے۔ جس کی وجہ سے اپنے ہی عقائد کے مطابق مشرک ثابت ہو گئے۔ اور اپنے آپ پر اپنی بزرگوں کی سنت ادا کرتے ہوئے کفر اور شرک کا فتوےٰ لگا لیا۔ خود کردہ را علاجے نیست

مجیب محمد حسین پر پہلا فتوےٰ کفر جو اس نے خود اپنے پر اپنی ہی تحریر سے لگا لیا

پہلا فتوےٰ۔ مجیب طبیب صاحب نے اپنی کتاب اثبات التوحید کے صفحہ ٹائیٹل پیج پر یوں لکھا ہے۔

"الراجی الی الرحمۃ اللہ حکیم محمد حسین القریشی العلویؒ"۔ بلفظہ

حکیم خداوند کریم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جو مجیب وہی نام اپنا لکھا ہے یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی اپنا نام خدا۔ رحمٰن۔ رحیم۔ حلیم۔ کریم۔ حکیم وغیرہ رکھ لے تو وہ آپ ہی کے عقائد کے مطابق مشرک اور کافر ہے۔ پس آپ اپنے ہی عقائد کے مطابق مشرک ثابت ہو گئے۔ اب آپ کسی اور مسلمان کو مشرک اور کافر کہنے کی مجاز نہیں۔ الحمد للہ۔ اجمالاً۔ آپ کے رسالہ اور اشتہار اور چیخ و پکار کا جواب ہو لیا۔ اب پہلے اپنے بڑے بزرگوں اور اپنے آپ کو مسلمان بنائیں۔ جو اپنے ہی گھر کے مفتیوں اور خود اپنے فتوؤں سے کافر قرار پا چکے ہیں۔ اور آئیندہ فتنا وسے اور بھی آنے ہیں انتظار کریں۔ پھر بطور سے موحد بنیں۔ العیاذ باللہ

قولہ۔ آخری جواب یہ ہے۔ کہ اس کا ثبوت کتاب اللہ اور حدیث اور آئمہ اربعہ سے نہیں ملتا۔ دوسرے اقوال کو ہم حجت نہیں جانتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۵ سطر ۱۰۔

اقول۔ آخری جواب الجواب یہ ہے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

بندۂ خدا میں افسوس سے کہتا ہوں۔ کہ میں اپنی کتاب میں آیات قرآنی اور احادیث رسول رحمانی۔ اور تمام کتب آسمانی اور اقوال حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت تابعین و تبع التابعین اور اجماع امت سب کچھ لکھ چکا ہوں۔ اور اپنے خط میں بھی لکھ چکا ہوں۔ کہ بمقام لاہور علماء کرام کے بالمشافہ فیصلہ کر لیں مگر مجیب نے فرار کی راہ لی۔ اگر ان کے پاس کچھ ہوتا۔ تو میرے خط کے اقرار کو قبول کر کے تصفیہ کر لیتے روز روشن میں سورج کا انکار کرنا کوئی عقلمند پسند نہیں کرتا۔ اس پر افسوس یہ ہے کہ خود وہابی لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ کرنا جائز اور درست لکھیں۔ لیکن مولود شریف حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے نزدیک بدعت۔ شرک کفر۔ خرافات۔ اور خرافات کافروں سے بھی بڑھ کر کام ہو۔ العجب!! دیکھو مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ کیا لکھتے ہیں۔

سوال ۲۲۔ سالگرہ بچوں کی اور اسکی خوشی میں اطعام الطعام کرنا جائز ہے۔ یا نہیں۔

الجواب۔ سالگرہ یادداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ ہرج معلوم نہیں ہوتا۔ اور بعد چند سال کے کھانا لوجہ اللہ تعالے کھلانا درست ہے۔ بلفظہ فتاوے رشیدیہ جلد حصہ اول صفحہ ۷۸۔ سطر ۴۔

شروع جواب الجواب رسالہ اثبات التوحید

قولہ۔ اعتراض نمبر ا کا جواب (خلف وعید)

معترض نے لکھا ہے کہ مولویصاحب نے خدا کو جھوٹا اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے ..... مولانا صاحب نے خلف وعید کو ممکن لکھا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ وعید وہ ہوتی ہے جو گناہ کی سزا مقرر ہو۔ اور وعدہ وہ ہوتا ہے۔ جو نیکی کی جزا کا وعدہ ہو۔ مگر معترض نے وعدہ اور وعید دونوں کو ایک بنا دیا۔ بلفظہ صفحہ ۴۴ سطر ۲۲۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو کچھ لکھا۔ جھوٹ۔ اور جو کچھ بیان کیا۔ نرا کذب و عنوان مضمون کا اثر ہے۔ دیکھئے۔

ا۔ میرا لکھا ہوا عنوان نمبر ا (خلف وعید) نہیں ہے۔ بلکہ میرا عنوان یہ ہے عقیدہ نمبر ا۔ خدا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ مگر مجیب نے اس کے برخلاف اپنی طرف سے جھوٹا اعتراض خلف وعید بنا لیا۔

۲۔ وعدہ اور وعید کے جو معنے اپنی خانہ زاد لغت اور اصطلاح سے کئے وہ غلط بلکہ اغلط کئے۔ بندہ خدا وعدہ وہ ہے۔ جو اللہ تعالے نے مسلمانوں کے لئے فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ اور وعدہ وہ ہے۔ جو کافروں کے لئے فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اور اس وعدہ اور وعید میں اللہ تبارک و تعالے سچا اور بالکل سچا ہے۔ جیسے اللہ تعالے فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا اور دوسری جگہ ہے ومن اصدق من اللہ قیلا کوئی شبہ نہیں کہ جس کا عقیدہ یہ ہو۔ کہ اللہ تعالے اس کے خلاف کرے گا۔ وہ اللہ پاک پر جھوٹ بولنے کا الزام لگا کر کافر ہو رہا ہے یہ مذہب معتزلہ وہابیہ کا ہے۔ کہ خداوند کریم جھوٹ بول سکتا ہے۔ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہے بلکہ جھوٹ بولتا ہے۔ اگر جھوٹ نہ بولے تو انسان کی قدرت اللہ تعالے کی قدرت سے زیادہ بڑھ جائے گی۔ کہ انسان تو جھوٹ بولے۔ اور خدا تعالے جھوٹ نہ بول سکے یہ خدا کی قدرت کا گھٹا ہے۔ یہی مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ کا قول اور مذہب ہے اور میری کتاب میں یہی بحث ہے۔ لیکن مجیب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور یوں ہی بے سمجھے سوچے حمایت میں کھڑے ہو کر اپنی لیاقت کا اظہار کر دیا۔ اور یہ کہدیا کہ مولویصاحب نے خلف وعید کو ممکن لکھا ہے۔ یعنے وعید کی خلاف اللہ تعالے کا کرنا ممکن ہے۔ دوسرے معنے یہ ہوئے کہ اپنے حکم وعید کے برخلاف کرنا ممکن ہے۔ تیسرے معنے یہ ہوئے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔

ناظرین! ذرہ تکلیف فرما کر میری کتاب کو اپنے سامنے رکھ کر پھر مجیب صاحب کے لکھنے کو ملاحظہ فرمایئے۔ کہ خلف وعید کیا ہے۔ اس کا امکان کیا۔ یہ نرا کذب ہے مگر جب یہ لوگ اللہ تعالے پر کذب کا الزام لگا رہے ہیں۔ تو خود سچ بولنے پر کیونکر حامل ہو سکتے ہیں۔

قولہ ردالمحتار والے صاحب نے خلف وعید کے معنے جوداً وکرماً کئے ہیں اور لکھا ہے ان الاعفو عنہ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصاً بل جوداً وکرماً یعنے اشاعرہ

(محققین) خلف وعید کے جواز کے قائل ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۴۵۔ سطر ۳۔

اقول۔ افسوس آندھی تقلید اس کو کہتے ہیں۔ تو صرف تقلید کو شرک کہتے ہیں۔ مگر اپنے بزرگوں کی تقلید پر ایسے اندھے کرتے ہیں۔ کہ آیات و احادیث شریف کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ العیاذ باللہ

۔ والمختار شامی کی عبارت کو جو مولوی خلیل احمد اور رشید احمد نے خیانت دہوکا دینے کی غرض سے لکھا تھا وہی دہوکا طبیب صاحب نے بھی دیدیا۔ اور میری پوری عبارت کو نہ دیکھا جسکی نقل میں نے بحوالہ صفحہ و سطر لکہدی ہے۔ اور اس خیانت کی دیانت کا پورا خاکہ دکھلا چکا ہوں۔ مگر طبیب مجیب صاحب نے اسپر اور اپنی ایمانداری سے یہ زیادتی کردی۔ کہ لفظ محققین کو اپنی طرف سے خطوط وحدانی میں لکھ کر محرف کا لقب حاصل کیا۔ حالانکہ اسی عبارت کے آگے اس بات کا رد کیا گیا ہے۔ کہ محققین اشاعرہ اس کے ہرگز قائل نہیں۔ تاہم دھوکا دیا گیا۔ بلکہ قرآن شریف سے اس کا ثبوت دیا گیا ہے قال اللہ تعالے ولن یخلف اللہ وعدہ۔ اے وعیدہ یعنے اللہ تعالے وعدہ اور وعید کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ اور نہ کرے گا۔ مجیب اور بھی پرلے درجے کا خائن محرف اور دہوکے باز ثابت ہوا۔ اور میری ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا گیا رسالہ یکروزی مصنفہ مولوی اسمٰعیل کی عبارت جو انہوں نے خداوندکریم کے امکان کذب میں لکہی ہے وہ انکی سمجھ میں ہی آئی۔ اور نہ اس کا ذکر کیا۔ اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے اپنی براہین قاطعہ میں لکھا ہے۔ کہ خلف وعید امکان کذب کی فرع ہے۔ مجیب صاحب نے اس طرف نظر ہی نہیں کی۔ پچاس صفحہ کی بحث میں آپ نے صرف چھ صفحات میں مذبوحی حالت میں ہاتھ پاؤں بے سود مارے۔ میں نے وہابی دیوبندی کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد اپنے دعوے کے اثبات میں بیس۲۰ آیات قرآنی پندرہ۱۵ معتبر تفاسیر سینتیس۳۷ کتب علم کلام اور اٹھارہ دیگر کتب دینیہ پیش کیں ہیں۔ جن میں سے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ کوئی جواب نہیں سکتا۔ ہاں اس بات کا اقبال ہے کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے بلکہ جھوٹ بولتا ہے۔ اگر نہ بولے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے بڑھ جائیگی مولوی صاحب دہلوی کا لکھنا صحیح ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر ہمارے اہلسنت والجماعت

کے اعتقاد میں کفر ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

قولہ۔ اعتراض نمبر ۲۔ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مولوی اسمٰعیل نے بڑا بھائی قرار دیا ہے) مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا۔ بلفظہ صفحہ ۵۲۔ سطر ۱۔

اقول۔ یہاں بھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتا ہوں۔ اور میری کتاب کا یہ عنوان ہی نہیں ہے۔ جو مجیب صاحب نے لکھا ہے۔ وہ یوں ہے۔

عقیدہ نمبر ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔ مجیب صاحب اقبال کرتے ہیں اور ان کے اقبالی الفاظ یہ ہیں۔

"کہ مولانا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا ہے۔"

اچھا کہیئے۔ اگر آپ کے مولانا نے صحیح لکھا ہے۔ تو کوئی دلیل یا سند آیات و حدیث سے بیان کیجیئے۔ جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ تمام نجد و ہند کے وہابی جمع ہو جائیں۔ اور میاں ابن تیمیہ داؤد ابن قیم۔ محمد بن عبد الوہاب مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ اور میاں نذیر حسین وغیرہم اپنے بزرگوں کی روحوں سے امداد لے کر مشرک بھی بن جائیں۔ تب بھی ایسی کوئی آیات اور حدیث پیش نہیں کرینگے غریق کی طرح ہاتھ پاؤں مارنا اور بات ہے۔ اور جواب دینا اور بات ہے۔ یہ تو لکھدیا کہ "مولٰنا شہید صاحب نے نہایت صحیح لکھا ہے"۔ مگر اس کی صحت کی کوئی دلیل بیان نہ کی۔ افسوس۔

قولہ۔ ایک حدیث شریف کے ماتحت مولانا صاحب نے فائدہ لکھا ہے اور حدیث شریف کے الفاظ واعبدوا ربکم واکرموا اخاکم کی تشریح کی ہے۔ یعنی انسان سب آپس میں بھائی ہیں۔ کل مومن اخوۃ، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنی چاہیئے۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۵۲ سطر ۷۔

اقول۔ جس حدیث شریف کو آپ نے لکھا ہے اس کا جواب میری کتاب کے صفحہ ۶۱ سطر ۱۲ میں درج ہے۔ جس کو آپ نے نہیں دیکھا۔ اور کتاب مشکوٰۃ اور مجمع البحار شرح حدیث سے جواب دیا گیا ہے۔ کہ مراد اس سے کسر نفسی اور واضع ہے نہ کہ حقیقتاً بھائی ہے۔ جو وہابیہ کا عقیدہ ہے۔ پھر اس حدیث شریف کے

الفاظ کیاں ہیں۔ جس کا ترجمہ آپ نے یہ کیا ہے۔ سو اسکی بڑے بھائی کی سی تعظیم
کرنی چاہیئے

بیشک یہ آپ کے بزرگ نے اپنی ف فتنہ اور اور فساد کی ڈال کر لکھا ہے۔ مگر
میری تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ جو کثرت احادیث سے لکھا گیا ہوا ہے۔ کہاں
بڑا بھائی۔ اور کہاں یہ۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کسی حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔ من گھڑت ہے

قولہ۔ اعتراض نمبر ۳۔ ۴ کا جواب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی شان
کے سامنے چوہڑے چمار سے ذلیل ہیں۔ (نعوذ باللہ)

معترض نے یہ اعتراض لکھنے میں تعصب سے کام لیکر مولانا شہید سے بدظن کرنے
کے لئے پوری کوشش کی ہے...... مولانا کی عبارت کو سمجھ نہیں سکا۔ الخ صفحہ
۵۸ سطر ۲۳۔

اقول۔ میرا اس میں کوئی تعصب نہیں ہے۔ میں نے اصل عبارت تقویۃ الایمان
کی پوری لکھدی یہ کہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ
اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ مجیب نے لفظ چوہڑے اپنی
طرف سے ایزاد کر دیا ہے۔ یہ بھی خوب کہا کہ میں نے مولوی اسمٰعیل کی عبارت کو
نہیں سمجھا۔ کیا یہ عبارت اردو ہے۔ یا عبرانی۔ یونانی۔ لاطینی ہے۔ جو یہاں چڑھائی نہیں
جاتی۔ یا آپ کی اردو ہی ایسی ادق ہے۔ کہ سمجھ میں نہیں آتی۔ یا صرف وہابی ہی اس
اردو کو سمجھ سکتے ہیں۔ دوسرا نہیں۔ کیا تمام علماء ہند بالخصوص شاہ عبد العزیز
علیہ الرحمۃ اور ان کا تمام خاندان اس اردو کو سمجھ نہیں سکا۔ جنہوں نے چالیس تک
کتب تقویۃ الایمان کی تردید میں لکھیں۔ اور فتاوے عرب اور عجم بھی لکھے گئے
یہ سب کے سب آپ کی اردو نہیں سمجھ سکے۔ اسی صورت سے میں بھی سمجھ نہیں سکا۔
اگر سمجھے تو صرف وہابیہ نجدیہ اور آپ پنجابی موضع کوٹ ھٹہ کے طبیب سمجھے جو اردو سے
ایسے ہی نابلد ہیں جیسے عربی سے جو لفظ پاگل کو پافل لکھیں۔ جب جواب بن
سے بن نہیں آتا۔ تو کہدیتے ہیں۔ کہ تم مولویصاحب کی اردو عبارت نہیں سمجھ سکتے
میں کہتا ہوں۔ تین سال تک دہلی میں کورٹ انسپکٹر رہا۔ جہاں اردو پیدا ہوا۔ اور کئی

کتابیں اردو میں تصنیف کیں۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ میں اردو نہیں سمجھ سکا۔ العجب۔
سب غیر مقلدین اور وہابیہ دیوبندیہ کہتے ہیں کہ تقویۃ الایمان عین ترجمہ ہے۔ آیات
و احادیث کا اور یہی عین اسلام ہے اس کتاب کی تعریف میں زمین اور آسمان
کے قلابے ملا دیئے ہیں مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ اپنے فتاوے رشیدیہ میں
لکھ گئے ہیں۔ کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کا اپنے گھر میں رکھنا عین
اسلام ہے۔ گویا جس کے گھر یا جس وہابیہ کے گھر میں یہ کتاب نہ ہو۔ اسکے گھر
میں اسلام ہی نہیں۔ قرآن شریف کی بھی نعوذ باللہ منھا ضرورت نہیں ہے
اس تقویۃ الایمان کا ہی گھر میں رکھ لینا کافی ہے۔ اسیواسطے دیوبند کے مدرسہ
میں اسکی تعلیم کو لازمی فرض اولین قرار دیا ہوا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ کتاب
تقویۃ الایمان واقعی ایسی کتاب ہے۔ کہ یہ آیات واحادیث کا ترجمہ اور عین اسلام
ہے۔ دیکھیئے یہ عبارت یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ
اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ کس آیت یا حدیث کا
ترجمہ ہے۔ اور عین اسلام ہونے کی کونسی آیت اور حدیث ہے بیان کر بھی
وہی کہوں گا کہ تمام نجد اور ہند کے وہابی اگر جمع ہو جائیں۔ اسکا جواب دے سکیں
اور نہ دے سکتے ہیں اور نہ دے سکیں گے۔ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ اور
اس میں کوئی شبہ نہیں کہ کلمات اور عقائد کفر ہیں۔ مگر تاہم وہابیوں کے مولانا
شہید رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے ہی اقبالی فتوے کفر اور اپنے ہاتھ
کے لکھے ہوئے فتاوے تکفیر موجود ہیں۔ جو اس جواب الجواب میں درج ہو چکے ہیں
اور ہونگے۔ العجب!!

قولہ تو مطلب یہ نکلا کہ جس طرح چوہڑا بادشاہ کی نظر میں ذلیل ہوتا ہے ہر مخلوق
بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے اس سے زیادہ ذلیل ہے۔
بلفظہ۔ صفحہ ۶۰ سطر ۷۔

اقول نعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آپ کا
کفر یہ اقبالی مطلب یہ نکلا کہ جس طرح بادشاہ کی نظر میں چوہڑہ چمار ذلیل
ہوتا ہے۔ اسی طرح تمام انبیاء مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور حضور

سید المرسلین والنبیین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اور عامۃ المومنین فدا کی شان کے آگے چوہڑے اور چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ لعنت اللہ علی ھذہ الخرافات وخز عبیلات۔

میں نے ان کلمات کفریہ کے جواب میں انیس ۱۹ آیات احادیث وتفاسیر کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ مولوی اسمٰعیل نے عمداً قرآن شریف واحادیث شریف کا انکار کرکے ان سے روگردانی کی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔

(۱) وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

(۲) ورفعنا لک ذکرک ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔

(۳) واللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین عزت خدا کے لئے اور (حضرت) اسکے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے۔

(۴) ان اکرمکم عند اللہ اتقکم۔ تحقیق اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی بڑا بزرگ ہے جو نہایت متقی ہے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کون بڑا متقی ہے)

وغیرہ وغیرہ

(۵) احادیث انا سید ولد آدم میں بنی آدم کا سردار ہوں۔

(۶) انا حبیب اللہ میں خدا کا حبیب ہوں۔

(۷) انا امام النبیین میں تمام نبیوں کا سردار ہوں۔

(۸) انا اکرم الاولین والآخرین میں تمام اولین وآخرین سے بزرگ ہوں۔

(۹) انا خاتم النبیین میں تمام نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔

(۱۰) واللہ معطی وانا قاسم اللہ تعالےٰ عطا کرنیوالا ہے۔ اور تقسیم کرنیوالا میں ہوں

ان میں سے ایک کا جواب تک نہیں دیا۔ اسطرف نظر تک نہ کی

میاں طبیب! ذرا ہوش کرو۔ اللہ تبارک وتعالےٰ اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغض وکینہ نے آپ لوگوں کے دین وایمان کو سلب کیا ہے کچھ باقی رہا۔ آپ لوگوں نے قرآن کریم واحادیث رؤف ورحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روگردانی

کی۔ اسلئے آپ کے قلب پر ایسا زنگ آگیا ہے کہ وہ اُتر ہی نہیں سکتا۔ کسقدر توہین اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرتے ہیں۔ کتنی گالیاں اور سب وشتم ان کی شان اعلےٰ وارفع میں کیا جاتا ہے۔ پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ بس ہم ہی مسلمان ہیں اور باقی تمام دنیا کے مسلمان مقلدین ائمہ اربعہ مشرک اور کافر ہیں ظلم!!

پیشگوئی میں سچ فرمایا۔ مخبر صادق عالم علم اولین وآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہونگے۔ کہ قرآن شریف پڑھینگے لیکن ایمان کے ساتھ ان کے حلق کے نیچے نہیں اتریگا۔ وہ اسلام وایمان سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار یا کمان سے نکل جاتا ہے (جو باز نہیں آتے) اس حدیث شریف کو قبل اس کے صفحہ ۲۹ میں درج کرچکا ہوں۔ یہ حدیث شریف بعینہ خوارج معتزلہ۔ غیر مقلدین وہابیہ کی نسبت ہے۔ جب یہ لوگ تیر کی طرح ایمان اور اسلام سے نکل چکے ہیں۔ تو پھر کسطرح اسلام میں واپس نہیں آسکتے۔ جیسے آپ کے بزرگ ابن تیمیہ نے سب سے پہلے کئی بار اپنے عقائد سے توبہ کی قید بھی ہوئے۔ لیکن پھر ویسے کے ویسے ہی رہے۔ اسلام میں واپس نہ آئے۔ اسی طرح مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کے شہید خبیث میں ساکن ہوگئے۔ تو توبہ کی۔ لیکن اسکے بعد پھر ویسے ہی ہوگئے اسیطرح میاں نذیر حسین دہلوی سنہ ۱۳۰۰ھ کو حج کیلئے تشریف لے گئے۔ غیر مقلدی کے عقائد کیوجہ سے گرفتار ہوکر مجلس میں بھیجے گئے۔ تو آپ نے غیر مقلدی سے توبہ کی توبہ نامہ چھپ گیا۔ اور وہاں سے رہائی پائی۔ لیکن جب ہندوستان میں واپس آئے۔ تو پھر ویسے کے ویسے ہی غیر مقلد ہوگئے۔ لیکن اسلام میں واپس نہ آئے اسطرح مولوی محمد حسین بٹالوی انکا شاگرد رشید پنجاب میں آیا۔ اور غیر مقلدی کا بڑا شور مچایا۔ اشتہارات جاری کئے۔ جب علمائے احناف نے قافیہ تنگ کیا۔ اور لاجواب ہوا۔ تو اپنے تئیں حنفی اہلحدیث لکھنے لگ گیا۔ لیکن واپس نہ ہوا۔ یہی حال ہے تمام غیر مقلدین کا کہ وہ پھر واپس اسلام میں نہیں آتے پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری تھا۔ جو ہوگئی۔ الا ماشاء اللہ

قولہ اعتراض نمبر ۵ کا جواب (شفاعت) معترض کو سمجھ نہیں آتی۔ اصلیت کیا ہے ..... شفاعت کے متعلق مولانا شہید کا عقیدہ اسطرح پر ہے کہ خود بخود کوئی کسی کی شفاعت نہ ہوگی۔ بلکہ جس کے حق میں اللہ کریم اذن دینگے اسکی شفاعت ہوگی۔

مولانا کی عبارت یہ ہے" اور جس کو چاہیگا۔ اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائیگا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۶۲ سطر ۱۵

اقول میرے عنوان کی سرخی یہ ہے شفاعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار۔ لیکن مجیب نے صرف لفظ شفاعت لکھدیا۔ اور یہ جملہ بالکل بے معنے لکھدیا کہ" خود بخود کوئی کسی کی شفاعت نہ ہوگی"۔ یہ آپ کا اردو ہے۔ اور دوسروں سے کہتے ہیں کہ "مولانا اردو تم سمجھ نہیں سکتے"! یعنے یہ کہ اللہ کریم کسی خاص شخص کا نام لے کر حکم دینگے۔ کہ اس شخص کی شفاعت کرو۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ مولوی اسمٰعیل سرے سے شفاعت ہی کے منکر ہیں اور بڑے زور سے یوں لکھتے ہیں۔

(۱) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں بلفظہ۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۶

(۲) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں۔ بلفظہ " " " ۹

(۳) جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۱۔

(۴) اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے۔ وہی تقویۃ الایمان۔ صفحہ ۳۳۔

(۵) اے فاطمہ بچاؤ اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا مال میرا چاہئے نہ کام آونگا۔ میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ۔ بلفظہ ایضاً صفحہ ۳۸۔

دیکھئے! یہ کیسا صاف صاف انکار شفاعت مطلق اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا انکار ہے۔

میں تعجب کرتا ہوں۔ کہ مجیب صاحب کی خود سمجھ میں نہیں آتا اور الٹا مجھے کہتے ہیں کہ تم سمجھے نہیں۔ حالانکہ جو آیات نفی شفاعت اُن کے بھائی دیوبندی نے پیش کی ہیں وہ کفار کے حق میں ہیں۔ جن کا جواب دے چکا ہوں۔ لیکن تاہم یہ غیر مقلد صاحب اس سے بھی تریا وہ تحریف کا عمل کر کے دہوکا دیکر اپنا ایمانی ثبوت دیتے ہیں اور یوں لکھتے ہیں۔

قولہ دیکھو شاہ عبدالعزیز کا قول خود معترض نے نقل کیا ہے یعنی ایں آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الہی دراں روز مقبول نخواہد شد دلیل آنکہ در آیات بسیار

نفی شفاعت رامقید بایں قید فرمودہ اند۔ الخ (آیات) بلفظہ صفحہ ۶۲ سطر ۲۳۔

اقول۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مجیب کس درجہ کا محرف اور دہوکے باز اپنے ایمان کا ستیاناس کرنے والا یہود نصاریٰ سے بھی بڑھ کر محرف ہے۔ دیکھئے میری عبارت مندرجہ کتاب صفحہ ۴۸ کی کیسی علے الاعلان تحریف کی جس سے تمام عبارت کا مطلب ہی دگرگوں کر دیا۔ میری تحریر کردہ عبارت تفسیر حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی سے جو میں نے لکھی تھی وہ سب حذف کرتی جو اصل مطلب بیان کے مخالف تھی اور حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کا نام ایسی بے ادبی سے لکھدیا جو شاگردوں کے درجہ سے بھی کم ہوں۔ اصل عبارت محذوفہ یہ ہے۔

گوئیم آیت واحادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت مے کند۔ پس تخصیص ایں آیت لابد است اہلسنت بکافر تخصیص مے کنند بلفظہ۔

دیکھو اس تمام عبارت کو جو مخالف تھی۔ تحریف کر کے چھوڑ دیا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے "ہم کہتے ہیں کہ شفاعت کے وقوع پر آیات و احادیث کثرت سے دلالت کرتی ہیں اس آیت کی تخصیص ضروری طور اہلسنت کافر کے حق میں کرتے ہیں"۔

اور کافر لوگ اس آیت کے معنے یہ کرتے ہیں کہ شفاعت بے حکم الہی مقبول نہ ہوگی۔ الخ اور اس کے بعد حضرت شاہ صاحب علیہ رحمۃ آیات نفی شفاعت لکھ کر فرماتے ہیں۔ دیکھو میری کتاب صفحہ ۴۸۔ سطر ۴

واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیراز کافر درحق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است۔ پس در مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ [illegible] فتح العزیز صفحہ ۳۵۱

ترجمہ۔ احادیث متواترہ (جنکا انکار کفر ہے) سے ثابت ہے کہ کافر کے سوا سب گنہگاروں کے حق میں شفاعت کا حکم ہوگا۔ پس معلوم ہوگیا کہ شفاعت سے محروم مطلق کافر ہے اور اس مقام میں شفاعت کی نفی سے یہی مراد ہے۔ اھ

مجیب محرف نے اس تمام عبارت کو چھوڑ دیا۔ اور بیچ میں سے جو کافروں کا قول تھا وہ لے لیا۔ اور روز روشن میں آفتاب پر خاک ڈالنی چاہی۔ اور عوام کو سخت دہوکا دینے کی کوشش کی العیاذ باللہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ صاف فرماتے ہیں ہم کہتے

ہیں کہ وقوع شفاعت پر آیات و احادیث متواترہ کثرت سے ہیں۔ پس تخصیص اس آیت شریف کی جس سے نفی شفاعت پائی جاتی ہے۔ اہلسنت والجماعت اسکو کافر کیلئے مخصوص کرتے ہیں اور معتزلہ یا خارجی لوگ یا اس وقت کے وہابی کہتے ہیں کہ معنی اس آیت آں ست الخ کہ شفاعت بحکم الہی مقبول نہ ہوگی۔ الخ۔ وہابیو!! خدا سے ڈرو بیہودہ یا نہ تحریف کر کے لعنت کی وعید میں نہ مرو۔

میں نے اپنی کتاب میں بائیس ۲۲ دلائل آیات و احادیث و تفاسیر سے درج کی ہیں ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ معلوم ہوا۔ کہ مجیب ان سب کا منکر ہے اور آیات و احادیث شریف کا منکر کافر ہے۔

"قارئین" ناظرین! اکیخدمتمیں عرض ہے۔ کہ دونوں کتابوں کو اپنے سامنے رکھ کر موازنہ فرمائیں اور کسی قسم کی جنبہ داری کو راہ نہ دیں اور اللہ تعالے اور اسکے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے انصاف فرمائیں کہ مجیب صاحب نے کیا تحریفی عمل کر کے دہوکہ دینا چاہا ہے۔ ان لوگوں کی زبان اور تحریر میں کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

قولہ اسی طرح معترضوں نے حضرت شیخ الاسلام امام تیمیہ علیہ الرحمتہ کو منکر شفاعت کہدیا ہے اور امام صاحب نے یہ لکھا ہے۔

ترجمہ عبارت عربی۔ یعنے الحمد للہ کہ سنت مستفیضہ اور متواترہ احادیث سے اور اتفاق امت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ثابت ہوگئی کہ وہ قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کرائیں گے اور لوگ جمع ہو کر ان سے شفاعت کرانے کی درخواست کریں گے۔ اپنے رب سے وہ انکی شفاعت کرا دیں گے۔ بلفظہ صفحہ ۶۳۔ سطر ۸۔

اقول۔ مجیب صاحب نے شفاعت کرنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لیا۔ الحمد للہ۔ اور اپنے بڑے امام کا قول درج کر دیا۔ مگر پھر آپ نے کیوں انکار کیا اور تحریف عبارت تغیر عزیزی کی کر کے کافروں کا قول درج کر دیا اور یہ بھی آپ لکھ چکے ہیں کہ امام ابن تیمیہ اور مولوی اسمٰعیل دہلوی دونوں ہم عقیدہ ہیں تو مولوی اسمٰعیل دہلوی کیوں منکر شفاعت ہیں اور آپ بھی انکی تائید کرتے ہیں اور کہتے

ہیں۔ کہ بلے اذن آنکی شفاعت ہوگی۔ اور آپ کے بڑے امام تیمیہ کوئی شرط اذن وغیرہ کی نہیں لگاتے اور نہ اذن کا کوئی ذکر کرتے ہیں۔ آپ ذرا ہوش سے بات کریں گھبراہٹ میں اگر کچھ کا کچھ نہ کہدیں اور اپنے اماین ابن تیمیہ اور مولوی اسمٰعیل دہلوی ہم عقائد کے قولوں کی تطبیق کریں پھر کسی ایک کے قول کو قبول کریں لیکن میں یوں کہونگا۔

خالق نے کیا بڑھائی ہے عظمت رسول کی — کرتے ہیں انبیا بھی اطاعت رسول کی

دیکھو تو کیا بلند ہے رفعت رسول کی — ہے عرش کبریا پہ سکونت رسول کی

زاہد ہو ہزار مگر اے وہابیو — ہرگز نہ ہوگی تم کو شفاعت رسول کی

قائل نہیں ہو تم انکی شفاعت کے منکرو — کیا خاک ہوگی تم کو ہدایت رسول کی

وہ جلیں گے روز محشر کو جہنم کی آگ میں — جو مانتے نہیں ہیں شفاعت رسول کی

قولہ اسی بحث کی ضمن میں معترض صاحب لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اور تمام جہان میں آپ تصرف ہے بلفظہ صفحہ ۶۶۔ سطر

اقول۔ مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے اور لکھنے کی عادت مستمرہ ہے۔ جھوٹ بولنا آپ نے شیر مادر سمجھا ہوا ہے۔ اس بحث شفاعت میں کہیں بھی میں نے ایسا نہیں لکھا۔ ناظرین! مجیب طبیب کے جھوٹ کی تمیز میری کتاب کو دیکھ کر فرما سکتے ہیں۔ پھر اس کے آگے وہ باتیں لکھی ہیں جو اس بحث شفاعت سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔ وہ بات یہاں بھی ہے۔ کہ سوال آسمان وجواب از ریسمان۔ حاضر و ناظر ہونے اور تصرف کا جواب اپنی جگہ پر دیا جا چکا ہے۔ جس کو آپ نے نظر انداز کر دیا ہے۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا باب ششم اور باب پانزدہم

اعتراض نمبر ۶ کا جواب (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی سے جا ملے

قولہ۔ یہ بات نص صریح نص سے ثابت ہے کہ ایک جاندار موت کا مزہ چکھے گا بلفظہ صفحہ ۶۹۔ سطر ۲۔

اقول۔ میں نے اپنی کتاب میں دکھلایا تھا۔ کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے آنحضرت

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین ہے۔ اپر افترا اور کذب کا استعمال کیا جائے توہین تو یہ کہ انکے جسم اطہر کو بیہودہ اور لغو طرز سے مٹی میں ملنے والا قرار دیا ہے اور کذب کا الزام ان پر لگایا ہے۔ کہ ان کی طرف سے حدیث بیان کر کے یہ لکھدیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ عبارت کسی حدیث شریف میں نہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً افترا اور کذب بیانی کا جرم کیا ہے۔ جسکی وعید احادیث شریف صحیحہ میں وارد ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار جس نے عمداً میرے پر جھوٹ لگایا۔ دیکھئے جو بات میں نے فرمائی ہو) وہ عمداً جھوٹ بولکر میری طرف لگاتی ہو۔ اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہے۔ اور دوسری حدیث شریف میں ہے من کذب علی متعمداً فجزاءہ جھنم جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ لگایا۔ اس کی سزا دوزخ ہے۔

ناظرین! آپ دیانت فرماکر معلوم کرسکتے ہیں۔ کہ اس کا جواب مجیب نے کیا دیا ہے۔ کچھ نہیں۔ اس طرف رخ ہی نہیں کیا۔ اور بے جوڑ بے تعلق باتوں سے کیا بنتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حیات النبی ہونے کا ثبوت میں نے اپنی کتاب پندرہ دلائل آیات واحادیث اور تفاسیر معتبرات دیا۔ مگر ان کا کوئی جواب نہیں۔ قرآن شریف واحادیث کا انکار کر کے یہی اصرار ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں شہدا کو بھی مردہ کہنے کی سخت ممانعت ہے۔ بلکہ یہاں تک کہ ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں۔ اور حضرت فخر العالمین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان عالی شان تو ارفع اور اعلے ہے۔ ان کی شان میں ایسے الفاظ تو نہایت ہی سخت درجہ کی گستاخی اور توہین ہے۔ کہ وہ مر کر مٹی میں ملیگئے حالانکہ احادیث صحیحہ میں ہے۔ کہ پیغمبران علیہم السلام کے اجسام پاک کو اللہ تعالی نے مٹی پر حرام کر دیا ہے۔ کہ وہ ان کے اجساد مطہر کو چھو بھی نہیں سکتی۔ وہ

اپنے اصلی اجسام پاک سے حیات حسی میں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اولیاء کرام بھی اسی حکم کے ماتحت میں ہیں۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ بیان کرنا بے جوڑ اور بے تعلق ہے۔

قولہ۔ محمد بن اسحاق نے مغازی میں یونس بن بکر کی زیادات ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہم سے ابو العالیہ نے حدیث بیان کی۔ کہ جب ہم نے تستر فتح کیا۔ تو ہرمزان کے بیت المال میں ہم کو ایک تخت نسر آیا۔ جسپر ایک مردہ پڑا تھا۔ اس کے سر کے پاس ایک صحیفہ تھا۔ ہمنے صحیفہ کو اٹھالیا۔ اور حضرت عمر بن خطاب کے پاس لے گئے۔ آپ نے کعب کو بلایا۔ اور انہوں نے اسکو عربی میں لکھدیا۔ (ترجمہ کردیا) میں پہلا شخص تھا۔ جس نے اس کو پڑھا۔ اس میں علم غیب کی باتیں لکھی ہوئی تھیں۔ تین سو سال تک یہ نعش جو حضرت دانیال علیہ السلام کی بیان کیجاتی تھی۔ بالکل صحیح اور سلامت حالت پر تھی۔ اور بارش کے لئے ان کے روبرو دعا کرنا اجابت کی علامت تھی۔ الخ بلفظہ۔ صفحہ ۴۷۔ سطر ۱۹۔

اقول۔ یہ حدیث بیان کر کے مجیب نے خود اپنی تردید کردی۔ اور مولوی اسمٰعیل کی تحریر کو مردود کر دیا۔ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو مٹی میں ملجانا لکھا تھا۔ اور یہاں حضرت دانیال علیہ السلام کے جسم کو پیش کیا جاتا ہے کہ تین سو سال سے انکا جسم مبارک بالکل صحیح اور سلامت حالت پر تھا۔ مجیب کو اپنے دعوے پر دلیل لانے کی تمیز ہی نہیں۔ دعوے یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں ہیں۔ اور انکا جسم مبارک نعوذ باللہ مر کر مٹی میں مل گیا۔ اور دلیل میں یہ حدیث لاتے ہیں۔ جسمیں حضرت دانیال علیہ السلام نبی کا جسم مبارک تین سو سال تک بالکل صحیح وسلامت دیکھا گیا۔ اسکی وجہ کیا ہے کیوں آپکا جسم پاک ایسا صحیح سلامت رہا۔ اور ساتھ ہی اسکے یہ کہ کبھی بارش کی ضرورت ہوتی۔ تو اس جسم مبارک کے روبرو دعا کیجاتی۔ تو بارش باران نازل ہوجاتی۔ اور اصل مجیب کے حواس قایم نہیں رہے اس لئے اپنے قول کی خود ہی تردید کرتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ

قولہ۔ اعتراض نمبر ۷۔ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت)

قل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًا الا ما شاء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون ۔ یعنے فرما دے (یا رسول اللہ) کہ میں تو اپنے نفس کے لئے بھی کسی نفع و نقصان کی قدرت نہیں رکھتا۔ مگر جیسے اللہ چاہے (کرتا ہے) اگر میں عالم الغیب ہوتا تو البتہ بہت نکوئی حاصل کرتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہونچتی (ہاں یا صرف) ایمان داروں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانیوالا ہوں (اس سے زیادہ مجھے کوئی قدرت نہیں) بلفظہ صفحہ ۷۶ سطر ۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کے نفع اور نقصان کی نہ ہی حیات طیبہ میں قدرت تھی اور نہ ہی بعد حیات کے بلفظہ صفحہ ۷۷۔ سطر ۲۲۔

اقول۔ اول۔ مجیب نے حسب عادت خود عنوان ہی غلط لکھا۔ عنوان یہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔

دوم۔ آیت شریف کا ترجمہ بھی غلط لکھا۔ اور خطوط وحدانی میں اپنی طرف سے لکھا اور تحریف کرکے یہ لکھا کہ (اس سے زیادہ مجھے قدرت نہیں) حالانکہ آیت شریف میں کوئی ایسے الفاظ نہیں اور جملہ (الا ما شاء) استثناء کر رہا ہے۔ کہ نفع اور نقصان کی قدرت منجانب اللہ دیجا چکی ہے۔ ورنہ اس جملہ کا کلام پاک میں لانیکی ضرورت نہ تھی اس جملہ آیت شریف کا ترجمہ ہی نہ لکھا مگر غیر مقلد مجیب نے دیکھ لیا۔ اگرچہ دیوبندی صاحب نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کو بری کرنے کے لئے لکھدیا تھا کہ یہ مضمون انکی کتاب تقویۃ الایمان میں موجود ہی نہیں مگر مجیب صاحب نے پہلے چون وچرا منظور کر لیا۔ اور اپنے اقبال کی سند میں آیت شریف بھی لکھدی۔ خواہ اس کا ترجمہ ہی غلط ہو۔ یا اس میں تحریف معنوی بھی کردی ہو۔ مگر افسوس۔ آپ نے یہ نہ دیکھا کہ علمائے متقدمین ومفسرین نے اس آیت شریف کے معنے اور تفسیر کیا کی ہے۔ اور نہ اپنی تائید میں کوئی شہادت پیش کی۔

میں کہتا ہوں۔ یہ آیت شریف بسبیل تواضع وادب ہے جیسے کہ مفسرین لکھتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک دو تفاسیر کی عبارات پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں۔

(۱) تفسیر خازن جلد دوم صفحہ ۱۷۱۔ (ترجمہ عبارت عربی) یعنے اگر تو کہے کہ تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبریں دیں ہیں۔ جو بہت سی احادیث میں آتی ہیں یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات عظیمہ میں سے ہیں پھر کیونکر

تطبیق ہو سکتی۔ ان میں اور قول ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ میں۔ میں کہتا ہوں کہ اسمیں احتمال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو اور معنے آیت یہ ہوں کہ اطلاع نہیں رکھتا ہے۔ اور اللہ مجھ کو اسکی قدرت دیدیتا ہے۔ اور یہ بھی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا فرمانا قبل اس ارشاد کے ہو کہ جب اللہ تعالے مجھے خبر دیتا ہے تب میں خبر دیتا ہوں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالے نے عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول الآیۃ ختم ہوا ترجمہ میں کہتا ہوں کہ شان نزول آیت شریف بالا کا یہ ہے کہ کفار مکہ کہتے تھے کہ آپ کو خدا کیوں نہیں بتلا دیتا کہ ارزانی غلہ ہوگی۔ یا قحط سالی۔ تاکہ معلوم ہو کر صورت آرام ہو۔ تب اسپر اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتا ہے کہ قل کہدیجئے۔ کہ میں اپنے نفس کے نفع اور نقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ تعالے چاہتا ہے مجھے بتلا دیتا ہے اس کے بعد علم غیب کا تذکرہ اسی آیت کیساتھ بالکل ملتا ہوا ہے جسپر فرمایا کہ یہ کہنا جناب سرور کائنات کا بسبیل تواضع وادب کے ہے۔ بموجب حکم الٰہی کے۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۲) قال اللہ تعالے۔ اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ (سورہ توبہ) دولتمند کر دیا ان کو اللہ تعالے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے یعنی۔ لوگوں مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا۔

(۳) حدیث شریف صحیح بخاری وصحیح مسلم متفق علیہ عن ابوھریرۃ رضہ قال قال رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم ماینقم ابن جمیل الا انہ کان فقیرًا فاغناہ اللہ ورسولہ (الحدیث) ترجمہ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ نہیں ناشکری کرتا ابن جمیل مگر اس سبب سے کہ وہ محتاج تھا۔ سو اسکو غنی اور مالدار کر دیا۔ اللہ تعالے نے اور اسکے رسول نے۔ بلفظہ۔ تحفۃ الاخیار۔ ترجمہ مشارق الانوار۔ ترجمہ مولوی خرم علی وہابی۔ صفحہ ۱۹۲ سطر ۱۴

اس آیت اور حدیث شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف فضل کی قدرت اور تصرف ظاہر او ربا ہر ہے۔ لیکن وہابیہ منکر ہیں۔

میں نے اس باب میں چھ احادیث شریف اور حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت اور تصرف اپنی کتاب درج کی ہے

مگر مجیب نے ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔ افسوس

(۴) **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے** (حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول) قال رب انی لا املک الا نفسی واخی فافرق بیننا وبین القوم الفسقین (سورۂ مائدہ) یعنے کہا (موسیٰ علیہ السلام نے) اے میرے رب میں مالک نہیں ہوں۔ مگر اپنی جان اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کا سو فرق کردے تو ہم میں اور نافرمان قوم میں مطلب اسکا یہ ہے کہ جب قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تو حضرت علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اپنی جان اور اپنے بھائی کی جان کا مالک اور مختار رہوں قوم کا نہیں اسپر اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم ایسا نہیں اور نہ تنبیہ ہوئی کہ آپ اپنی جان اور اپنے بھائی کے مالک نہیں ہو۔ یا آپ نے ایسا کیوں شرکیہ لفظ کہا۔ اس سے ثابت ہے کہ ایسا کہنے میں کوئی جرم یا شرک نہیں ہے۔ ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس قول موسیٰ کو پسند نہ فرماتا مگر وہابیہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی مشرک جانتے ہونگے العیاذ باللہ۔

مجیب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے نفع ونقصان کی نہ ہی حیات طیبہ میں قدرت تھی اور نہ ہی بعد حیات" لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واہ رے! وہابی جدید۔ تیری عقید کی گفت وشنید۔ یہی سبب ہے کہ انہی لوگوں میں سے عبد اللہ معروف غلام نبی چکڑالوی پیدا ہوا۔ اور اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول اور فعل کا انکار کر دیا۔ اور اپنا نام ہی بجائے اہلحدیث کے اہل قرآن رکھ لیا۔ اور منکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو گیا۔ جب بقول مجیب غیر مقلد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ زندگی میں اور نہ بعد زندگی کسی کے نفع اور نقصان کی قدرت ہی نہیں۔ تو قصہ ہی ختم ہوا۔ انکی ضرورت ہی کچھ نہ رہی اسیواسطے شفاعت کے بھی منکر ہو گئے۔ اور نہ اسوقت انکی امداد ہو سکتی ہے اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔

آگے چلکر مجیب کے عقائد کو رد کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدرت اور تصرف علاوہ اپنی کتاب کے اور انکے پیش ہونگے۔ انتظار کیجئے۔

قولہ معترض نے اس بحث کے ضمن میں لکھا ہے۔ کہ جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئیں۔ وہ مولوی اسمٰعیل نے مسلمانوں پر لگا دیں میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص مسلمان

کہلاکر بتوں کی پوجا کرے۔ یا قبروں پر تعظیم وتکریم کرکے ان سے کچھ مانگے تو یہی فعل کفار اور یہود اور نصاریٰ کے ہیں۔ پس یہ سبھی برابر ہیں اور حکم ان کا ایک ہے کیا کفار اور یہود ونصاریٰ جیسے فعل کرکے پھر بھی مسلمان کے مسلمان ہی رہو گے بلفظہ صفحہ ۷۸ سطر ۱۶۔

اقول ہاں بیشک میں نے جو لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ اور قرآن شریف اور تفاسیر سے دکھلا دیا۔ اور جو آیات شریفہ مسلمانوں کے حق میں لگائی تھیں وہ قطعاً کفار یہود اور نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی تھیں لیکن مجیب صاحب اسکو قبول کرکے اپنے دل سے بناکر کہتے ہیں جو شخص مسلمان کہلاکر بتوں کی پوجا کرے۔ یا قبروں کی تعظیم وتکریم کرکے اُن سے کچھ مانگے تو یہی فعل کفار یہود ونصاریٰ کے ہیں۔

میں کہتا ہوں۔ کہ وہ کونسا مسلمان ہے۔ جو بتوں کی پوجا کرتا ہے۔ ہاں خلافتی وہابی مولویوں نے ہندوؤں کے ساتھ ملکر انکے مندروں میں پوجا کی۔ قشقے لگائے وہ نجدی وہابیہ۔ گاندہویہ فرقہ ضرور کافر ہیں۔ اور کوئی مسلمان بتوں کی پوجا نہیں کرتا۔ ہاں قبروں کی تعظیم اور تکریم صاحبان قبر کی تعظیم وتکریم ہے۔ جو مسلمان لوگ کرتے ہیں جس کا حکم شریعت میں موجود ہے۔ اور ان مسلمانوں کو بتوں کی پوجا کرنے والا کہنا اور بتوں اور قبروں کو یکساں کہنا اور سمجھنا وہابیہ نجدیہ ہی کا عقیدہ ہے جسکی کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ وہابی لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کو اسیواسطے صنم اکبر کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اور اپنے بزرگوں اور ماں باپوں کی قبروں کو بت جانکر انکے پاس تک نہیں جاتے۔ مر گئے مردود نہ فاتحہ نہ درود۔

یہود اور نصاریٰ کے افعال کرنیوالے بھی یہی وہابی نجدی ہیں یعنی جسطرح یہودی حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین اور کسر شان کرتے اور گالیاں دیتے ہیں اور اسی طرح نصاریٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کے بڑے بڑے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اسیطرح وہابی نجدی بھی اس مختار دوجہان سردار مرسلان سلطان انبیاء سید المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ واحمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور بڑے بڑے گستاخانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون پس ثابت ہے کہ یہود ونصاریٰ یہی فرقہ گاندہویہ۔ یا فرقہ وہابیہ نجدیہ ہے جنکے اعداد جمل سے مطابقت ہوکر پیشگوئی رسول اکرم صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی پوری ہو گئی۔ جس کا ذکر مختصراً تمہید کتاب میں ہو چکا ہے گویا آپ کفار
یہود و نصاریٰ کے کام کر کے پھر بھی خارجی اور وہابی نجدی ہی رہو گے۔
ناظرین! آپ مجیب طبیب کی تحریر کو خوب یاد رکھیں۔ کہ وہ ہم تمام مقلدین
مسلمانان عرب و عجم کو کفار و یہود و نصاریٰ جانتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو پکا مسلمان
کہتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۰
مجیب طبیب اس بات پر بہت ناراض ہوئے کہ میں نے لکھدیا کہ مولوی اسمٰعیل
دہلوی نے وہ آیات جو کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ مسلمانوں پر چسپاں
کردیں۔ ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں میں نے جو کچھ لکھا اور صحیح اور بالکل
صحیح لکھا۔ اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق لکھا
جو تمہید کتاب میں آچکا ہے۔ لیکن مزید تسلی کے لئے دوبارہ لکھدیا جاتا ہے۔

خوارج وہابیہ کی نسبت پیشگوئی

پہلی پیشگوئی حدیث شریف کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یری
الخوارج شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی اٰیات نزلت فی الکفار فجعلوھا
علی المؤمنین (صحیح بخاری تعلیقاً)
(شرح السنۃ امام بغوی وتہذیب الآثار امام طبری میں موصولاً) یعنے عبداللہ بن عمر رضی
اللہ عنہما خوارج کو بدترین خلق اللہ جانتے تھے۔ انہوں نے وہ آیتیں جو کافروں کے حق میں
اتری تھیں۔ مسلمانوں پر لگا دیں۔ دیگر پیشگوئیاں صفحہ ۲۶ سے ۳۴ تک ملاحظہ ہوں
دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں میں نے چار آیات بھی ایسی دکھلائی ہیں جو کفار کے
حق میں نازل ہوئیں۔ اور مسلمان اسمٰعیل دہلوی نے مسلمانوں پر چسپاں کیں۔

روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر قبور اولیاء اللہ پر جاکر حاجات طلب کرنا قرآن شریف و احادیث و اقوال آیمہ سے عین سنت ہے

مجیب طبیب کی علمیت اور واقفیت علم دین بنہایت ہی محدود ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ
قبروں پر تعظیم و تکریم کر کے ان سے کچھ مانگے تو یہی فعل کفار و یہود و

ہیں"۔ حالانکہ قرآن شریف اور احادیث شریف اور اقوال وافعال آیمہ دین سے ثابت ہے
کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگان دین اولیاء اللہ کے مزارات
پر حاضر ہو کر اپنی حاجات مانگنا عین سنت ہے۔ دیکھئے۔
اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ و
استغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ہ یعنے اگر لوگ ظلم و گناہ کر کے اپنے نفسوں
پر (اے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کے پاس آویں اور پھر معافی مانگیں اللہ تعالیٰ
سے اور معافی مانگے ان کے لئے رسول (یعنے آپ) تو وہ لوگ اللہ تعالےٰ کو توبہ قبول کرنے
والا اور مہربان پائیں گے۔ اھ۔ اس آیت شریف کیساتھ بہت سی احادیث جن سے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات و ممات یکساں ثابت ہے میری کتاب کے
صفحات ۱۹۲ سے ۲۰۳ تک میں مفصل درج ہے جس کو مجیب نے دیکھا ہی نہیں کہ
روضہ منورہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صحابہ نے حاضر ہو کر کیا کیا حاجتیں
طلب کی ہیں ایک اعرابی کا حاضر ہونا روضہ مطہرہ پر اپنے تیئں ڈالدینا اور طلب بخشش
کرنا روضہ مبارکہ سے آواز بشارت کا آنا کہ تو بخشا گیا وغیرہ دیگر آداب زیارت و تعظیم و
تکریم کرنا درج ہے مگر وہابیان گستاخ کے نزدیک یہ سب شرک ہے۔ لاحول ولا
قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۰

احادیث شریف اور اقوال وافعال آیمہ سے اس کا ثبوت

(۱) **حدیث شریف کا ترجمہ**۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ میں ہے۔ بیہقی نے روایت
کی ہے اور صحیح کیا ہے بیہقی اور حاکم نے بخاری کی شرط پر اور اقرار کیا۔ حافظ ذہبی نے
عثمان ابن حنیف سے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اندھا آیا
اس نے اپنی آنکھوں کے واسطے دعا چاہی۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا۔ کہ یہ دعا پڑھ۔ اس نے وہ دعا پڑھی اور وہ اندھا بینا (سوجاکھا) ہو گیا اس
دعا میں یہ الفاظ بھی تھے۔ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی۔
(۲) **حدیث شریف**۔ ترجمہ حدیث شریف مندرجہ بالا کے مطابق اور وصال حضور عالم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ثالث کے زمانہ میں
واقع ہوا۔ کہ ایک شخص کی حاجت حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ سے تھی۔

پوری نہیں ہوتی تھی۔ اس نے ابن حنیف رضی اللہ عنہ راوی حدیث سے شکایت کی تب انہوں نے یہی دعا سکھلائی۔ اور اس کی حاجت پوری ہو گئی۔ ملخصاً شفاء القلوب مصنفہ حضرت مولٰنا مولوی عمر کریم علیہ الرحمۃ عظیم آبادی صفحہ ۲۹۔ ۳۰۔ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ۔

(۳) حدیث شریف۔ بیہقی نے روایت کیا۔ اور ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں سخت قحط پڑا۔ ایک شخص روضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوا۔ اور قحط کی شکایت کی کہ یا رسول اللہ پانی مانگئے خدا سے آپ کی امت ہلاک ہوتی جاتی ہے تشریف فرما ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی خواب میں کہ جاؤ تم عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس اور سلام کہو انکو اور خبر دو کہ پانی برسیگا۔ سو ایسا ہی ہوا۔ ملخصاً وہی شفاء القلوب صفحہ ۲۳۔

(۴) حدیث شریف ابن جوزی اپنی کتاب الوفا بفضائل المصطفٰے میں ذکر کرتے ہیں کہ ابوبکر المقری کہتے تھے کہ ہم اور ابو الشیخ اور طبرانی حرم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے اور فاقے سے تھے اور میں حاضر ہوا قبر نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رات کے وقت اور عرض کی میں نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوکے ہیں اور پھر آیا میں اور سو گیا۔ اور ابو الشیخ اور طبرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے کہ دروازہ پر ایک علوی آیا۔ اور اسنے کواڑ ہلایا۔ تو ہم نے کواڑ کھولا۔ دیکھا اُس کے ساتھ دو غلام تھے۔ ہر ایک غلام کے پاس زنبیل بھری ہوئی تھی اور ہمنے اسکو کھایا اور وہ شخص بولا کہ اے قوم تم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تھی۔ کیونکہ تمہارے کھانا کھلانے کا مجھ کو علم ہوا۔ ملخصاً وہی شفاء القلوب صفحہ ۲۷ دیکھئے کھانا مانگا اور پایا اور کھایا۔

حدیث شریف۔ ابن جوزی نے اپنی صفۃ الصفوہ میں لکھا ہے۔ ابو الخیر شیبانی فرماتے ہیں۔ کہ میں منورہ منورہ گیا۔ اور کھانا نہ ملا تب میں قبر شریف پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مہمان ہوں۔ پھر میں منبر کے پیچھے سو رہا۔ تب دیکھا میں نے خواب میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ اٹھ حضرت

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ پس اٹھا میں اور بوسہ دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر۔ تب دی مجھے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی اور کھایا۔ میں نے اس میں سے کچھ اور جاگ پڑا۔ تو آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی ملخصاً۔ ملتقطاً۔ شفاء القلوب صفحہ ۴۰

دیکھئے! قبر شریف پر حاضر ہوکر روٹی مانگی اور مل گئی۔ آدھی خواب میں کھالی۔ اور آدھی ہاتھ میں تھی کہ بیدار ہو گیا۔

مجیب صاحب کے نزدیک یہ افعال یہود و نصارٰے ہیں۔ العیاذ باللہ

(۶) حدیث شریف ابن جوزی اپنی کتاب الوفا میں بسند حضرت علی کرم اللہ وجہہ لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے قبر شریف پر جاکر اظہار مصیبت فرمایا ملخصاً شفاء القلوب صفحہ ۴۹

(۷) ابن جوزی۔ کتاب صفۃ الصفوۃ میں لکھتے ہیں کہ بشر ابن حارث تابعی فرماتے ہیں۔ کہ جس کسیکو حاجت ہو تو اسکو چاہیئے۔ کہ معروف کرخی کی قبر پر جائے اور دعا مانگے اللہ تعالٰے اس کی دعا قبول کرے گا۔ اور اس کا کام ہو جائے گا۔ وہی شفاء القلوب صفحہ ۵۵ ملخصاً

(۸) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں روزانہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتا ہوں۔ اور جب مجھ کو کوئی حاجت ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ اور انکے مزار پر جاکر اللہ سے حاجت طلب کرتا ہوں۔ میرا کام ہو جاتا ہے۔ (کتاب المحاضرہ) شفاء القلوب صفحہ ۸۰

(۹) قلائد مصنفہ حضرت حافظ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ لم یزل العلماء و ذوی الحاجات یزورونہ قبر الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ یتوسلون بہ الی اللہ تعالٰی فی قضاء حوائجھم منھم الامام الشافعیؒ یقول انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجی قبرہ فاذا عرضت حاجۃ صلیت رکعتین وسئلت اللہ عندہ فتقضی سریعاً۔ بلفظہٖ تحفہ دستگیریہ مصنفہ حضرت مولٰنا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ (صفحہ ۲۰ سطر ۴) مطبوعہ مطبع سلطانی لاہور ۱۲۸۵ھ ترجمہ ہمیشہ علماء اور حاجتمند لوگ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتے ہیں۔ اور قبر شریف پر اپنی حاجات کے پورا ہونے

کو وسیلہ پکڑتے ہیں۔ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان متوسلین میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم برکت لینے کے لئے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس آتے ہیں۔ جب کوئی حاجت ہوتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر شریف پر آکر اپنا مطلب چاہتے ہیں۔ تو بہت جلد ہماری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

(۱۰) **فتاوے عقائد المقتدائے فی مسائل الہدیٰ** (فصل تعظیم علویہ) روی عن محمد بن الحسن شیبانی وعن ابی یوسف وعن وکیع رحمہم اللہ تعالیٰ ان ابیحنیفۃ رضی اللہ عنہ کان یزور القبر الامام محمد الجعفر الصادق ویکنس علے بابہ ویطی للمجاورین فتوحًا ویطلب الاستغاثۃ منہ فی الامور۔ ملیفظہ تحفہ دستگیریہ صفحہ ۲۰۔ سطر ۱۱۔

ترجمہ (حضرت امام محمد وابی یوسف اور وکیع رحمہم اللہ تعالے سے روایت ہے۔ کہ تحقیق حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اور دروازہ پر جاروب کشی کیا کرتے تھے۔ اور مجاورین کو بھی فتوح دیا کرتے تھے۔ اور اپنے کاموں میں ان سے مدد مانگتے تھے

(۱۱) **خیرات الحسان** میں ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ قبر حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کو حاجات طلبی کے لئے تریاق اعظم مقصود فرمایا کرتے تھے۔

(۱۲) **ابن القیم** (مجیب کے اعلے بزرگ) اپنی کتاب کبائر اور کتاب السنۃ والبدعۃ میں لکھتے ہیں کہ دو شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر فریاد کو گئے ایک شخص کی زبان دشمنوں نے کاٹ لی تھی اور دوسرے کی آنکھ پھوڑ دی تھی۔ ان دونوں شخصوں نے قبر شریف پر جا کر فریاد کی۔ اور اللہ تعالے نے ان کی زبان اور آنکھ دیدی۔ شفاء القلوب صفحہ ۴۵۔ سطر ۷۔

مجیب صاحب! اب تو ایمان لے آیئے۔ مگر امید نہیں۔ ان کے نزدیک یہ سب حضرات بزرگان صحابہ کرام و آئمہ عظام یہود اور نصارے ہیں۔

تبرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اولیاء اللہ رحمہم کا مختصر احال

(۱) **حدیث شریف** صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک جبہ

حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا کے پاس تھا۔ اسکو دہو کر مریض کو پلایا جاتا تھا۔ اور وہ شفا پاتا تھا۔ (شفاء القلوب)

(۲) **حدیث شریف**۔ ایضاً۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیالہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ پھر حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے لے لیا تھا اس کو نہایت عزت کے ساتھ رکھا تھا (شفاء القلوب)

(۳) **حدیث شریف**۔ ایضاً۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما نے ایک چادر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگ لی تھی۔ کہ اپنی نجات کے لئے اس کا کفن بنایا جائے گا (شفاء القلوب)

(۴) **حدیث شریف**۔ ایضاً۔ موئے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امراض کی شفا کے لئے دہو کر پلائے جاتے تھے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس چاندی کی ڈبیہ میں تھے (ملخصاً شفاء القلوب)

(۵) **حدیث شریف**۔ صحیح مسلم میں ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی حجامت کے وقت موجود رہتے تھے۔ اس وقت تمام موئے مبارک اٹھا لیتے تھے۔ اور ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ سب صحابہ میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ (شفاء القلوب)

(۶) صحیح بخاری میں ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے پاس ایک بال مبارک بھی ہوتا۔ تو میں اسکو دنیا اور مافیہا سے زیادہ دوست رکھتا (شفاء القلوب)

(۷) صحیح بخاری قصہ حدیبیہ میں ذکر ہے کہ قریش نے عروہ بن مسعود ثقفی کو قاصد کے طور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے صحابہ کرام کو تعظیم کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ میں ایلچی بنکر کسرے اور قیصر اور نجاشی کے پاس گیا ہوں میں نے کسی بادشاہ کے لوگوں کو اس بادشاہ کی ایسی تعظیم کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسے تعظیم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انکے اصحاب کرتے ہیں جب وہ وضو کرتے ہیں تو انکے اصحاب اس پانی کو سبقت کرکے لے لیتے ہیں اور اس پانی کے واسطے جھگڑا کرتے ہیں اور جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوک پھینکتے ہیں۔ تو اس کو وہ لوگ

اپنے ہاتھ میں لے کر منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور کوئی بال مبارک آپ کا زمین پر نہیں گرتا ہے۔ مگر اصحاب سب اسکو سبقت کرکے اٹھا لیتے ہیں۔ بلفظہٖ شفاء القلوب صفحہ ۶۰۔

تنبیہ۔ حضرات! یہ تقاضاء محبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ جس کسی کو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوگی۔ وہ اُن کے آثار و منتساب و تبرکات انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھیگا اور یہی عین ایمان ہے۔ تب ہی اس کا ایمان تازہ ہوگا۔ اور اگر کوئی ان آثار و تبرکات کو نظر عظمت و عزت و محبت سے نہیں دیکھیگا۔ یا ان کی بے ادبی کرتا ہے تو یہ شخص اپنے ایمان سے کورا اور بے نصیب ہے۔ اور جائے نزول قہر الٰہی ہے اللہ تعالےٰ بچائے ان سوء عقائد سے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یاتیکم التابوت فیہ سکینۃ من ربکم وبقیۃ ترک آل موسیٰ وآل ھارون تحملہ الملئکۃ (الآیۃ) مفسرین نے لکھا ہے کہ ایک صندوق سکینہ قوم بنی اسرائیل کے پاس تھا جسکو فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ اس میں تبرکات عصائے موسیٰ اور عمامہ ہارون علیہما السلام وغیرہ اشیاء تھیں لڑائیوں میں انکے ساتھ رہتا تھا اسکی وجہ سے وہ لوگ دشمنوں پر فتح پاتے تھے جب انہوں نے اس صندوق کی بے ادبی کی وہ صندوق ان سے لے لیا گیا۔ اور انپر عذاب نازل ہوا۔ اھ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام عالم میں تصرف ہے

میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۹۲ سے لیکر صفحہ ۱۰۶ تک کتاب اللہ اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تفاسیر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حیات النبی ہونا اور بحکم اللہ تعالےٰ ہر دو عالم میں انکا تصرف فرمانا ثابت کر دیا۔ جس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مزید براں اور بیجئے۔

(۱) ہر مسلمان اور منافق وکافر کی قبر میں اسکے مرنے اور سوالات نکیرین کے وقت خواہ دنیا کے کسی گوشہ مشرق میں ہو یا مغرب میں خواہ شمال وجنوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بذات خاص موجود ہونا۔

۲۔ اپنے مزار مبارک سے نکلکر عالم بالا اور دنیا میں سیر کرتے ہیں۔ اور تصرف فرماتے ہیں۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات۔ حیات شہداء سے کامل واکمل وافضل ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہے۔

۴۔ دور اور نزدیک سے برابر درود شریف پڑھنے والے کی آواز کو سنتے ہیں اور اسکو پہچانتے ہیں۔

۵۔ اعمال امت کو اپنے نور نبوت سے ہر وقت ملاحظہ فرماتے ہیں۔

۶۔ مسلمانوں کے خالی گھروں میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

۷۔ تمام جہان

صحابہ عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کے تصرفات مختصراً

۱۔ مردوں کا زندوں سے کلام کرنا اور غیب کی خبریں دینا اپنے گھر کا سب حال جاننا۔ (کتاب الروح ابن قیم)

۲۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عورت کی قبر پر جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی کھڑا ہونا اور اس سے باتیں کرنا اور اس کا جواب دینا (روایت ابوالشیخ اصبہانی)

۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عورت کی قبر پر اس سے بات چیت کرنا (ابن عساکر کی روایت)

۴۔ مردوں کا اپنی امانتوں کا اپنے گھر میں جہاں رکھی تھیں۔ پتہ دینا۔ (کتاب الحکایات ابوعمر نیشاپوری)

۵۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا اپنی شہادت کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا اور گفتگو کرنا اور یہ عرض کرنا کہ ہم جہاں جی چاہتا ہے سیر کرتے پھرتے ہیں (حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب الصحابہ معرفۃ الصحابہ راوی ابن عساکر)

۶۔ مردے کا اپنے دوست سے لکر لڑائی میں اسکی مدد کرنا۔ (روایت ابن ابی الدنیا)

۷۔ حضرت عمر ابن عبدالعزیز بن امیر المومنین رضی اللہ عنہم کے جنازہ پر تمام شہداء کا حاضر ہونا اور اپنے ساتھی شہداء سے بات چیت کرنا اور شہداء کا حضرت عمر بن خطاب کو اپنے گھوڑے پر سوار کرکے اس کے گھر پہونچا دینا (ابن عساکر اسکے راوی ہیں)

۸۔ ابوجہل لعین کا اپنی قبر سے نکلنا۔ اسکی گردن میں زنجیر تھا۔ اسکا پانی مانگنا اور قبر سے
فرشتہ کا اس کو پھر قبر میں کوڑے مارکر داخل کرنا (اوسط طبرانی کتاب القبور)
۹۔ قبر میں مردہ کا چلاتا اور زندوں کا اسکی آواز چلانے کی سننا قبر کو کھود کر دیکھنا۔ جو
عذاب آتش ہو رہا تھا۔ اور ایک شخص زندہ کا اس آگ سے ہاتھ کا جل جانا۔
(عیون الحکایات ابن جوزی)

مجیب طبیب کے دو بڑے بزرگوں امام الطائفہ کی تحریرات سے تصرفات اولیاء کا ثبوت

اب میں مجیب طبیب صاحب کے دو بڑے بزرگوں واجب الاتباع بلکہ امام الطائفہ کے اسناد سے خاصان خدا کے تصرفات فی العالم پیش کرتا ہوں۔ جس سے آنکو انکار نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اسپر صدق دل سے ایمان لانا واجب ہے۔ مگر غیر مقلدی میں اسکی پرواہ نہیں۔ اس لئے امید نہیں کہ وہ اسپر بھی ایمان لائیں۔ سنیئے۔

اوّل ابن قیم اپنی کتاب الروح میں لکھتے ہیں

صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک بطور بھائی کے تھے۔ صعب بن جثامہ نے کہا اے بھائی جو کوئی ہم سے پہلے مرے تو اسکو چاہیئے کہ دوسرے سے ملاقات کرے دونوں نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ اسکے بعد صعب مرگئے۔ اور عوف نے صعب کو خواب میں دیکھا۔ پس پوچھا۔ انہوں نے کہ خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ انہوں نے کہا خدا نے مجھے بخشدیا۔ بعد عذاب کے کہتے ہیں وہ کہ دیکھا میں نے ایک دھبہ سیاہ ان کی گردن پر پوچھا یہ کیا ہے۔ تو صعب نے جواب دیا۔ کہ میں نے دس دینار ایک یہودی سے قرض لیا تھا۔ وہ ہمارے گھر تھیلی میں رکھے ہوئے ہیں تم اس یہودی کو دیدو اور اے بھائی جانو تم کوئی واقعہ میرے گھر میں ایسا نہیں ہوا ہے۔ جسکی خبر ہم کو نہ ہوئی ہو یہانتک کہ چند روز ہوئے کہ ایک بلی میری مرگئی۔ اسکا حال بھی معلوم ہو گیا۔ اے بھائی یہ بھی جانوں کہ میری لڑکی چھ روز میں مرجائیگی۔ اسکے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کی پھر کہا عوف نے کہ جب صبح ہوئی۔ تو میں انکے گھر گیا۔ اور دیکھا میں نے تھیلی کو اور اتارا اسکو اور نکالا میں نے جو اس میں تھا وہ دینار اس تھیلی میں تھے۔ تب میں نے یہودی کو بلوایا۔ اور پوچھا اس سے کہ تمہارا قرض کچھ صعب کے ذمہ ہے؟ کہ یہودی نے کہا

خدا رحم کرے۔ صعب پر وہ نیک صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے جو کچھ ان کے ذمہ تھا وہ میں نے ان کو دیدیا۔ یہودی نے پوچھا کہ بتاؤ تم مجھ کو کیا تھا کہا اس نے کہ ہم نے دس دینار قرض ان کو دیئے تھے پس ڈالدیا ہم نے اس تھیلی کو اسکے سامنے کہا اس نے قسم خدا کی یہ بجنسہ وہی ہے۔ تب میں نے صعب کے گھر والوں سے کہا کہ یہ ایک خبر ہوئی۔ پھر پوچھا میں نے کہ بعد مرنے صعب کے کوئی واقع تمہارے گھر میں ہوا ہے۔ کہا ان لوگوں نے کہ ہاں۔ فلاں فلاں واقعہ ہوا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ اور یاد کرو تو کہا انہوں نے کہ چند روز ہوئے ہیں ایک بلی مرگئی ہے۔ تب میں نے صعب کے گھر والوں سے کہا یہ دوسری خبر ہوئی پھر پوچھا میں نے میرے بھائی کی لڑکی کہاں ہے۔ انہوں نے کہا کھیلتی ہے۔ تب لے آئے اسکو۔ میں نے اسکو چھوا۔ اس کا بدن گرم تھا۔ میں نے کہا نیکی کرو۔ اس کے ساتھ۔ سو وہ مرگئی۔ چھٹے روز۔ ختم ہوا ترجمہ شفاء القلوب صفحہ ۱۸۰

ملاحظہ کیجئے! ایک صحابی رضے اللہ عنہ کا قدرت۔ تصرف۔ علم غیب سب کچھ آگیا۔ اپنے بزرگ اعلےٰ پر بھی فتوے شرک وکفر دیجئے۔

دوم۔ صراط مستقیم۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الطائفہ وہابیہ جد مجیب کے بزرگ اعلےٰ اور شہید۔ صفحہ ۱۶۶۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ کا اردو ترجمہ

القصہ حضرت ایشاں (سید احمد مرشد مولوی اسمٰعیل دہلوی) کو طریق ثلاثہ قادریہ چشتیہ۔ ونقشبندیہ شروع سے حاصل تھے۔ لیکن نسبت قادریہ نقشبندیہ کی تہ بھی۔ ان کا بیان ہے کہ بسبب برکت بیعت ویمن توجہات حضرت مرشد کے حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند کے روحوں نے انکی طرف توجہ کی اور قریب ایک ماہ تک ہر دو روح مبارک میں تنازعہ رہا۔ کہ ہر ایک امام چاہتا تھا کہ حضرت مرشد (سید احمد) کو اپنی طرف جذب کرے۔ تب ایک ماہ بعد مصالحت ہوئی۔ اس بات پر کہ دونوں توجہ دیگر مرید بنالیں تب ہر دو روح مبارک حضرت مرشد پر جلوہ فرما ہوئیں۔ اور ایک پہر تک توجہ ہوکر ہر دو طریقہ کی نسبت انکو حاصل ہوئی الخ

اصل عبارت فارسی میری کتاب "انوار آفتاب صداقت" کے صفحہ ۳۱۲ پر درج ہے۔

اب غور فرمایئے! حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے اور حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بخارا

شریف سے دہلی میں تشریف فرما ہیں۔ اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے مرشد سید احمد
کو توجہ دیتے ہیں ایک ماہ تک جھگڑا کر رہے ہیں۔ انکو کس طرح سے بغداد اور بخارا
خبر لگی کہ دہلی میں ایک شخص سید احمد ہے چلو اسکو مرید بنا دیں ہر دو بزرگ ایک ماہ
آپس میں تنازع کریں پھر مصالحت ہونے پر بھی ایک پہر تک توجہ ہوتی رہی۔ یہ تصرف
ہر دو بزرگوں میں کیونکر آیا۔ اور انکو علم غیب سے کیونکہ پتہ لگا۔ مجیب صاحب کو علم
غیب سے صرف انکار ہی نہیں بلکہ انکا عقیدہ ہے۔ کہ خدا کے سوا علم غیب کسی کو حاصل
ہی نہیں اگر کوئی ایسا اعتقاد رکھتا ہو تو وہ کافر اور مشرک ہے۔ العیاذ باللہ

اب اپنے بزرگ اعلےٰ وشہید امام الطائفہ دہابیہ سید پر فتوے کفر و شرک لگا
دیجئے ورنہ ایسے عقاید بد سے توبہ کر کے اہلسنت میں واپس ہو جیئے۔

دوسرا بڑا شرک بموجب عقیدہ مجیب مولوی اسمٰعیل دہلوی سے یہ سرزد ہوا کہ
حضرت پیر دستگیر شیخ و سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی کتاب میں غوث
الثقلین وجن وانس تمام جنوں اور انسانوں کا فریاد رس لکھ کر خود بخود
مشرک ہو گیا۔ یہ ساتواں فتوے کفر ہے جو مولوی اسمٰعیل نے خود اپنے قلم
سے اپنی کتاب میں اپنے آپ پر لگایا۔

اور سنیئے مولوی اسمٰعیل آپ کے بزرگ اپنی کتاب صراط مستقیم میں تصرف
اولیائے کرام کو اس طرح پر لکھتے ہیں۔ فارسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

(الف) اسی طرح اصحاب مراتب عالیہ اولیائی اور ارباب مناصب عالی کو اذن
جا چکا ہے کہ وہ عالم مثال اور شہادت میں تصرف کریں اور ان کبار اولی الایدی
والابصار کو حق حاصل ہے کہ تمام اور ہر ایک چیز کی نسبت اپنی طرف کریں۔ مثلاً
ان کو حق حاصل ہے۔ وہ یہ بات کہیں کہ عرش فرش تک ہماری بادشاہی
ہے (صفحہ ۱۰۱۔ سطر ۲۔

(ب) افادہ ۱۔ انکشاف آسمانوں کے حالات اور ارواح اور فرشتوں اور
اور دوزخ اور ان مقامات کی حقیقت اور مکانات کے حالات اور لوح محفوظ
کی کیفیت معلوم کرنے کے واسطے وظیفہ اور ذکر حی یا قیوم کا
صفحہ ۱۱۳۔ سطر ۷۔

(ج) افادہ ۱۔ ارواح اور فرشتوں اور انکے مقامات اور سیر کرنے کے مکانات
اور زمین و آسمان بہشت اور دوزخ کے انکشاف کے لئے اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے
کے لئے وظیفہ کا دورہ کیا جائے۔ جس کا طریقہ فصل اول میں مفصل لکھا گیا ہے۔
صفحہ ۱۱۷۔ سطر ۸۔

نوٹ۔ اصل عبارت فارسی دیکھو۔ میری کتاب کا صفحہ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔

دیکھئے! آپ کے امام بزرگ اعلےٰ کیا فرما رہے ہیں۔ کہ اولیاء کرام کا تصرف یہ
ہے کہ زمین و آسمان۔ بہشت۔ دوزخ۔ ارواح اور فرشتوں کے حالات
معلوم کر لینا۔ اور لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور تمام مقامات اور امکنہ کی سیر
کرنا ان کے لئے میسر ہے۔ کہ ان کا حق ہے۔ کہ وہ صاف کہدیں
کہ عرش سے فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے۔

دیکھئے۔ اب یہاں آپ کے عقیدہ کے مطابق مولوی اسمٰعیل آپ کے بزرگ اعلےٰ
نے بہت بڑا شرک اور کفر کیا ہے۔ کہ انہوں نے خداوند کریم کو ان کی خدائی ہی جواب
دے دیا ہے۔ خدا کی ضرورت ہی نہیں رہی۔

یہ آٹھواں فتوے کفر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے قلم سے بخود بخود
اپنے آپ پر لگا لیا ہے۔ مبارک ہو

چونکہ مجیب اپنے بزرگوں کے مقلد اور متبع ہیں۔ جب وہ کافر اور مشرک ہیں۔ تو
مجیب صاحب خود بخود ہی اسی طرح کافر اور مشرک ہوئے۔ مسلمانوں کو کافر اور
مشرک بناتے ہوئے خود کافر اور مشرک ثابت ہو گئے۔ چاہ کن را چاہ در پیش۔

افسوس۔ میری کتاب کا دیانت اور ٹھنڈے دل کے ساتھ مطالعہ نہ کیا۔
اور مخالفت جبلی کی وجہ سے اناپ شناپ جواب کا شوق ہو گیا۔ دور اندیشی سے خجالت
ندامت پر خیال نہ کیا۔ مگر ع شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید

اس بحث میں مجیب کا یہ اعتراض بھی تا عنکبوت کی طرح تار تار ہو گیا۔ دیکھتے
ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ اور سے

شیئاً للہ چو گدائے مستمند — اشد خواہم ز شاہ نقشبند

کہنا شرک ہے در آنحالیکہ ان ہر دو بزرگوں سے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے مرشد مستفیض ہوئے

قولہ۔ معترض صاحب نے اوپر کی آیت میں تدعو اور دعا کے معنے عبادت کے ثابت کئے ہیں اب اُن کو چاہیئے کہ ذیل کی آیت میں بھی یہی معنے استعمال کریں۔ اولٓئک یدعون الی النار واللہ یدعوا الی الجنۃ والمغفرۃ (الایۃ) بلفظہ صفحہ ۸۰ سطر ۱۳۔

اقول۔ مجیب صاحب علم قرآن سے بالکل ناواقف ہیں۔ بہت سے الفاظ قرآن کریم میں دو معنے ہیں۔ اور سیاق و سباق عبارت سے جو معنے پائے جاتے ہوں اور مفسرین متقدمین و متاخرین نے استعمال کئے ہوں۔ وہی لئے جاتے ہیں۔ دیکھو لفظ یقین کے معنے قرآن شریف میں۔ بیشک ٹھیک کے ہیں۔ لیکن اس کے معنے موت کے بھی قرآن شریف میں آئے ہیں۔ دیکھو پارہ ۱۴۔ رکوع ۶۔ اور پارہ ۲۹۔ رکوع ۱۶۔

اسیطرح لفظ۔ دعا۔ ادعوا۔ تدعوا۔ یدعون کے ایک ہی معنے صرف پکارنے کے ہی نہیں۔ بلکہ عبادت اور بندگی اور پوجا کے بھی ہیں اور علماء مفسرین نے انکے معنے عبادت کے کئے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے تین آیات اور لکھدیتا ہوں جنمیں ادعوا۔ تدعوا۔ یدعوا کے معنے عبادت کے ہیں۔ پکارنے کے نہیں۔

(۱) وان المسٰجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا پ ۲۹ ع ۱۱

یعنے اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں۔ تو اللہ کے ساتھ کسیکی بندگی نہ کرو۔

(۲) وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا پ ۲۹ ع ۱۱

اور جب اللہ کا بندہ اس کی بندگی کرنے کھڑا ہوا۔ تو قریب تھا کہ وہ جن اسپر جمع ہو جاویں

(۳) قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا پ ۲۹ ع ۱۱

یعنے تم فرماؤ میں اپنے رب کی بندگی کرتا ہوں۔ اور کسیکو اس کا شریک نہیں ٹھیراتا اب آپ کو لازم ہے۔ ان ہرسہ آیات میں عبادت کے معنے نہ کریں۔

قولہ۔ اعتراض نمبر ۸ کا جواب۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب جاننا (صریحاً) شرک ہے بلفظہ صفحہ ۸۱

اقول۔ مجیب صاحب محرف تحریف کرنے میں اہل کتاب سے بھی بڑھ گیا۔ میرا عنوان میری کتاب کے صفحہ ۷۔ سطر ۱ میں اسطرح پر ہے۔

عقیدہ نمبر ۸۔ ۹۔ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب خدا کا دیا ہوا۔

بھی ماننا شرک ہے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۹۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً تقویۃ الایمان۔ صفحات ۱۰۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۵۸)

ناظرین! ملاحظہ فرمائیے۔ میرے عنوانوں کی تحریف کرکے اپنے دل سے ایک من گھڑت عنوان لکھدیا۔ افسوس!!

دیوبندی۔ مولوی نے تو بالکل انکار کر دیا تھا۔ کہ تقویۃ الایمان میں ایسا لکھا ہی نہیں۔ یہ بہتان بندی ہے۔ مگر مجیب صاحب انکار نہیں کر سکے۔ اس کو تسلیم و قبول کرکے لکھتے ہیں۔ وھو ہذا۔

قولہ جو کچھ مولانا شہید نے لکھا بالکل صحیح اور اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ اس کے خلاف جہالت ہے۔ بلفظہ صفحہ ۸۱۔ سطر ۶۔

اقول۔ فرمائیے۔ مجیب صاحب اگر آپ کے مولانا کا لکھنا صحیح اور بالکل صحیح ہے تو اس کی سند کیا ہے۔ ان ہردو عقائد کے صحیح ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش کیجئے ورنہ آپ کا اپنے منہ سے یہ کہدینا کہ "مولانا شہید کا لکھنا بالکل صحیح ہے"۔ ایک رتی بھر اعتبار نہیں رکھتا۔ صرف اتنا کہنے میں جواب نہیں ہوسکتا۔ کہ "جو کچھ مولانا شہید نے لکھا۔ بالکل صحیح اور اہلسنت کا عقیدہ ہے" ہاں واقعی جو مولوی اسمٰعیل نے لکھا وہ ضرور جہالت ہے۔ اور جو مجیب نے اس کی حمایت میں لکھا وہ ضرور جہالت در جہالت ہے۔ اور اس جہالت کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ لکھتے ہیں۔ کہ

"قرآن و احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ اللہ کے سوا کسیکو ایک ذرہ بھر کا علم غیب نہیں"۔ بلفظہ صفحہ ۹۰۔ سطر ۹۔

پھر اس کے آگے چل کر یوں لکھتے ہیں۔

"ہاں اس امر کو ہم مانتے ہیں کہ بعض موقعوں پر بذریعہ وحی الہام یا کشف کے بیشمار غیبی باتوں کا پتہ دیا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۹۱ سطر ۱۸

میں کہتا ہوں۔ کہ یہ کیسی بہکی ہوئی باتیں ہیں کہ کبھی یہ کہدینا کہ خدا کے سوا کسی کو بھی خدا کا دیا ہوا ایک ذرہ بھر بھی علم غیب نہیں۔ اور پھر اسکو بھول کر یہ کہدینا کہ

اقبال کر لینا کہ ہم مانتے ہیں کہ بے شمار غیبی باتوں کا پتہ دیا گیا ہے۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ کسی کو بھی ایک ذرہ بھر علم غیب نہیں حالانکہ میں اپنی کتاب میں قرآن شریف کی آیات اور کثرت کے ساتھ احادیث سے ثابت کر چکا ہوں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم اولین و آخرین بلکہ لوح محفوظ کا علم بھی انکے علموں سے ایک ادنے علم ہے۔ اس کا جواب بھی نہ اردہے گویا دیکھا ہی نہیں۔

قولہ مناہج النبوۃ میں یہ بھی ہے۔ کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزوں سے ہے کہ آپ (بعض) غیب کا حال جانتے تھے۔ اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونیوالی ہیں ان کی خبر دیتے تھے۔ آگاہ ہو کہ علم غیب خاص اللہ تعالے کو ہے۔ اور غیب کی خبریں جو زبان مبارک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور زبان سے بعض ولیوں کے ظاہر ہوئیں سو وحی یا الہام سے۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۹۔ سطر ۲۱۔

اقول مجیب صاحب اس عبارت سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہ تھا۔ اور تحریف کر کے لفظ "بعض" اپنی طرف سے لکھدیا۔ جو کتاب میں نہیں ہے۔ اور اسکے آگے مناہج النبوۃ میں مجیب کے خلاف تھا وہ دیانتاً چھوڑ دیا گیا۔ عبارت جو چھوڑ دی گئی ہے وہ یہ ہے۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانند دریائے بے انتہا کے ہیں۔ بلفظہ۔ مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۷۷۔ سطر ۱۲۔

یہ آپ کی ایمانداری اور دیانت ہے۔ افسوس!!

ناظرین! مجیب صاحب کے نزدیک کتاب مناہج النبوۃ مصنفہ حضرت شاہ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی (جو کتاب مدارج النبوۃ کا اردو ترجمہ ہے معتبر ہے جس کی سند آپ نے پیش کی۔ خواہ تحریف کر کے اور اصلی عبارت مخالف کو چھوڑ کر ہی سہی میں نے اسی کتاب مناہج النبوۃ میں سے آٹھ سے زاید عبارات لکھ کر علم غیب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت کیا ہے۔ مگر افسوس انپر نظر ہی نہ کی لیجئے اختصاراً یہاں ہی لکھتا ہوں۔

(۱) اللہ تبارک و تعالے نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

علوم و اسرار کو یعنے جو کچھ موجود ہے۔ اور جو آئندہ ہوگا۔ سب کچھ تعلیم فرما دیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما ۵ مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۲۷

(۲) (احادیث معراجیہ) فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطا فرمادیا مجھے پروردگار نے علم الاولین وعلم الآخرین اور تعلیم یعنے سکھایا مجھے طرح طرح کے علم کے تیئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اسکے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں۔ اور کوئی اسکے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ سوا میرے دوسرا ایک علم تھا۔ کہ مختار گردانا مجھے اظہار اور کتمان کے درمیان اور ایک ایسا علم تھا۔ کہ امر کیا مجھ سے اللہ تعالے نے اس کے پہونچانے پر طرف خاص و عام کے میری امت کے بلفظہ مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۴۲

(۳) اٹھایا مجھ کو اللہ تعالے نے اور پہونچایا عرش معلی پر اور وہاں سے ایک قطرہ میرے حلق میں پڑا۔ اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین کی اور آخرین کی اور روشن کر دیا۔ میرے دل کو دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے جیسے دیکھتا ہوں آگے۔ ملتقطاً بلفظہ مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۴۴۔ سطر ۱۸۔

(۴) فاوحی الی عبدہ ما اوحی یعنے وحی کیا پروردگار نے طرف بندہ اپنے کی جو کچھ وحی کیا تمام علوم اور معارف اور حقایق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم کرا دیئے۔ جن کو سوائے اللہ تعالے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہیں جانتا۔ ملتقطاً مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۳۴۶۔ سطر ۹۔

(۵) منافقوں نے کہا (جیسے کہ اس وقت کے وہابی کہتے ہیں) کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کی خبر دیتے ہیں۔ مگر ناقہ گم شدہ کا پتہ نہیں۔ منافقوں (وہابیوں) کی یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہونچی فرمایا۔ میں جو کچھ کہتا ہوں۔ خدا کے حکم سے کہتا ہوں اور خدا مجھے بتلا دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے۔ اسکی مہار ایک درخت کے ساتھ اٹکی ہوئی ہے۔ لوگ وہاں گئے۔ اور اسی جگہ سے ناقہ دستیاب ہوئی۔ ملتقطاً مناہج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۳۔

شب معراج کے بعد کی کوئی آیت یا حدیث منکرین پیش کریں جسمیں نفی علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج ہو۔ مگر کبھی ایسا نہ کر سکیں گے۔

افسوس کی بات ہے کہ مجیب نے ان تمام باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا کتاب مسلمہ ومعتبرہ خود سے تحریف کر کے ایک عبارت کو لیا۔ جو انکے خود مخالف تھی۔ اور باقی تمام وہ باتیں جو تصدیق علم غیب میں تھیں وہی مثال پوری کر دی۔

دوسرا امر یہ ہے۔ کہ مجیب صاحب نے اپنی دلیل کتاب مناہج النبوۃ سے پیش کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ علم غیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے اچھا یوں ہی سہی۔ جب علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔ تو انکار کیوں۔ جب اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بطور معجزہ اور عطا کے دیا ہے یا دیا جا چکا ہے۔ تو اس کا انکار نری جہالت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسرشان ہے۔ یا پھر یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ یہ معجزہ چند یوم کے لئے دیا گیا تھا اور پھر فلاں تاریخ وسال سے واپس لے لیا تھا۔ بندہ خدا معجزہ وہی ہے جو منکرین کے عاجز کرنے کے لئے اپنے پیغمبر کی تصدیق کے لئے خداوند تعالےٰ نے کیطرف سے دیا جاتا ہے۔ وہ دائمی ہوتا ہے چند روزہ نہیں۔ جب علم غیب اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہی فرما دیا تو انکار کیسا۔ اور پھر یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔ یا انکو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ کیسی بیہودہ بات ہے۔ اور پھر مجیب صاحب کا یہ لکھنا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ذرہ بھر کا بھی علم غیب نہیں تھا۔ اس سے بھی بڑھکر لغو اور بیہودہ بات ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ اقبال بھی لکھدینا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشمار غیبی باتوں کا پتہ بتا دیا۔ کس قدر مخبوط الحواسی کی باتیں ہیں اسمیں کوئی شک نہیں کہ مجیب صاحب بوجہ جدید غیر مقلد ہونے اور پہلی ہی تالیف کرنے کے اپنے دعوے پر دلیل لانے سے معذور ہیں۔ خدا ہدایت دے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکر منافق ہی تھے۔ جیسے اس وقت ان کی تقلید گروہ وہابیہ نجدیہ کر رہا ہے۔ جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ منافقین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب پر طعن کیا۔ کہ ہم ان میں موجود ہیں مگر وہ ہمارے حالات نہیں جانتے۔ اسپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی۔ یعنے کیا حال ہے ان لوگوں (منافقوں) کا جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آئیں اور پوچھیں۔ مجھ سے جو کچھ کہ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات میں سب کچھ بتاؤنگا۔ اس حدیث شریف کو میں نے اپنی کتاب انوار کے صفحہ ۱۲۳ میں درج کیا ہے اور بہت سی احادیث لکھی ہیں غرضیکہ میں نے اپنی کتاب میں اعتراضات وہابیہ کے جوابات دینے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے اثبات میں آٹھ آیات قرآنی اور انیس 19 کتب تفسیر وسیر علماء حقانی اور بائیس احادیث رسول سردار مرسلانی اور چودہ کتب سر علماء رحمانی پیش کی ہیں۔ مگر جواب ندارد۔

علاوہ ازیں میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۲ میں نتیجہ آخر علم غیب کے عنوان سے قرآن شریف اور معتبر کتب تفاسیر یعنے تفسیر حضرت امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ۵۔ اور تفسیر در منثور حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کی جلد سوم صفحہ ۲۵۴ سے ثابت کیا ہے۔ کہ جو کوئی شخص علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استہزاءً انکار کرے وہ منافق، کافر اور مرتد ہے اس کا جواب ضروری تھا مگر کچھ نہیں ہو سکا۔ یہ طبیب صاحب تو کیا جواب دیتے۔ ان کے بڑے مولوی ثناء اللہ امرتسری جواب نہ دے سکے دیکھو میری اور مولوی ثناء اللہ کی تحریری بحث ازالۃ الریب عن مبحث علم الغیب جو انجمن نعمانیہ لاہور میں "حصول" میں چھپ چکی ہے۔ اور سنئے مجیب صاحب اپنی اظہار علمیت کا ایک لطیفہ اسطرح پر لکھتے ہیں۔

قولہ اگر میں لاہور سے روانہ ہو کر لدھیانہ پہنچوں اور وہاں جا کر قاضی فضل احمد کو بتادوں۔ کہ لاہور میں آج ایک مکان جل گیا۔ اور آٹھ آدمی مر گئے۔ اور پچاس پیدا ہوئے۔ تو جو شخص قاضی فضل احمد کو علم الغیب کہے وہ عاقل ہے۔ یا غافل۔ ملخصہ۔ صفحہ ۹۳ سطر ۱۳۔

اقول۔ سبحان اللہ، یالاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم !! کیا کہنا ہے۔ ایسی تمثیل لاجواب ہیں اور عاقل اور یاغل کا جملہ بھی علمی لیاقت کا نمونہ ہے۔ اس لئے کہ لفظ عاقل میں حرف ع ہے۔ اس لئے لفظ یاغل میں حرف غ داخل کیا گیا۔ اس علمی لحاظ سے کہ حرف ع کے بعد حرف غ ہی ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا عاقل کے بعد یاغل ہی ہونا چاہیئے۔ اسکے صحیح ہونے میں کلام نہیں۔ اللہ! اللہ!! اس لیاقت کے طبیب بھی پانچوں سواروں میں شمار ہونے کے لئے تیار ہیں۔

بندۂ خدا! آپ نے علم کی تعریف کو ہی نہیں سمجھا۔ پہلے میری کتاب کے صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۱ کو ہی دیکھ لیا ہوتا۔ تو آج آپ کو یہ ندامت اور جہالت کا منہ دیکھنا نہ پڑتا۔ میں نے تفسیر کبیر اور تفسیر عزیزی فتح العزیز وغیرہ سے دکھلایا ہے۔ کہ علم غیب اسکو کہتے ہیں جو حواس خمسہ سے باہر ہو۔ یعنے نہ وہ سننے میں آوے نہ دیکھنے میں نہ سونگھنے میں نہ چکھنے میں نہ چھونے میں۔ فرمایئے۔ آپ کی تعریف اور تمثیل کس میں آتی ہے۔ اور تمثیل بھی بدخبری اور بدفالی بیان دی۔ اسکی تمثیل یوں ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے موضع کوٹ بھٹہ سے یہاں لودھیانہ میں آویں اور میں آپ کو بتا دوں۔ کہ آپ کے موضع میں ایک ہفتہ کو (شنبہ) کے دن آگ لگے گی۔ اور اس میں آپ کا سب اسباب کتب۔ طب و ادویات وغیرہ جل جائے گا۔ مگر آدمیوں کی جان بچ جائے گی اور یہ آگ آپ کے گھر کے چراغ سے لگی گی۔ اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر (شنبہ) ہی کے روز یہ واقعہ وقوع میں آوے۔ اور بعینہ میرے کہنے کے مطابق ہو تو۔ اسکو علم غیب کہتے ہیں۔ اب سمجھے اگر نہیں سمجھے۔ تو آپ سے خدا سمجھے۔

قولہ۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں ایک طول طویل بحث لکھدی گویا اب بہتان دور کر رہے ہیں۔ (الخ) بلفظہ صفحہ ۸۶ سطر ۶۔

اقول۔ واقعی جب آپ بہتان عظیم کا دوبارہ اعادہ کر رہے ہیں۔ تو مناقب حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ضرور آپ کے دل میں تیر کیطرح کام کرتے ہوئے پار نکل گئے ہونگے۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود اس بہتان کو بہتان عظیم فرما رہے ہیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بہتان عظیم کی نفی فرما رہے ہیں۔ تو پھر آپ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر وہی بہتان لگا رہے ہیں۔ جب کہ آپ کو حضور سرور عالم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور عزت دل میں نہیں ہے۔ تو آپ کو مناقب حضرت صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے کیونکر پسند ہو سکتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

قولہ۔ پھر مناقب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بعد بغیر دلیل پیش کرنے کے یونہی لکھدیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہتان کی کما حقہ واقفیت تھی۔ مگر اسواسطے خاموش رہے کہ خود اللہ کریم ہی بریت بھیجیں گے۔ تو بہتان کا اٹھانا ہو جائیگا۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ معترض نے ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد یہ خواب کہاں سے چھانٹا بلفظہ صفحہ ۸۶ سطر ۹۔

اقول۔ مجیب طبیب صاحب کو جھوٹ بولنا اور لوگوں کو دھوکا سب حلال ہے۔ ناظرین! یاد رکھیں کہ جھوٹے آدمی کا کبھی اعتبار نہیں ہوا کرتا۔ کیونکہ وہ وعید لعنت کا مورد ہے آپ نے بالکل جھوٹ لکھدیا۔ کہ "بغیر دلیل کے یونہی لکھدیا"۔ ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد یہ جواب کہاں سے چھانٹا۔ مگر افسوس میری کتاب کو نہ دیکھا اور نہ دیکھنے کی کوشش کی۔ اسیواسطے میں بار بار لکھتا چلا آرہا ہوں۔ کہ مجیب نے میری کتاب کو بوجہ غیظ وغضب کے پڑھا ہی نہیں۔

دیکھئے! میں نے قرآن شریف۔ تفسیر کبیر۔ صحیح بخاری۔ شرح صحیح بخاری بشارق الانوار صحیح مسلم۔ ارشاد الساری۔ اور دیگر جلیلہ کتب معتبرات کو اپنے دلائل میں پیش کیا کہ حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلیۃً افک سے آگاہی تھی اسیواسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر چڑھ کر قسم کھا کر یوں فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاہ فی اہل بیتی فو اللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا (متفق علیہ) یعنے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص ہے بدلہ لینے والا اس شخص سے جسکی مجھے خبر پہنچی ہے کہ اُسنے ایذا دی ہے میری گھر والی کو قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں اپنی بیوی کو پاک جانتا ہوں فقط۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحات ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳۔ اور مشورہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ آفتاب دن کے وقت سورج کی موجودگی کا انکار کرنا مجیب صاحب کا ہی حوصلہ اور دل گردہ ہے۔ خدا ہدایت دے۔

قولہ ۔ اعتراض نمبر ۱۰ و ۱۱ کا جواب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط روضہ کی زیارت کو سفر کرنا۔ یا آپ کے روضہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا۔ ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صٰدقین (پ ۹ ۔ ع ۱۳) بلفظہ صفحہ ۹۵ ۔ سطر ۱۲ یعنی جن لوگوں سے تم دعا کرتے ہو وہ بھی تمہاری طرح آدمی ہیں ۔ پس پکارو انکو۔ تاکہ جواب دیں تم کو اگر تم سچے ہو۔ بلفظہ صفحہ بالا ۹۵

اقول ۔ مجیب محرف اپنی عادت تحریفی سے لاچار ہے۔ میرے عنوان مندرجہ کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۱۸۴ کی تحریر کے خلاف ان دو سطروں میں اسطرح تحریف کی ہے۔

(ا) میں نے دو جگہ الفاظ روضہ مطہرہ لکھا ہے ۔ مگر یہاں بجائے اسکی صرف لفظ روضہ لکھا۔" لفظ مطہرہ لکھنا ان کے نزدیک شرک ہے ۔

(ب) میں نے ہر دو جگہ لفظ شرک لکھا ہے۔ اسکو بھی حذف کر دیا ہے ۔

(ج) میں نے لفظ تعظیم لکھا تھا۔ اس نے اسکو شرک سمجھ کر ترک کر دیا۔

(د) میں نے درود شریف میں لفظ آلہٖ لکھا تھا۔ اسکو بھی سمجھ کر چھوڑ دیا۔ حالانکہ خود مجیب صاحب نے یوں لکھا ہے"۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جس درود شریف میں میری آل کا نام نہ ہو وہ ناقص ہے"۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۴ ۔ سطر ۲۵

" دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت"۔

اس کے آگے آپ نے ایک آیت شریف لکھی ۔ اسکا حوالہ بھی غلط اور ترجمہ بھی غلط اور میرے مضمون سے بے تعلق۔ صحیح ترجمہ آیت شریف کا یہ ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے فارسی ترجمہ میں لکھتے ہیں ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم بدرستیکہ کسانیکہ عبادت میکنند ایشان را بجز خدا بندگانند۔ شما یعنی تحقیق جن لوگوں کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ خدا کے سوا وہ بھی تمہاری طرح بندے ہیں ۔ ۔

تفسیر حسینی و دیگر تفاسیر میں لکھا ہے۔ یہ حکم مشرکین کی نسبت ہے ۔ مگر آپ نے حسب عادت وہابیہ اس آیت شریف کو بھی مسلمانوں پر چسپان کر دیا۔ جیسے کہ پہلے اسکا ذکر مولوی اسمٰعیل دہلوی کی عادت کی نسبت حدیث شریف کی پیشگوئی کے مطابق ہو چکا ہے

مجیب صاحب نے یہ آیت شریف روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ممانعت اور شرک ہونے پر لکھدی" تاکہ وہابی جاہل سمجھیں کہ زیارت روضہ منورہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت شریف کے مطابق شرک ہے العیاذ باللہ اور یہ کمال کیا یہ ان الذین تدعون الآیۃ کے معنے یہ لکھدیئے کہ جن لوگوں سے تم دعا کرتے ہو حالانکہ معنے اسکے اوپر لکھے گئے ہیں ۔ کہ جن لوگوں کی تم (اے مشرکو) عبادت کرتے ہو۔ تمام مترجمین و مفسرین کے خلاف دعا کا ترجمہ کر دیا۔ اور خود اسی آیت شریف کا ترجمہ اپنی اسی کتاب میں صفحہ ۸۰ سطر ۱۵ پر یوں کرتے ہیں" بیشک تم لوگ جنکو پکارتے ہو"۔ دروغگو را حافظہ نباشد

مجیب صاحب کے نزدیک اس آیت شریف کے مطابق روضہ مطہرہ کی زیارت[1] کرنا اور انکے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنا شرک ہے۔ اور مشرکین کا کام ہے ۔ واہ وہابیو! تفقہ فی الدین اسی کا نام ہے ایسے ہی وہابیہ میں مجتہدین ۔

قولہ زمانہ حال میں اکثر جاہل صوفیا کو دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی قبر کی زیارت انکے اعراس کو بیت اللہ کی زیارت کے برابر بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ رہے ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۹۵ ۔ سطر ۲۶ ۔

اقول مجیب صاحب کیا بہکی ہوئی باتیں کر رہے ہیں ۔ میں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت اور تعظیم کا ذکر کرتا ہوں ۔ اور آپ جاہل صوفیا کا قصہ بیان کرتے ہیں۔ ذرہ ہوش میں آؤ۔ فضول گوئی سے کوئی کام چلتا ہی سوال از آسمان وجواب از ریسمان ۔ ایسی باتوں کا جواب ۔ ع جواب جاہلاں باشد خموشی

قولہ علامہ محی الدین محمد برکوی حنفی رسالہ زیارت میں لکھتے ہیں کہ سلمہ بن وردان تابعی کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رض کو دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر سلام کرتے اور پھر قبر کی دیوار کیطرف پشت ٹیک کر قبلہ رو ہو کر دعا کیا کرتے تھے بلفظہ صفحہ ۹۶ سطر ۲۵

---

[1] ابن مسعود مردود نجدی نے جو حال میں تمام مقابر و مساجد و مزارات و قبیب جنت المعلی مکہ معظمہ اور جنت البقیع کے تمام مزارات حضرت عثمان غنی، رضی اللہ عنہ و اہلبیت و ازواج مطہرات و بنات رضی اللہ تعالیٰ عنہن و حضرت ابراہیم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے سب منہدم کر دیے ہیں۔ صرف روضہ مطہرہ گنبد خضرا باقی ہے اسکی بھی خیر نہیں دیکھو اخبار مباحث در حجاج کی شہادت ۱۲ سنہ ۲۶

رسالہ مذکور صفحہ ۳ ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ سلام کے وقت بھی قبلہ کیطرف ہی منہ کرے اور قبر کی طرف مونہہ نہ کرے۔ بلفظہ صفحہ ۱۹۱۔

اقول۔ شاباش وہابی موحدو! ابتدا ہی سے راندہ درگاہ ہو۔ تمہارا مونہہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف سے پہلے ہی سے پھرا ہوا ہے۔ اور تم نے اپنی پشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف پہلے ہی کر رکھی ہے۔ محمد برکوی ایسا ہی گستاخ ہے جیسے محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ یا محمد لکھوی یا محمد بکن والہ یکا غیر مقلد۔ جھوٹا حنفی ہے۔ اسکے بکنے کو کون مانتا ہے۔ البتہ مجیب جدید غیر مقلد اسکو معتبر اور حنفی لکھتا ہے۔ اسکی تحقیقات انشاء اللہ تعالےٰ لکھی جائے گی۔ کہ یہ محمد برکوی کون ہے۔ اسنے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر بھی یہ افترا قائم کیا ہے۔ کہ سلام کیوقت مزار مبارک کیطرف منہ نہ کرے بلکہ پشت کرے۔ نعوذ باللہ منہا۔ واہ رے مفتری

میں اپنی کتاب میں حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول دربارہ زیارت روضہ مطہرہ دکتاب معتبر غایۃ الدوطار ترجمہ درمختار کے صفحہ ۴۴۲ جلد اول سے اسطرح دکھلا چکا ہوں۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۱۹۸۔ سطر ۱۵۔

بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دیکر زیارت کے واسطے کھڑا ہو۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ قبلہ کی سمت سے آئے۔ اور پشت اپنی قبلہ کیطرف کرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر کیطرف منہ کرے اور کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یہی مذہب ہے آئمہ ثلاثہ کا رحمۃ اللہ علیہم الخ بلفظہ

دیگر کتب معتبرات فقہ میں بھی اسیطرح ثابت ہے۔ انکے سامنے برکوی تر کوی۔ کوٹ بھٹوی وغیرہ تمام نجدی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ جبکہ چاروں مذہبوں (حنفی۔ مالکی۔ شافعی۔ حنبلی) کا یہی یہی عمل ہے۔ مگر غیر مقلد چاروں مذہبوں سے خارج اور اہلسنت والجماعت سے خارج۔ اسلئے کہ خارجی ہیں لہٰذا اسلام سے بھی خارج۔

اب میں صرف آپ کے بڑے بزرگ کی تحریر دکھلا دیتا ہوں۔ تاکہ ان پر بھی آپ کفر و شرک کا فتوے لگائیں اور جو مجھ پر الزام لگا چکے ہیں کہ ایسے بزرگ کو کافر لکھا ہے

آپ اس سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔ وہ آپ کے بزرگ کون ہیں وہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ یہاں دونوں مولویوں حنفیوں برکوی اور گنگوہی کا بھی مقابلہ اور موازنہ ہوجائیگا دیکھئے مجیب صاحب کس کو سچا اور کس کو جھوٹا اور شرک کہتے ہیں وہو ہذا۔

پھر روضہ کے پاس حاضر ہو اور سرہانے کی دیوار کے کونے جو ستون ہے اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو اور پشت قبلہ کی طرف کرے کچھ بائیں طرف کو مائل ہو تاکہ چہرہ شریف کے خوب مواجہ ہووے اور باادب تمام خشوع سے کھڑا ہو زیادہ قریب نہ ہو دیوار کو ہاتھ نہ لگائے کہ محل ادب اور ہیبت ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لحد شریف میں قبلہ کیطرف چہرہ مبارک کئے ہوئے تصور کرے۔ اور کہے السلام علیکم یا رسول اللہ الخ بلفظہ زبدۃ المناسک مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ ۱۴۴۔ سطر ۱۲۔

کہیئے! دونوں مولویوں میں سے آپ کے کون سے بزرگ حق پر ہیں اور کونسے باطل پر ہیں۔ برکوی یا گنگوہی؟" افسوس اور نہایت افسوس"!!

اللہ! اللہ!! وہابیوں کا ایمان اور اعتقاد یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا ہی مشرک ہے۔ اور وہاں حاضر ہونا ہی شرک ہے اگر کوئی وہابی غلطی سے مدینہ منورہ میں روضہ اطہر پر حاضر ہو تو اسکو حکم ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ متبرک کیطرف اپنا منہ نہ کرے بلکہ پشت دیکر کھڑا ہو او نامراد وہابیو!! تمہارا بیڑا قہر جہنم میں غرق ہوچکا۔ واقعی اللہ تعالےٰ کا فرمانا قد کفرتم بعد ایمانکم اور قد کفرتم بعد اسلامکم بلاشبہ تمہاری نسبت صحیح ہے۔ پہلی آیت شریف کا نکتہ اعداد جمل ۱۰۸۲ میری کتاب کے صفحہ ۱۸۴ میں لکھا جاچکا ہے کہ وہ مطابق ہے اعداد جمل فرقہ زندقہ نسب نجدیہ اسمٰعیلیہ وہابیہ دیو بندیہ ۱۰۸۲ کے اور دوسری آیت شریف قد کفرتم بعد اسلامکم کا نکتہ یوں صحیح ہو۔ کہ اسکے اعداد جمل ۱۱۱۲ گیارہ سو بارہ ہیں اور مطابق ہیں اعداد محمد حسین طیب بمبئی آبادی و کل آل وہابی نجد و ہندوستان کے گیارہ سو بارہ ہیں۔ ۱۱۱۲۔

[illegible] حکم ہے جیسے اب اس سال ۱۳۴۴ھ کو ابن سعود مردود نجدی نے حجاج کو حکم دیا ہے کہ جب وہ روضہ اطہر پر جائیں صلوٰۃ نہ پڑھیں اور روضہ مطہرہ کیطرف مونہہ کریں بلکہ پشت دے کر کھڑے ہوں۔ دیکھو پرچہ جات اخبار سیاست ماہ جون ۱۹۲۶ء ۱۲ منہ

مطابقت پوری ہوئی ۔ مبارک ہو۔

پس ثابت ہو گیا کہ جن وہابیوں نے زیارت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے ہیں یہ گستاخی یا سوءادبی کی کہ انکی طرف پیٹھ دیکر کھڑے ہو گئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف منہ کرنا بھی جائز نہ سمجھا۔ تو بس انکے ایمانؔ در اسلام کا ستیاناس ہو گیا۔ جن کے ذریعہ جن کی طفیل جن کی مہربانی سے ہمیں ایمان اور اسلام حاصل ہوا تھا۔ آج انکی طرف پشت کیجاتی ہے۔ العیاذ باللہ

ایسوں سے اللہ تبارک وتعالے نے انہیں لوگوں کی نسبت فرمادیا۔ کہ قد کفرتم بعد ایمانکم واقعی تم لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور قد کفرتم بعد اسلامکم جمل تحقیق تم اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو گئے۔ جن کے نکات نے بھی اعداد سے پتہ اور نشان دیا کہ واقعی وہ لوگ گستاخ وہابی۔ نجدی اور مہندی ہیں خدا ان لوگوں سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین !!

مسلمانو!! ہوشیار ہو جاؤ۔ اور بچو ان وہابیوں مہندیوں اور نجدیوں غیر مقلدوں وغیرہم سے جن کی بابت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم بچاؤ ان سے اپنے آپ کو اور دور کرو ان کو اپنے پاس سے ایسا نہ ہو کہ یہ تمکو گمراہ کر دیں۔ اور فتنہ ڈال دیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد واجب الانقیاد ہے اسکو مت بھولو۔ بلکہ اچھی طرح یاد رکھو۔

ناظرین! آپ خیال فرماویں کہ اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے۔ کہ زیارت قبور سنت ہے اور چہارشنبہ۔ پنجشنبہ۔ جمعہ۔ ہفتہ۔ زیارت قبور کے لئے مقرر ہیں جیسے حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خود جنتہ البقیع میں تشریف فرما ہوا کرتے تھے انکا حکم ہے کہ جب قبرستان میں جاؤ۔ تو پہلے اہل قبور کیطرف منہ کرکے یہ کہو السلام علیکم یا اہل القبور اے صاحبان قبور تمپر سلام آپ ہم سے پہلے یہاں آگئے ہیں۔ ہم بھی تمہارے پاس پہونچنے والے ہیں الخ۔ پھر قبلہ کیطرف پشت اور قبر کیطرف اپنا موہنہ کرکے فاتحہ کہو یہ تو عوام مسلمین کی قبروں کے واسطے اور قبرستان کے واسطے ہے۔ مگر وہابیوں کا ادب اور ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ ہے کہ جب تم کسی وجہ سے روضہ

مطہرہ پر جاؤ۔ تو وہاں نہ درود شریف پڑھو نہ کوئی دعا کرو۔ بلکہ ان کی طرف پیٹھ دیکر کھڑے ہو۔ منہ بھی ان کی طرف نہ کرو۔ نعوذ باللہ من ھذا سوء الاعتقاد

قولہ۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ھذا والمسجد الاقصی یعنے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سفر کی تکلیف نہ اٹھاؤ۔ مگر تین مسجدوں کی طرف ایک مسجد الحرام دوسری یہ میری مسجد (مسجد نبوی) اور تیسری مسجد اقصے بلفظہ صفحہ ۹۸۔ سطر ۱۰۔

اقول۔ اس حدیث شریف سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہر کی زیارت نہ کرو۔ اسمیں صرف مسجدوں کا ذکر ہے اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان تین مسجدوں کے سوا اور کسی مسجد کے لئے قصداً سفر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن مقامات مقدسہ کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔ افسوس! وہابیوں کا تفقہ فے الدین یہ ہے کہ انہوں نے اس حدیث شریف سے تمام اقسام کے سفر کو ممنوع خیال کر لیا۔ ایسوا سطے اگر کوئی وہابی حج کے لئے جاتا ہے تو وہ مدینہ منورہ روضہ اطہر پر حاضر نہیں ہوتا۔ اگر غلطی سے چلا جائے تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کر لیتا ہے۔ اور اگر روضہ مطہرہ پر جاوے تو پھر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف پشت دیکر کھڑا ہوتا ہے انکی طرف منہ کرنا بھی شرک سمجھتا ہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

میں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۶ سے ۲۰۱ تک آداب زیارت روضۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درج کئے ہیں اور انہیں حضرت امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا قول بھی درج کیا ہے مجیب طبیب نے[1] اس طرف دیکھا بھی نہیں جسکو دوبارہ پیچھے اس سے لکھ چکا ہوں مگر آپ نے ایک حدیث لا تشد الرحال الحدیث اپنی کم علمی یا کم فہمی سے ممانعت زیارت روضہ مطہرہ پر لگدی اس بارہ میں ثبوت دیا جا چکا ہے مگر مجیب صاحب کی تسکین کیلئے انکے ہی ایک بزرگ مولوی خرم علی وہابی کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ جنکے ابیات شریعت کا تازیانہ" آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۹ میں تبرکاً لکھے ہیں وہ کتاب تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مترجمہ ہیں جنکا

[1] دیکھو مجیب کا رسالہ اثبات التوحید صفحہ ۹۶۔ اور اسکا جواب ہذا۔ صفحہ ۱۴۹-۱۳ منہ

لا تشد الرحال کے نیچے یوں لکھتے ہیں۔
بعضے کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں فقط مسجدوں کا ذکر ہے۔ یعنے عبادت کے واسطے سب مسجدیں برابر ہیں۔ سوائے ان تین مسجدوں کے اور کسی شہر کی مسجد میں سفر کرکے جانا درست نہیں سوائے مسجدوں کے اور مکانات کو متبرک جانکر جانا اس حدیث میں منع نہیں۔ واللہ اعلم بلفظہ صفحہ ۱۲۲۔ سطر ۲ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور کانپور سنہ ۱۲۹۱ھ۔

اچھا میاں گستاخ وہابیو! زیارت روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمہارے نصیب میں نہیں اور نہ خدا ہمارے نصیب کرے۔ کہو تمام مسلمانو! آمین ثم آمین۔

حضرات ناظرین! میں نے اسباب میں اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۲ سے ۲۰۱ تک آیات قرآن مجید واحادیث شریف اور کتب فقہ سے زیارت روضۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کافی طور پر لکھ چکا تھا۔ مگر اس کا کچھ جواب نہیں دیا گیا صرف دو احادیث شریف کی نسبت ضعیف اور موضوع ہونا اپنے اجتہاد سے لکھدیا ہے اسکے دلائل یوں پیش کرتے ہیں۔

قولہ۔ باقی رہیں وہ احادیث جو آپ سے روایت کیجاتی ہیں۔ یعنی من حج ولم یزرنی فقد جفانی اور دوسری من زارنی بعد موتی کان کمن زارنی فی حیاتی ایسی احادیث کے موضوع یا ضعیف ہونے پر کئی دلائل ہیں پہلی حدیث جسمیں لفظ فقد جفانی ہے یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں ہے۔ دوسرے انہ قال لا تشد الرحال الی ثلثۃ مساجد الخ اسکے ضعف پر دال ہے تیسرے لا تتخذوا قبری عیداً وصلوا اینما کنتم الخ بھی مذکورہ احادیث کا ضعف ثابت کرتی ہے۔ چوتھے ایک روایت کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض موت میں فرمایا۔ لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد پانچویں مسند ابی یعلی موصلی والی روایت جو علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے مذکورہ احادیث کا کما حقہ ضعف بلکہ موضوع ہونا ثابت کر رہی ہے اور اسیطرح حدیث جو حسن بن حسین بن علی بن ابیطالب سے منقول ہے یہ چھٹی دلیل ہے۔ بلفظہ صفحہ ۹۹-۱۰۰۔ سطر ۲۷ وا۔

مذکورہ روایات کے بیان سے یہ معلوم ہوگیا۔ کہ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی غرض کے لئے زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۰ سطر ۱۴

اقول۔ مجیب طبیب ایسے بیباک ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت میں آکر احادیث صحیحہ کو بھی ضعیف اور موضوع بنا دیا۔ اور اسپر دلائل کیسے پوچ دئے کہ ایک طالبعلم بھی اسپر مضحکہ کرے۔

پہلی دلیل یہ بیان کی کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں نہیں۔ اس لئے موضوع ہے مگر کسی کی شہادت نہیں۔ کہ علماء سلف یا خلف سے کس نے حدیث شریف کو موضوع قرار دیا۔ مجیب صاحب نے صفحہ ع یر کیطرح تمام احادیث کا انحصار صرف صحاح ستہ حدیث کی چھ ہی کتابوں میں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کو چھ لاکھ احادیث صحیحہ یاد تھیں۔ مگر صحیح بخاری میں صرف سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) احادیث درج ہیں۔ کہئیے باقی پانچ لاکھ بانوے ہزار سات سو پچیس (۵۹۲۷۲۵) احادیث صحیحہ کہاں ہیں انکا پتہ دیجئے۔ اسی طرح حضرت مسلم علیہ الرحمۃ کے پاس تین لاکھ صحیح احادیث تھیں۔ جنمیں سے صحیح مسلم میں صرف بارہ ہزار احادیث لکھی گئیں۔ باقی دو لاکھ اٹھاسی ہزار احادیث کہاں ہیں جو صحیح تھیں انکا پتہ تبلائیے کہ وہ کہاں ہیں (دیکھو اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا دیباچہ)

علمیت اور واقفیت یہ کہ تمام احادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف صحاح ستہ میں ہی تصور کرکے انحصار کرلیا۔ ذرہ ہوش کیجئے۔ اپنی زبان سے بلا تحقیق و تصدیق محدثین و مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ موضوع کہدینا بزرگان دین محدثین و مجتہدین کی سخت توہین ہے آپ کی پہلی دلیل، دہوتی اور یہ بھی کہئیے کہ آپ کے پاس کوئی آیت یا حدیث اس امر کی بابت ہے کہ جو حدیث صحاح ستہ میں ہے وہی صحیح اور ماننے کے قابل ہے اور باقی کوئی حدیث کی کتاب ہی نہیں اور صحاح ستہ کس حدیث کے مطابق نام رکھا گیا۔ اور سب سے بڑا تعجب یہ ہے کہ حضرات جامع صحاح ستہ سب کے سب مقلدین آئمہ مجتہدین تھے جو آپ اور تمام وہابیہ غیر مقلدین کے نزدیک وہ مشرک ہیں۔ مشرکین کی کتابوں پر

ف۔ صفدع بیربینے کنوئیں کی مینڈک ۱۲ منہ۔

آپ کا ایمان کیونکر ہوا اور ان سے سند لینا جائز کیونکر ہوا۔ ذرہ ہوش کرکے سمجھ سوچ کر جواب دیجئے۔

دوسری دلیل آپ کی حدیث کا تشد الرحال ہے جس کا کوئی تعلق روضہ اطہر کے ساتھ نہیں اور جواب اسکا ہو چکا ہے۔

تیسری دلیل آپ کی لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث ہے۔ جو بالکل غلط ہے زیارت روضہ مطہرہ کیساتھ اسکا کوئی تعلق نہیں۔ عیدین کی طرح کوئی کام وہاں نہیں ہوتا روضہ اطہر پر صرف قرآن شریف کی تلاوت درود شریف کی کثرت کے سوا اور کوئی بات نہیں مگر افسوس وہابیہ کے نصیب میں نہیں کہ زیارت کیا ہے پھر پتہ کیسے لگے۔

چوتھی دلیل یہ حدیث شریف الحدیث لکھی ہے۔ جو بالکل بودی ہے۔ کیونکہ کوئی مسلمان خواہ کسی درجہ کا جاہل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کو سجدہ نہیں کرتا۔ مجیب صاحب کو کس طرح معلوم ہوا۔ کہ زائرین روضہ مطہرہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ یہ چاروں دلائل آپ کے ایسے ردی ہیں کہ جنپر ایک ادنے طالبعلم بھی مضحکہ اڑائیگا۔ غرض یہ کہ آپ کو اپنے دعوے پر دلائل لانے کا ڈھنگ ہی نہیں آتا۔ دعوے کچھ۔ دلیل اسکی کچھ

اب باقی رہگیئں دو دلیلیں۔ جن کے جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیونکہ ان ہر دو دلائل میں کوئی حدیث ہی نہیں لکھی۔ جسکا جواب دیا جائے۔

اور سنئے! جن احادیث کو آپ نے ضعیف یا موضوع اپنے دماغ سے لکھا ہے۔ وہ احادیث صحیحہ دارقطنی حدیث کی کتاب معتبر میں موجود ہیں اور ان احادیث کو امام محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب میں درج فرمایا ہے۔ اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے کتب احادیث کو لاکر ہندوستان میں شائع فرمایا۔ جن احادیث شریفہ کو ایسے محقق صاحب شریعت و طریقت اپنی کتاب میں سند اً پیش کریں۔ اسکو یہ غیر مقلد جدید و عنید ضعیف اور موضوع قرار دیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اخیر پر یہ دروغ گوئی کی اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ نعوذ باللہ منہا۔ زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے۔ اسپر میں سوائے تلاوت آیت

شریف لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے اور کچھ نہیں کہونگا۔ باطل بے دلیل بے سند لکھا میاں! کسی ایک دو صحابہ کا نام لکھا ہوتا کسی کتاب معتبر کا حوالہ دیا ہوتا مگر کچھ نہیں صرف اپنے منہ ناپاک سے کلمات گستاخانہ نکال دیئے حالانکہ میں اپنی کتاب میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال عمل لکھ چکا ہوں۔ کہ وہ روضہ اطہر پر حاضر ہو کر نہایت عجز کیساتھ استمداد کیا کرتے اور اپنی مرادیں پاتے تھے نابینے بینے ہو گئے۔ گنہگاروں کے گناہ بخشے گئے۔ بارش چاہی بارش ہو گئی۔ قحط دور ہو گئے۔ وغیرہ وغیرہ

اور ایسے اس جواب میں بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے مگر امید اصلاح ایمان موہوم اس سے آگے چل کر مجیب صاحب تمام مسلمانوں کو بت پرست اسطرح پر لکھتے ہیں قولہ۔ پس جو آیات بت پرستوں کے حق میں ہیں گور پرستوں کے حق میں وہی ہیں بلفظہ صفحہ ۱۰۱ سطر ۲۴۔

اقول۔ اس گروہ وہابیہ کی بڑی علامت حسب پیشگوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی ہے کہ جو آیات مشرکوں بت پرستوں کے حق میں نازل ہوئی ہیں انکو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں جیسے پہلے لکھا جا چکا ہے اور یہاں پر وہ اپنی علامت وہابیہ کو خود پیش کرتے ہیں اور اپنے اجتہاد سے ایسا لکھتے ہیں کیونکہ وہابیہ میں جو مشکوۃ شریف کا ترجمہ اردو تحت اللفظ دیکھ لے وہ کھرا خاصہ محدث اور جو فقہ محمدیہ یا طریقہ محمدیہ اردو پڑھ لے وہ عمدہ مجتہد ہے مجھے یہاں یہ بھی امید نہیں۔ ممکن ہے کہ مجیب صاحب جو کاتب ہیں انکی کتاب میں آگئی ہوں اور انکی نقل کی ہو۔ بقول شخصے۔

"نقل را چہ عقل"۔

دیکھئے حضرات! اس مجیب بیباک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی زیارت و دیگر اولیائے کرام اور عامۃ المسلمین کی قبور کی زیارت کرنیوالے اور سنت پر عمل کرنیوالے تمام دنیا کے مسلمانوں کو بت پرست قرار دے دیا۔ واہ رے مجتہد۔ تیرا قیاس واقعی آپ وہ ہیں۔ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا تھا آپ کے نزدیک بت کفار اور مزارات سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب کبار اور اولیائے پر انوار سب برابر ہیں گور پرست اور بت پرست برابر ہیں۔ مسلمان لوگ گور پرست کیونکر ہوئے۔ مشرک تو بتوں کی پوجا کرتے ہیں انکو سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ

وہ محض جمادات ہیں۔ زیارت قبور جو سنت اور حکم و فعل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے مسلمان لوگ تعمیل حکم کر کے سنت ادا کرتے ہیں کوئی وہابی یہ کہتا ہے۔ کہ اُن قبور میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ آرام فرما نہیں ہیں اور وہ زائرین کو شناخت نہیں کرتے اور کون مسلمان ہے جو انکو سجدہ کر کے انکی پوجا کرتا ہے؟ کوئی نہیں ہرگز نہیں۔ وہابیوں کو بہتان بندی اور افترا پردازی میں کمال ہے۔

ہاں! بڑے زور سے کہونگا کہ وہابیہ کافر پرست اور ہندو پرست گاندھی پرست خود ہیں۔ یہانتک کہ گاندھی مشرک کو اپنا سردار۔ رہبر۔ مذکر۔ پیغمبر قرار دیدیا۔ جب کہ وہابیہ کے نزدیک روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرانا مسمار کرنا عین توحید اور ثواب ہے اور اسکا موجود رہنا سخت جرم ہے تو کافر پرستی اور گاندھی مدن موہن مالوی پرستی ان کے لئے کیا مضر ہے۔ دیکھو مولوی ثناء اللہ غیر مقلد گستاخ وہابی امرتسری جن پر سب سے پہلے انکے ہم مذہب جماعت غزنویہ امرتسر سے فتویٰ تکفیر مزین ہے اور وہ فتوئے انکے استاد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم اور انکے رفیق اور دوست قلبی مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے دستخطوں سے مزین و معزز ہے! وہ اپنے وعظ مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۵ء میں یوں کہتے ہیں۔

گنبد مرقد انور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود رکھنا خلاف شریعت ہے اسے ضرور گرا دینا چاہیئے۔ اگر سلطان ابن سعود نے اسے نہ گرایا تو وہ مجرم ہونگے۔ اگر اسمیں بھی وجہ تامل ہو تو ہمیں اجازت دے کہ ہم وہاں پہنچکر اسکو گرائیں اور سب سے پہلا شخص میں ہونگا جو اسپر تیشہ چلاؤنگا۔ (اخبار الفقیہ امرتسر ۷ اراکتوبر و ۱۲ر دسمبر ۱۹۲۵ء)

یہاں مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے حسب حال ہے۔

حکایت ایک درزی کو جو لوگوں کے کپڑوں میں سے چوری کر کے کپڑا رکھ لینے کی عادت تھی اچھے اچھے قیمتی کپڑے امراء کے جب سینے کیلئے اسکے پاس آتے تو وہ ان میں

ؔ یہ مولوی صاحب سال (۱۳۴۴ھ) حج کو گئے اور ابن مسعود کے مہمان ہیں مزارات جنۃ البقیع کے گرانے میں مشیر ہیں اپنے وعظ کے مطابق روضہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تیشہ چلانیکے اللہ تعالیٰ نے ایسے گستاخ دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ پہنچنے کی توفیق نہ دیگا ۱۲

سے ضرور کپڑا چرا لیا کرتا۔ ایک رات کو وہ خواب میں دیکھتا ہے کہ قیامت قایم ہوگئی ہے اور سب کے اعمال ہر ایک کے سامنے دکھائی دے رہے ہیں اسنے بھی دیکھا کہ ایک بڑا علم ہے جسپر وہ تمام پارچات جو اسنے چرائے تھے ٹنگ رہے ہیں یہ دیکھ کر نہایت حیران و پریشان اور مخوف ہوا اتنے میں آنکھ کھل گئی اور بیدار ہوگیا اور بہت خائف ہوکر رویا اور آئندہ کیلئے توبہ کر دی کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔ اپنے شاگردوں کو تاکید کر دی کہ اگر میری نیت میں کسی کے کپڑا چرانیکی حرکت پیدا ہو تو مجھے کہدینا۔ استاد علم! جب کبھی حسب عادت ایسا موقع ہوا شاگردوں نے کہدیا استاد علم! درزی کپڑا چرانیسے رک گیا۔ لیکن ایکدن ایک امیر کا نہایت اعلیٰ قیمتی کپڑا سینے کیلئے آیا تو اسنے اسمیں سے کپڑا چرالیا شاگردوں نے کہا استاد علم! تب اس درزی نے بڑے زور سے کہدیا کہ اینہم بر علم بعینہ یہی حالت مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد کی ہے جہاں سینکڑوں کفر انکے علم پر ہیں روضہ اطہر صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے گرانیکا ایک کفر کیا چیز ہے۔ یہ بھی اسی علم پر سہی۔ حکایت ختم

قولہ۔ اعتراض نمبرا کا جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانکر یا محمد یا رسول کہکر پکارنا بلفظہ ۱۰۳۔ سطر ۴۔

اقول مجیب صاحب نے بیہودہ لفاظی کی حق استادی تحریف کا پورا کر دیا جو مرتے دم تک رہیگا۔ دیکھئے

اوّل۔ اعتراض کا نمبر ۱۲ ہے۔ آپ نے ۱۱ لکھدیا۔

دوم۔ میرا عنوان صرف تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ مجیب نے الفاظ حاضر و ناظر جانکر" کو اپنی طرف سے بڑھا دیا۔

سوم۔ الفاظ یا رسول اللہ میں سے لفظ اسم ذات اللہ کو نکالدیا

چہارم۔ الفاظ۔ کہکر پکارنا" کو اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔

پنجم۔ لفظ شرک کو ترک کر دیا۔

غور فرمایئے! مجیب محرف نے ایک سطرہ عبارت میں پانچ تحریفیں کی ہیں ان لوگوں کی زبانی تحریر پر کیا اعتبار ہو سکتا کہتے ہوئے لکھتے ہوئے خدا کا خوف ہی نہیں کرتے سو لکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو حاضر و ناظر جاننا شرک جانتے ہیں اسواسطے اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر نہیں جانتے اور ایسی تحریفیں کام کرتے ہیں قولہ مگر معترض نے جو یہ الفاظ لکھے ہیں بلا حکم و قدرت اللہ تعالیٰ کے خود بخود استقلالاً"۔ پتہ نہیں چلتا کہ ثناء اللہ کی کس عبارت یا لفظ سے یہ مراد لی ہے بلفظہ۔ صفحہ ۱۰۳ سطر ۲۱ اقول میں اس سے پہلے اعتراضات کا اپنی کتاب میں پتہ دیچکا ہوں اسکو دوبارہ درج کر دیا کہ پتہ نہیں

چلتا کہ فتاویٰ کی کس عبارت یا لفظ سے یہ مراد لی ہے" اسکے آگے نہ دیکھا جو میں نے لکھا ہے:
کیونکہ ارواح انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ علیہم الرحمۃ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر
و ناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یکون الرسول علیکم شہیدا اسکی تفسیر
حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے فرمائی ہے جسکو اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۱
میں لکھ چکا ہوں اس تمام عبارت کو ترک اور تحریف کرکے منکر ہو گئے اور جواب نہ ہو سکا
قولہ جناب امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد صاحب سرہندی کی عبارت بتا چکا ہوں
کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر اولیاء اللہ کی انکے محبوں کو انکی
اصلی صورتیں نظر نہیں آتیں بلکہ اللہ کریم مثالی صورتوں سے انکو فایدہ پہونچاتے ہیں ملتقطہ
اقول مجیب صاحب عجیب ہیں خود لکھتے ہیں کہ کتاب اور سنت کے سواء دین میں اور
کسی کا قول حجت نہیں ہے (صفحہ ۱۰۳ سطر ۹) اور خود حضرت امام مجدد الف ثانی
رحمۃ اللہ علیہ کا قول اپنی حجت میں پیش کرتے ہیں اور انکو اپنے اعتقاد میں مشرک بھی
کہتے ہیں کیونکہ تقلید کرنا انکے مذہب اور اعتقاد میں شرک ہے اور حضرت امام علیہ الرحمۃ بڑے پکے مقلد
حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ امام علیہ الرحمۃ کے قول پر ایمان رکھتے ہیں کہ اولیاء اللہ
کی مثالی صورتیں لوگوں کو فایدہ پہونچا رہی ہیں۔ اس قول سے مجیب خود اپنے عقاید کے مطابق
مشرک ہو گیا مجیب اپنے دعوے پر ایسی دلیل لایا جو اسکے خلاف ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ کی مثالی
صورتیں انکے محبوں کو فایدہ پہونچاتی ہیں لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو ہی اصلی صورت فایدہ
پہونچاتی ہے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت اصلی
بزرگان امت کو دکھائی دیتی ہے مجیب کو لازم تھا کہ کوئی دلیل کتاب اور سنت سے پیش کرتے مگر
کچھ نہیں میں قرآن شریف اور احادیث شریف سے ثابت کر چکا ہوں کہ اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی
طرف سے قدرت و طاقت عنایت ہو چکی ہے کہ وہ فایدہ پہونچائیں جیسے حدیث شریف
الحدیث دیکھو میری کتاب کا صفحہ ۲۰۹ جسکا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ بلکہ دس
احادیث شریف یا محمد یا رسول اللہ کے کہنے کے جواز میں اور بارہ دیگر کتب معتبرہ
کی عبارات لکھ چکا ہوں۔ مگر افسوس ان میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا اور
میسروں معینوں مولویوں نے بھی کوئی رد نہیں کی۔ کیسی رد لینا ہی انکے مذہب میں
حرام اور شرک ہے لیکن باوجود ان سب باتوں کے خود اقبال کرکے یوں لکھتے ہیں جاوے وہ جو شعر پڑھ کر

(الف) ہاں! آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے
کھڑے ہوکر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ضرور پکارا جاتا ہے اور دعا مغفرت مانگی
جاتی ہے جو حضور کے لئے خاص ہے۔ ملتقطہ صفحہ ۱۱۱ - سطر ۲۴ -
(ب) ہاں! الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ کہنا روضہ مطہرہ کے سامنے جائز ہے ملتقطہ
صفحہ ۱۱۲ - سطر ۶ -
دیکھئے حضرات! مجیب صاحب کی اضطرابی حالت کو یا تو یہ لکھتے ہیں کہ روضہ مطہرہ
کی طرف مونہہ کرکے کھڑا نہ ہونا چاہیئے بلکہ پیٹھ دیکر کھڑا ہونا چاہیئے یا یہ لکھتے ہیں۔ کہ
ہاں! آنحضرت صلے اللہ [illegible] وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کے سامنے کھڑا ہو کر۔
والسلام علیک یا رسول اللہ پکارنا اور دعائے مغفرت مانگنا جائز ہے یا یہ کہنا
کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین زیارت روضہ مطہرہ کو سخت مکروہ جانتے تھے کیسی
بہکی ہوئی باتیں ہیں۔ خدا نے عقل سلیم کو سلب کر لیا۔ یہ بے ادبی کا نتیجہ ہے۔
قولہ جو شخص ایسے عامل سنت کو وہابی کہتا ہے۔ وہ مفسد اور بدعتی ہے یہ وہابی کا
لفظ خدا جانے ان بدعتی لوگوں نے کہاں سے گھڑ رکھا ہے۔
ملتقطہ صفحہ ۱۰۶ - سطر ۶ -
اقول - ہاں! بیشک وہابی جتنا گستاخ بے ادب ہو اتنا ہی وہ عامل یا محدث اور
سنت ہوتا ہے اسکے نزدیک سب مسلمان بدعتی ہیں حتے کہ حضرت امیر المومنین عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ثانی بھی بدعتی ہیں بدعتی کے معنے ابتک تم کو معلوم
نہیں ہوئے اور وہابی کے لفظ پر آپ بہت غیظ و غضب میں آکر چڑتے ہیں۔ اگر
آپ میری کتاب کے باب بست و دوم کو پڑھ لیتے تو آپ کو پوچھنے کی ضرورت
نہ رہتی لفظ وہابی تو وہابیوں کا اپنا مقبولہ اور پسندیدہ مفتیٰ بہ ہے۔ جس کو میں بھی
اسی کتاب کے صفحہ ۶۸ میں مکرر لکھ چکا ہوں۔
قولہ اسکا فیصلہ عنقریب ہونے والا ہے اور مصنف خود ذات سبحانہ ہوگی اور گواہ
ہمارے سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہونگے ملتقطہ صفحہ ۱۰۶ سطر
اقول خوب! یہاں پر مجیب صاحب اپنے علم غیب سے یہ جتلاتے ہیں۔ کہ صرف ہم وہابی
لوگ ہی مسلمان اور حق پر ہیں۔ اور باقی تمام دنیا کے مسلمان مشرک اور کافر

ہیں۔ عنقریب قیامت کو اسکا فیصلہ ہمارے حق میں ہوگا۔ اور تمام دنیا کے مسلمان
مقلدین آئمہ اربعہ تیرہ سو ۱۳۰۰ سال سے لیکر اس وقت تک سب کے سب دوزخ میں بھیجے
جاوینگے اور ہم مٹھی بھر وہابی اتنی بڑی جنت میں تقویۃ الایمان کے اوراق بکھیر
پھریں گے۔ مگر یاد رکھو معاملہ اور فیصلہ برعکس ہوگا۔
ہم کہتے ہیں۔ کہ بلا شبہ یہ فیصلہ ہمارے مسلمانوں کے حق میں ہوگا۔ اور مدعی کی حیثیت
میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونگے۔ اور گواہ ان کے صحابہ کرام رضوان
اللہ علیہم اجمعین سے لے کر تمام امت مرحومہ ہوگی اور عادل حاکم اور منصف
ذات باری تعالیٰ ہوگی۔ اور وہابیوں پر فرد قرارداد جرم حسب ذیل لگائے جاینگے
(۱) اسے وہابیو تم نے مجھ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا۔ اور وعدہ خلاف
قرار دیا۔
(۲) اسے وہابیو تم نے مجھے مجسم قرار دیکر عرش پر بٹھایا اور میرا بوجھ اسقدر بنایا کہ
جس سے عرش عظیم چرچر کرتا ہے۔
(۳) اسے وہابیو تمنے میرے پر بے علمی کا الزام لگایا کہ میں بھی علم غیب نہیں جانتا۔ جب
ضرورت ہوتی ہے۔ تو معلوم کرتا ہوں۔
(۴) اسے وہابیو تم نے میرے پر یہ الزام لگایا۔ کہ میں عرش سے نیچے نہیں اترتا۔
(۵) اسے وہابیو تمنے قرآن شریف کا انکار کرکے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں تمام مقربین
انبیاء اور مرسلین اور خصوصاً اپنے حبیب خاتم النبیین کو چمار سے بھی ذلیل سمجھتا ہوں۔
(۶) اسے وہابیو تمنے قرآن شریف کا انکار کرکے مجھ پر یہ الزام لگایا کہ میں تمام انبیاء
و مرسلین کو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر سمجھتا ہوں۔
(۷) اسے وہابیو تم نے یہ بھی الزام لگایا۔ کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جبرائیل
(علیہ السلام) جیسے کروڑوں پیدا کروں گا۔
(۸) اسے وہابیو تمنے میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہ الزام لگایا۔ کہ
انہوں نے کہا ہے کہ میری تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنا۔
(۹) اسے وہابیو تمنے ان کی شفاعت کا انکار کیا۔
(۱۰) اسے وہابیو تمنے توہیناً میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مردہ سمجھ کر ان کو

مٹی میں مل گیا۔ کہا۔
(۱۱) اسے وہابیو تمنے علم غیب میرے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا جو میں نے انکو
عطا فرمایا تھا۔ انکار کیا اور ماننے والے کو مشرک کہا۔
(۱۲) اسے وہابیو تمنے روضہ مطہرہ میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی
زیارت کو شرک قرار دیا۔ اور اسکو صنم اکبر سمجھ کر گرا دینا ثواب مانا۔
(۱۳) اسے وہابیو تمنے میرے برگزیدہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو شرک
قرار دیا۔
(۱۴) اسے وہابیو تم توہیناً زیارت روضہ مطہرہ کے وقت پیٹھ دے کر کھڑے ہوئے۔
(۱۵) اسے وہابیو تمنے یا محمد یا رسول اللہ کہنے والے کو مشرک بنا دیا۔
(۱۶) اسے وہابیو تمنے میرے رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علم غیب کی زید وعمرو بچے پاگلوں ڈنگروں حیوانوں چوپاؤں کے ساتھ تشبیہ قبیح دیکر ان کی توہین سخت کی۔
(۱۷) اسے وہابیو تم نے یہ کہا کہ میرا حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جملہ بنی آدم کے برابر ہے۔
(۱۸) اسے وہابیو تمنے توہیناً میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علم سے شیطان
کے علم کو زیادہ کہا۔
(۱۹) اسے وہابیو تم نے میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بیل اور گدھے
سے بدتر کہا (العیاذ باللہ)
(۲۰) اسے وہابیو تمنے روضہ مطہرہ میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو صنم اکبر
کہا اور اسکی زیارت کرنا شرک ٹھیرایا۔
(۲۱) اسے وہابیو تمنے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین و تبع التابعین و آئمہ مجتہدین
و محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اور سلیمین خواص و عوام کا راستہ چھوڑ کر محمد ابن عبد الوہاب
نجدی۔ ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ اسمٰعیل دہلوی۔ نذیر حسین دہلوی۔ محمد حسین بٹالوی۔ محمد
لکھوی۔ ثناء اللہ امرتسری کے پیچھے لگ کر میری اور میرے حبیب محمد (صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم) کی سخت توہین کی۔
(۲۲) اسے وہابیو تم نے مکہ معظمہ پر تغلب کرکے مسجد جن۔ مسجد مرود۔ مسجد ابو قبیس۔
مسجد حضرت بلال۔ مسجد آمنا اعظیناک الکوثر کو بری توہین کے ساتھ گرایا۔

(۲۳) اے وہابیو تم نے قبہ مولد النبی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قبہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا کو بہت بری طرح توہیناً مسمار کر دیا۔

(۲۴) اے وہابیو تم نے مزار مبارک میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زوجہ محترمہ خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا) کو سخت توہین کیساتھ گرا دیا اور اسپر ہنود بٹھا دیں اور اسکو کھود کر اسمیں پیشاب کیا اور پھر کہا کہ اپنی پوجا کرواتی رہی ہے۔ اب اٹھ کر ہمارا مقابلہ کر

(۲۵) اے وہابیو تم نے مزار مبارک آمنہ میرے محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی والدہ کو تمام قبیت بزرگان دین کو توہیناً گرا دیا۔

(۲۶) اے وہابیو تم نے طائف میں بے گناہ سادات ہاشمی وشیعی کے بوڑھوں اور بچوں اور سید زادیوں کو قتل کیا۔ اور ان سے زنا بالجبر کر کے ذبح کیا۔

(۲۷) اے وہابیو تم نے مدینہ منورہ کے جنت البقیع کے تمام مزارات اہلبیت وحضرت خلیفہ ثالث ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو گرا دیا اور روضہ مطہرہ پر بھی گولہ باری کی

(۲۸) اے وہابیو تم نے مسجد اور مزار (حضرت) امیر حمزہ سید الشہداء کو مدینہ منورہ میں توہیناً گرا دیا۔

(۲۹) اے وہابیو تم نے اہالیان مدینہ منورہ کو محصور کر کے انکا آب ودانہ باہر نکلنا چلنا پھرنا بند کر کے ان کو فاقوں سے لاچار کیا اور سخت ایذا دی۔

(۳۰) اے وہابی مولویو اور وہابیو تم نے مساجد ومقابر وآثر وقباب کے گرانیکے جواز وثواب پر فتاوے لکھے اور تمہارے وہابی اخبار زمیندار نے انکو شائع کیا۔

(۳۱) اے وہابیو تم نے مزارات ومقابر وقباب حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو لات وعزے قرار دے کر سعود مردود کی حمایت کی۔

(۳۲) اے وہابی مولویو تم نے عوام کو دہوکا دینے کی غرض سے حضرت (علی) کرم اللہ وجہہ کیطرف ایک حدیث لگائی کہ (حضرت) میرے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کہا ہے کہ جو قبور بلند ہیں تصاویر وتماثیل ہیں انکو گرا کر زمین کے برابر کر دو وہ حکم یہود ونصاریٰ اور مشرکین کی قبور کی بت تھا۔ جیسے حبشی اور نصاریٰ مردوں کی لگی ہوتی تھیں تم نے اس حکم کو دہوکا دیکر مسلمانوں کے مزارات پر لگا دیا۔ اور سب مقابر وآثار ومزارات جنت معلےٰ اور جنت البقیع کو مسمار کر دیا۔

(۳۳) اے نجد اور ہندوستان کے وہابیو! تم سب اس بات پر خوش ہو گئے کہ یہ تمام کام جور وستم وانہدام مساجد ومقابر وآثر جو ابن سعود مردود نے کئے ہیں۔ وہ عین شریعت کے مطابق ہیں۔

(۳۴) اے وہابیو تم نے خلافتی لیڈروں کے زیر سایہ ہو کر ابن سعود مردود کی کارروائی ظلم وستم پر اسکو مبارکباد کی تاریں دیں۔ چراغاں کر کے بڑی خوشی منائی۔

(۳۵) اے وہابیو تم نے جگہ بجگہ سنی حنفیوں پر حملے کئے۔

(۳۶) اے وہابیو تم نے امرتسر میں حکیم سراج الدین احمد اڈیٹر اخبار الفقیہ پر حملہ کیا ہم نے اسکو بچایا۔

(۳۷) اے وہابیو تم نے بمبئی میں ہمارے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل (قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سید پیر جماعت علیشاہ علی پوری) پر حملہ کیا۔

(۳۸) اے وہابیو تم نے ہمارے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آل مولنا مولوی سید احمد فرزند سید محمد دیدار علیشاہ مرحوم امام وخطیب جامع مسجد وزیر خاں مرحوم لاہور پر چھریوں سے حملہ کر کے زخمی کیا اور ہم نے اسکی جان بچائی۔

(۳۹) اے وہابیو تم نے اپنے بھائی زمیندار کی ترغیب سے ایسا حملہ کیا اور وہ فوراً بہانہ سازی کر کے ابن سعود مردود کے پاس مکہ معظمہ کو چلا گیا۔

پس اے وہابیو! یہ انتالیس فرد جرم تم پر لگائے جاتے ہیں اور ہم خود جانتے ہیں" لیکن تمہارے برخلاف ہمارے حبیب محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بموجب حکم ازلی یکون الرسول علیکم شہیدا شہادت دیتے ہیں۔ اسیوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب الٰہی میں شہادت کے لئے قیام فرما کر اس طرح عرض کریں گے۔

اے کریم والے رحیم تو خالق کل ہے تو ستار العیوب اور غفار الذنوب اور علام الغیوب ہے۔ تیرے سامنے کچھ پوشیدہ نہیں۔ علیم بذات الصدور ہے تو آج اس شان پر ہے کہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار ہ الیوم تجزیٰ کل نفس بما کسبت لاظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب (سورہ مومن) باوجود خود علیم ہونے کے میری گواہی طلب فرماتی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ بلا شک وشبہ ان لوگوں نے حضور واحد خالق ومالک کی سخت توہین کی اور میری بھی بغاوت وجہ اہانت کر کے سخت ایذا دی ہے۔ حالانکہ

لہ آج کسکی بادشاہی ہے اسی اللہ کی جو واحد قہار ہے ہر شخص بدلہ دیا جائیگا جو کچھ اسنے کیا آج ظلم کا دن نہیں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے ۱۲ منہ۔

یہ لوگ بیتری کلام پاک کی تلاوت کرتے تھے والذین یؤذون رسول اللہ لھم عذاب الیم[1] سورۃ توبہ، ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدّ لھم عذاباً مھینا[2] سورۃ الاحزاب، اور یہ بھی پڑھتے تھے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون[3] سورۃ المنافقون، اور یہ بھی روزمرہ پڑھتے تھے تعزروہ وتوقروہ[4] اور ورفعنا لک ذکرک[5] اور تمام قرآن شریف کو پڑھتے مگر تیری قدرت ہے کہ انکے حلق کے نیچے ایمان کے پیچھے ایمان گیا تھا نہیں اترتا تھا یہی نے تیرے حکم سے بطور پیشگوئی اس قوم کا حال جو قرب قیامت کو پیدا ہونے والی تھی بیان کردیا تھا یہ وہی قوم ہے جو اسلام سے تیر کی طرح نکل گئی اور پھر واپس نہ ہوگی۔

بہرے علماء امت نے بھی جو نبی اسرائیل کے نبیوں کی شان رکھتے تھے انکو بہت سمجھایا کہ تقریراً و تحریراً واضح طور پر راہ راست بتلایا۔ مگر انکی سمجھ میں نہ آیا۔ ہزاروں کتابیں بھی ان کے سمجھانے کی خاطر لکھی گئیں۔ چنانچہ ایک کتاب حال ہی میں لکھی گئی۔ جو علماء پنجاب وہندوستان کی تصدیق ہو کر شائع ہوئی جس کا نام "انوار آفتاب صداقت" ہے۔ اس کے جواب میں ایک طبیب نے یہ چند اور اق خرافات لکھے ہیں۔ اور اسی نے اس فیصلہ الہٰی کی خواہش کی ہے۔ مگر راہ راست قبول نہیں کیا۔ یقین ہے کہ جیسے دنیا میں یہ میرے حکم کو مانتے نہ تھے ایسے ہی یہاں میری شہادت پر معترض ہونگے بلکہ منکر ہونگے۔ اب قادر مطلق اپنے حکم کے مطابق الیوم نختم علیٰ افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون (سورۃ یٰسین) اور شھد علیھم[6] سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون (سورۃ سجدہ) ان کے مونہوں کو بند کرکے ان کے اپنے جوارح کی شہادت لی جائے تاکہ پھر انکو عذر باقی نہ رہے۔ تب اللہ تبارک وتعالیٰ وہابیوں کے مونہوں کو بند کرکے انکے ہاتھوں اور پاؤں اور کانوں اور آنکھوں اور جسموں سے دریافت فرمائیگا اور وہ تمام حالات ذرہ ذرہ بیان کردیں گے اور مقدمہ پورے طور پر ثابت ہو کر حکم الہٰی

[1] جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں انکے لئے عذاب درد دینے والا ہے ۱۲ منہ [2] بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں لعنت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں اور انکے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کیا گیا ۱۲ منہ [3] اللہ تعالیٰ ہی کیلئے عزت ہے اور اسکے رسول کے لئے لیکن منافق نہیں جانتے ۱۲ منہ [4] آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور عزت کرو ۱۲ منہ [5] ہم نے آپ کا ہر جگہ ذکر بلند کیا ۱۲ منہ [6] آج ہم ان کے مونہوں پر مہر کردینگے اور بولیں گے انکے ہاتھ ہم کو اور گواہی دینگے انکے پاؤں جو کچھ کہ وہ کرتے تھے۔ [7] گواہی دینگے انکے برخلاف انکے کان انکی آنکھیں ان کی تمام جسم جو عمل کرتے تھے ۱۲ منہ۔

نافذ ہوگا کہ ان تمام وہابیوں نجدیوں اسمٰعیلیوں کو پابزنجیر کرکے داخل جہنم کیا جاوے۔ سو فوراً داخل جہیم ہو جائیں گے۔ قصہ ختم

قولہ۔ اعتراض نمبر ۱۲ کا جواب۔ بلفظہ صفحہ ۱۰۶ سطر ۱۶

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل اور پیدا کرنا داخل قدرت الٰہی ہے۔

اقول۔ عنوان نمبر ۱۳ کو غلطی سے نمبر ۱۲ لکھا ہے۔ اور وہ اصل صحیح عنوان میری کتاب میں یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۳ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۳ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے، ملخصاً تقویۃ الایمان صفحہ ۱۳ مجیب صاحب نے اپنے امام الطائفہ کی تصدیق کرکے قبال کو واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرح اور بھی پیدا ہوسکتے ہیں۔ مگر افسوس میری تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا گیا میں نے چار آیات قرآنی اور پانچ احادیث صحیحہ اور پانچ کتب تفاسیر، علم و کلام و فقہ سے عدم نظیر سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا دکھلایا ہے مگر افسوس ایک کا جواب بھی نہیں دیا گیا صرف دو تین آیتیں ایسی لکھدی ہیں جنکا کوئی تعلق اس بحث سے نہیں ملا۔ گالیاں دیکر اپنا دل ٹھنڈا کرلیا ہے ایں ہم غنیمت است۔

قولہ

اعتراض نمبر ۱۳ کا جواب

(۱۳) قبروں پر غلاف چڑھانا، بلفظہ صفحہ ۱۰۹ تا ۱۲۰۔

اقول میری کتاب میں یہ عنوان جداگانہ بالکل نہیں ہے۔ مجیب نے مندرجہ ذیل فقرات اپنی طرف سے نمبر بڑھانے کی غرض سے لکھدیئے ہیں۔ مثلاً

(۱۴) قبر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنا اور امداد طلب کرنا۔

(۱۵) قبروں پر روشنی کرنا۔

(۱۶) قبروں پر فرش بچھانا

(۱۷)-۱۸- قبروں پر وضو اور غسل کے لئے پانی کا سامان کرنا۔

(۱۹) قبروں کے کنوؤں کے پانی کو متبرک سمجھ کر پینا اور غائبوں کے لئے لیجانا

(۲۰) قبروں سے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اسکے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا۔

(۲۱) قبر کو بوسہ دینا۔

(۲۲) قبر پر مورچھل کرنا۔

(۲۳) قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا۔

(۲۴) قبر پر مجاور بنکر بیٹھنا (از ابتداء صفحہ ۱۰۹ تا بیت ۱۲۰)

چونکہ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ خداوند تعالے نے ان تمام مندرجہ بالا امور کو خاص اپنی تعظیم کیلئے مقرر کیا ہے اسواسطے اگر کسی اور کے واسطے کئے جاوینگے تو شرک ہوگا۔ اس پر میں نے اس کا نقشہ اپنی کتاب میں لکھا۔ اور اسکا ساتھ ہی جواب دیکر پوچھا کہ امور مندرجہ بالا خاص خداوند تعالیٰ کی تعظیم کے لئے کیونکر ہوئے اسکے لئے کوئی دلیل ہے کیا خدا کی (معوذ باللہ) کوئی قبر ہے جہاں پکارنا چاہیئے یا روشنی کرنی اور فرش بچھانا اور وضو اور غسل کے پانی کا سامان کرنا یا اسکی قبر کے کنوؤں کا پانی پینا وہاں سے الٹے پاؤں پھرنا یا اسکا بوسہ لینا یا مورچھل کرنا اور شامیانہ کھڑا کرنا یا مجاور بنکر بیٹھنا چاہیئے مولوی اسمٰعیل نے کوئی آیت یا حدیث ایسی پیش نہیں کی۔ جس سے یہ امور خاص خدائی تعظیم کے لئے مقرر ہوئے ہوں۔ اور نہ ہی انکی ممانعت پر کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی اب مجیب طبیب نے کوئی آیات یا حدیث اپنے دعوے پر بیان کی۔ نری زبانی باتوں سے کیا ہوتا ہے جو کچھ لکھا بھی وہ بھی بے جوڑ۔ بے تعلق لازم یہ تھا۔ کہ پہلے کوئی آیت شریف پیش کرتے کہ اس آیت شریف کے مطابق یہ کام خدائی تعظیم میں داخل ہیں۔ یا فلاں آیت شریف میں ایسے کاموں کی ممانعت آئی ہے۔ اگر آیت شریف نہیں ملی تھی (ملنا ممکن نہیں تھا) تو کوئی حدیث شریف ہی پیش کیجاتی کہ یہ سب کام خدائی تعظیم کے لئے مقرر ہیں مگر کچھ بھی نہیں اور لائیں تو کہاں سے۔ دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ تمام غیر مقلدین اپنے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے مداح اور کتاب تقویۃ الایمان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں اور بڑی تحدی سے کہتے ہیں کہ کتاب تقویۃ الایمان کا اپنے گھر میں رکھنا ہی عین اسلام ہے اور یہ کتاب عین آیات واحادیث کا ترجمہ ہے میں پوچھتا ہوں کہ ان چودہ امور مندرجہ بالا کو جو مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۰۔۱۱ میں درج کیا ہے کون کونسی آیت اور حدیث کا ترجمہ ہے جسمیں ان امور کو شرک کہا ہے اگرچہ ان امور میں اسیقدر کہدینا کافی ہے۔ کہ جب یہ امور کسی آیت یا حدیث سے ممنوع اور شرک

نہیں۔ تو اس کے جواب کی ضرورت نہیں لیکن مجیب صاحب کی تسکین کیلئے مختصراً لکھا جاتا ہے۔ جس سے ہمارے بھائی مقلدین احناف بھی مطمئن ہوجائیں یہ نہ سمجھا جائے کہ ان امور مندرجہ بالا میں کوئی شرعی قصور ہے۔ لیجئے سنئے۔

۱۳۔ قبروں پر غلاف ڈالنا (صفحہ ۱۰۹۔ سطر ۲)

جواب۔ مجیب نے قبروں پر غلاف ڈالنے کی ممانعت یا شرک ہونے یا خاص خدائی تعظیم ہونے پر کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ صرف ایک آیت شریف۔ بہ لغیر اللہ الایۃ بے تعلق کو لکھدیا۔ جو حلال بہائم کے ذبح کرنے کے بارہ میں ہے۔ کہاں قبروں پر غلاف ڈالنا۔ کہاں گائے بکری کا ذبح کرنا یہ بعینہٖ وہ بات ہے کہ تیر لگا پیشانی پر اور خون نکلا گھٹنے سے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ جب روضہ مطہرہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غلاف زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ڈالنا شروع ہوکر آجتک چلا آیا ہے اور اسی پر عملدرآمد ہے تو اسکی کوئی دلیل آپ کو یا آپ کے بزرگ اعلےٰ مولوی اسمٰعیل کو نہ ملی۔ لیجئے سنئے۔

احادیث شریف قبروں پر غلاف ڈالنے کے جواز میں۔

۱۔ حدیث شریف ابی داؤد۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قال دخلت علی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقلت یا اماہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصاحبیہ فکشفت کہا حاضر ہوا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں اور عرض کی کہ اے اماں قبر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے دونوں یاروں کو کھول دیجئے۔ پس انہوں نے میرے لئے قبریں کھول دیں۔ (جو قبریں کپڑے سے ڈھکی ہوئی تھیں۔

۲۔ حدیث شریف۔ کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ فصل علامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ ۱۹۹ یروی ان امراۃ قالت لعائشۃ رضی اللہ عنہا اکشفی لی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فکشفتہ لہا فبکت حتی ماتت

ترجمہ۔ روایت کیا گیا ہے کہ ایک عورت نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ کھول دیجئے۔ میرے لئے قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس کھولدی۔ انہوں نے قبر مبارک تو وہ عورت وہاں (زیارت کرکے) تنا رونی کہ اسی جگہ

اس کا دم نکل گیا۔

۳۔ نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض۔ مندرجہ بالا حدیث کی شرح میں لکھا ہے۔ خابت لہا لانہ کان فی بیتہا وکان مستوراً من الناس تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم تکشفتہ لہا یرفع الستار عنہ یعنے اس عورت نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس لئے کہا تھا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک آپ کے گھر میں تھی اور لوگوں سے چھپائی ہوئی تھی۔ (بسبب آپ کی تعظیم وتکریم) تکشفقہ لہا۔ پس کھول دیا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبر شریف کو اس عورت کیلئے یرفع الستار عنہ قبر شریف پر سے غلاف اٹھاکر۔

۴۔ کتاب المدد الفیاض نور الشفا قاضی عیاض جلد ثانی صفحہ ۲۱

قولہ امرأۃ (ے طلبت من سیدۃ عائشۃ ان تکشفت لہا عن استار القران شریف تکشفہ لہا یعنے اس عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ قبر شریف پر سے غلاف اٹھاکر کھول دیں۔ سو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے غلاف قبر شریف پر سے اٹھا لیا (اور قبر شریف کو ظاہر کر دیا)

لیجئے! احادیث شریف سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہرہ پر غلاف پڑا رہتا تھا۔ اور لوگ زیارت کرتے تھے۔

غیر مقلدو! رضی اہلحدیثو!! احادیث پر عمل کرو۔ منکر نہ بنو۔

۵۔ رد المحتار شرح درمختار معروف بہ شامی (باب الحظر والاباحۃ صفحہ ۳۵۰)

(ترجمہ عبارت عربی) بعض فقہا نے غلافوں۔ عماموں۔ چادروں کپڑوں کو صلحا۔ اولیاء کی قبور پر رکھنا مکروہ کہا ہے لیکن اب ہم کہتے ہیں کہ جب عوام کی نظروں میں ان سے عظمت جانا مقصود ہوتا۔ کہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں اور غافلین زائرین کے لئے حصول ادب وخشوع منظور ہو تو جائز ہے کیونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے ایسا ہی لکھا ہے کتاب کشف النور عن اصحاب القبور میں استاذ عبد الغنی نابلسی نے رحمۃ اللہ علیہ۔

قولہ۔۱۴۔ قبر کی چوکھٹ پر کھڑے ہوکر پکارنا اور امداد طلب کرنا۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۱۰۔ سطر ۱۹۔

(۱) مجیب صاحب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ جسمیں یہ لکھا ہو۔ کہ قبر

کی چوکھٹ پر کھڑے ہو پکارنا اور امداد طلب کرنا شرک یا حرام ہے۔ کیونکہ یہ تعظیم خاص خداوند کریم کے لئے ہے۔

ایک آیت شریف غیر متعلق یہ لکھدی ہے کہ والذین یدعون الایۃ اور معنی اسکے وہی پکارنے کے لئے ہیں۔ حالانکہ یدعون کے معنے عبادت کرنے کے ہیں۔ جو کفار مشرکین بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ یا کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام اور شہداء واولیاء کرام اس میں مراد نہیں کیونکہ اس میں دو لفظ　　درج ہیں۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ بت مردے اور بیجان جمادات سے ہیں۔ جو حضرات انبیاء علیہم السلام اور شہداء واولیاء کرام کی نسبت استعمال نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالے اسکے خلاف انکو زندہ فرمارہا ہے۔ دیکھو۔

(۱) ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۲ع ۳
جو خدا کے راہ میں مارے جائیں۔ انہیں مردہ مت کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔

(۲) ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً احیاءٌ عند ربہم یرزقون۔ (دیکھ) مردہ ہونیکا اپنے دل میں گمان بھی نہ کرو۔ انکی نسبت جو خدا کے راہ میں مارے گئے ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اور اپنے رب سے روزی دیئے جاتے ہیں۔

یہ ہر دو آیات شریفہ مجیب صاحب کے عنکبوتی دلیل کے تار وپود کا وجود نابود کر رہی ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ مجیب کو اپنے دعوے پر دلیل لانیکا ڈھب نہیں آتا اپنے دعوے کو کسی دلیل قطعی سے یہ ثابت کرنا چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قبر کی چوکھٹ (نعوذ باللہ منہا) جہاں کہیں ہے وہاں کھڑے ہوکر پکارنا اور امداد طلب کرنا چاہیئے دوسرا یہ ثابت کرنا تھا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی مزارات کی چوکھٹ پر کھڑے ہوکر پکارنا دیا ولی اللہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ فلاں کام میرا ہو جائے امداد طلب کرنا حرام یا شرک ہے۔ مگر افسوس! جواب کچھ بھی نہیں۔ جو لکھا ہے جوڑ اور بے مطلب لکھا۔

۶۔ بیہقی وابن ابی شیبہ میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قحط پڑا تو بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کی

چوکھٹ پر حاضر ہو کر یوں پکار کر عرض کی یا رسول اللہ استسقی لامتک فانھم ھلکوا یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے باران طلب فرمایئے بیشک وہ قریب ہلاکت کے پہنچ گئے ہیں دیکھئے! یہ حدیث شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اطہر کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر پکارنے اور امداد طلب کرنے پر تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کو ثابت کر رہی ہے لیکن وہابیوں کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نعوذ باللہ منہا مشرک تھے۔

قولہ۔ اس مسئلہ پر معترض نے یوں تحریر فرمایا ہے "کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیئے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۱۔ سطر ۲۲۔

اقول۔ اچھا فرمایئے۔ خدا کی قبر چوکھٹ (العیاذ باللہ) کہاں ہے۔ مولوی اسمٰعیل نے اسکو خدا کے لئے خاص کیسے فرمایا۔ اس کا ثبوت کسی آیت یا حدیث سے پیش کیجئے ورنہ اس لکھنے کو لغو تصور کیجئے۔

قولہ۔ معترض کو آج تک خدا کی چوکھٹ کا پتہ نہیں لگا۔ خدا کی چوکھٹ وہ ہے جس کے اندر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم زاری کر کے امتی پکارا کرتے تھے اور حج کیلئے مدینہ سے تشریف لایا کرتے تھے الخ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر اول

اقول۔ پہلے یہ تو بتایئے کہ کس آیت شریف اور حدیث شریف میں لکھا ہے۔ کہ خدا کی چوکھٹ مکہ معظمہ ہے یا آپ کی زبان ہی آیت و حدیث ہے پس تو یہ پوچھتا ہوں کہ خدا کی قبر کی چوکھٹ ہے۔ (العیاذ باللہ) جس کا پتہ آج تک مجھے نہیں لگا مولوی اسمٰعیل دہلوی تو قبر کی چوکھٹ لکھتے ہیں۔ مجیب طبیب اپنی طرف سے خدا کی چوکھٹ بنا رہے ہیں۔ ہاں یوں آپ جواب اپنے ایمان سے دے سکتے ہیں کہ خدا کی قبر چوکھٹ مکہ معظمہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مجیب صاحب کو اپنے امام ابوحنیفہ کے لکھنے کے مطابق خدا کی قبر کی چوکھٹ کا (نعوذ باللہ) پتہ نہیں۔ اسیطرح ان کو اپنے دہرم اور ایمان کا پتہ نہیں۔

قولہ۔ آنجناب سے دعا مغفرت کرنی بیشک یہ شرک ہے بلفظہ صفحہ ۱۱۲۔ سطر ۸۔

قول۔ مجیب صاحب نے لفظ "آنجناب" لکھا۔ اور درود شریف لکھنے میں بخل کر کے صرف علامت لکھدی۔ جو خلاف شریعت ہے۔ میں اسکا مفصل جواب اعتراض نمبری میں لکھ چکا ہوں۔ اور اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت (صفحہ ۱۹۲ سے ۲۰۱ تک لکھ چکا ہوں

کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا مغفرت کرانا قرآن شریف سے ثابت ہے۔ روضہ مطہرہ پر حاضر ہو کر عرض کرنا استغفار اور استمداد کرنا قرآن شریف اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اگر وہابیہ کو انکی سواد اعتقادی اور گستاخی کیوجہ سے یہ امر نصیب نہ ہو تو اس کا علاج نہیں۔

قولہ معترض صاحب چونکہ حنفی مقلد ہیں۔ اسواسطے ایسے افعال کے جواز میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا ایک قول دکھادیں۔ میں آپکی بیعت کرلوں۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۹

اقول۔ بیعت کرنا تو مجیب کے مذہب میں حرام اور شرک ہے آپ حرام اور شرک کے مرتکب نہ ہوجئے۔ مجھے اسکے خلاف ایک آدھ قول ہی حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا دکھلا دیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ پر حاضر ہوکر دعا مغفرت کرنا حرام اور شرک ہے میں تو آیات واحادیث دکھلا رہا ہوں۔ جو حضرت سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عین فعل اور قول ہے پھر بھی ناواقفی سے انکا قول پوچھ رہے ہیں۔

قولہ یہ ثابت ہوگیا۔ جو اللہ کے اسکی مخلوق کو مددگار سمجھے اور انہیں پکارے حاجتیں طلب کرے وہ کافر ہوگیا۔ ٹھکانا اسکا دوزخ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۲ سطر ۱۶۔

اقول کہاں سے ثابت ہوگیا۔ نہیں بلکہ رد ہوگیا۔ پہلے اس تحریر کی موزونی عبارت پر خیال فرمایئے۔ اسکے بعد مجیب عجیب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالے کو نعوذ باللہ کافر قرار دیا اور ان کی جگہ دوزخ مقرر کردی۔ الہی توبہ ایسے اقوال خرافات اور خزعبیلات سے خداوند کریم مسلمانوں کو بچائے۔ استغفر اللہ! افسوس مجیب نے میری کتاب انوار آفتاب صداقت کو دیکھا تک نہیں یا اگر دیکھا ہے تو محض اغماض کیا ہے اگر میری کتاب کے صفحہ ۱۲۱ سے ۱۴۲ تک دیکھ لیتے تو ایسا نہ لکھتے اور اگر دیکھ اور سمجھ کر لکھا ہے تو احادیث شریف کا انکار کیا ہے دیکھو خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسپر عملدرآمد ہے اور تمام مسلمانان اہلسنت والجماعت کا معمول ہے یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کا راستہ بھول جائے یا اسکا کوئی مویشی گم ہو جائے تو اس راستہ یا جنگل میں یوں پکارے یاعباد اللہ اعینونی یاعباد اللہ اعینونی!! یاعباد اللہ اعینونی!!! تین دفعہ کہے۔ اے خدا کے بندو میری مدد کرو

اے خدا کے بندو میری مدد کرو۔!! اے خدا کے بندو میری مدد کرو!!! (حصن حصین)
یہ تعلیم نہ دی کہ اے خدا میری مدد کرو۔ اے خدا میری مدد کرو۔ اے خدا میری مدد کرو
مجیب صاحب کے اعتقاد میں یہ تعلیم شرکیہ اور کفریہ ہے۔ العیاذ باللہ
جن لوگوں کے اعتقاد میں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
شرک اور کافر ہیں۔ انکے ایمان کا ستیاناس ہوگیا۔ اور خسر الدنیا والاخرۃ
انکے نصیب ہوگیا۔ اے اللہ تعالے ان کافر دل گستاخوں کو ایمان کی ہدایت
دے اگر تیری مشیت میں ہے مگر بموجب پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے وہ اس قابل ہی نہیں۔ العیاذ باللہ

قولہ فتوح الغیب میں حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر علیہ الرحمۃ ایک حدیث
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے کہ فرمایا ہے جب تو سوال کرے تو
اللہ سے کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے چاہ الخ۔ ملخصاً۔ صفحہ ۱۱۲ - ۱۱۳

اقول۔ یہ حدیث شریف استعانت حقیقی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جو خاصہ اللہ
تعالے کا ہے اور استعانت مجازی پیغمبران علیہم السلام اور اولیاء کرام سے ثابت
ہے استعانت حقیقی حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر علیہ الرحمۃ کی خود کلام سے ہی
ظاہر ہے۔ جسکا ترجمہ مجیب صاحب نے یوں کیا ہے۔

(اس حدیث کے بعد حضرت پیر صاحب فرماتے ہیں) پس ہر مسلمان کو چاہئے
کہ اس حدیث کو اپنے دل کا آئینہ اور اپنے جسم کا اندرونی بیرونی لباس
بنائے اور اپنی ہر ایک بات میں اسی کو پیش نظر رکھے اور اپنی تمام حرکات
وسکنات میں اسی پر عمل کرے تاکہ دنیا وآخرت میں سلامتی رہے اور
اللہ کی رحمت سے عزت پائے۔ بلفظہٖ۔

اس ترجمہ میں مجیب نے اپنی عادات محرفانہ کے مطابق تحریف کرکے یہ عبارت بھی
اس میں درج کردی ہے۔ (وھو ھذا)۔
خدا کے سوا کسی مخلوق سے استمداد واستعانت نہ کرے۔ اور نہ کسی سے
امید نفع ونقصان رکھے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۳

کلام۔ حضرت غوث الثقلین شیخ سید محی الدین شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے صاف

ظاہر ہے کہ یہ امداد واستعانت حقیقی ہے جو خاص اللہ تبارک وتعالے سے تعلق رکھتی ہے
ورنہ وہ "دنیا وآخرت میں سلامتی سے رہنے اور عزت پانے کے" الفاظ نہ لکھتے بلکہ صاف
فرما دیتے کہ اگر کوئی اس حدیث پر عمل نہ کریگا تو وہ کافر ومشرک ہوگا۔ مگر انہوں نے
ایسا نہیں فرمایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ بہت سے لوگ مجھ سے استمداد واستعانت
کرتے ہیں اور کریں گے اسلئے کہ قرآن شریف میں استعانت غیر اللہ سے جائز ہے
جیسے خود اللہ تعالے فرماتا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ تم صبر اور نماز سے استعانت
کرو اور حضرت ذو القرنین صاحب حضرت علیہ السلام قرآن شریف فرماتے ہیں
اعینونی بقوۃ یعنے اے لوگو تم اپنی قوت سے میری مدد کرو اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے
وزیر برخیا کی استعانت سے بلقیس بی بی کو مع اسکے عرش کے ملک سبا سے طرفۃ العین
میں اپنے پاس حاضر کرواتے ہیں یہ قصہ قرآن شریف میں موجود ہے۔ اس سے انکار
سوائے وہابی کے اور کوئی مسلمان نہیں کرسکتا ہے۔ کیا نماز اور صبر بھی خدا ہیں
اور سنیئے کہ خود حضرت شاہ جیلانی غوث الثقلین پیران پیر دستگیر فتوح الغیب
کے مقالہ چہارم میں بعد بیان کرنے درجات رفیعہ سالکان راہ خدا بعد فنا کے
مرتبہ بقا باللہ کا حاصل ہوتا ہے اُن کے حق میں فرماتے ہیں وبك تنكشف الكروب
وبك تسقى الغيوث وبك تنبت الزروع وبك ترفع البلايا والمحن عن الخاص
والعام اس کی شرح میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ یوں فرماتے
ہیں۔ عبارت فارسی شرح۔

ہمت تو گشادہ میشود۔ اندوہ ہائے سخت کہ دم باز گیرد وبہ برکت تو دعاہائے
تو آب دادہ مے شود خلق را و فرستادہ میشود باراں ہائے و بنور دمانیدہ
میشود کشتہائے وبامداد و اعانت تو دور کردہ میشود بلا ہائے و سختیہا از
تمام مردم خاص وعام اھ

ترجمہ اُردو

(سالکان راہ خدا کو فنا کے بعد بقا باللہ حاصل ہوتا ہے)
تمہاری ہمت سے تمام اندوہ وغم رفع ہو جاتے ہیں اور تمہاری برکت سے

کھیتیاں اگائی جاتی ہیں اور ہماری امداد اور اعانت سے خاص وعام مخلوق سے سختیاں اور بلائیں دور کردی جاتی ہیں۔ ختم ہوا ترجمہ۔ دیکھئے۔ اولیاء کرام کی دعاء برکت اور امداد و اعانت سے کیا کیا حاصل ہوتا ہے۔ شاید مجیب صاحب حضرت پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ پر بھی کفر و شرک عائد کریں۔ المعیاذ باللہ۔

چونکہ حضرت شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مقلد امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جو ان کے مذہب میں (نعوذ باللہ) مشرک ہیں۔ اور لیجئے۔

منتخب اللغات۔ لفظ ابدال (بالفتح) گروہے از بندگان حق تعالیٰ است کہ حق تعالیٰ بوجود ایشان زمین را قائم دارد و ایشان ہفتاد نفر اند۔ چہل نفر در شام مے باشند و سی نفر جا ہائے دیگر۔ یکے از ایشان میرد۔ دیگرے از مردم جائے او گیرد۔ بلفظہ صفحہ ۵۲۔ سطر ۱۔

ترجمہ اردو

لفظ ابدال۔ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا ایک گروہ ہے جن کے وجود سے اللہ تعالیٰ زمین کو قائم رکھتا ہے۔ وہ ستر آدمی ہیں۔ ان میں سے چالیس ملک شام میں رہتے ہیں۔ اور تیس ۳۰ تمام دوسری جگہوں میں جب ان میں سے کوئی مرجاتا ہے۔ تو اسکی جگہ دوسرا بندہ خدا مقرر ہو جاتا ہے۔

کتاب امامت وخلافت میں مولفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی امام وبزرگ مجیب صاحب لکھتے ہیں "شام میں چالیس ۴۰ اولیاء اللہ رہتے ہیں جنکو ابدال کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ انکی برکت سے بارش ہوتی ہے اور لوگوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔ ملخصاً اور اسی طرح ہے نفحات الانس حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ ہیں۔

دیکھئے یہ برکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامان غلام کے وجود باوجود میں موجود ہیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکات عنایات کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے اب یہاں صرف ایک آیت شریف اور ایک حدیث شریف کو لکھتا ہوں آپ پر امید نہیں کہ انکو قبول کریں مضائقہ نہیں لیکن میرے بھائی احناف کے تو دل ضرور مطمئن ہو نگے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ یعنی غنی کر دیا ان کو اللہ اور اسکے رسول نے اپنے فضل سے گویا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بموجب حکم او قدرت عطیہ خداوند تعالیٰ کے لوگوں محتاجوں کو اپنے فضل سے غنی کر دینا ثابت ہوا۔

حدیث شریف۔ صحیح مسلم (مشکوٰۃ باب السجود) ربیعہ بن کعب انصاری صحابی سے مروی ہے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گذاری اور میں وضو کا پانی حضور کیلئے مہیا لایا۔ نیز مسواک وشانہ وغیرہ پیش کیا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَل یعنے سوال کر اور مانگ مجھ سے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے دنیا و آخرت کی نیکی فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنۃ فقال اوغیر ذالک فقلت ھو الجنت یعنے میں نے عرض کی کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ کیساتھ بہشت میں رہوں حضور نے فرمایا اسکے سوا کچھ اور چاہتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ وہی چاہتا ہوں۔ شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلق یہ فرمانا کہ سوال کر یا مانگ جو کچھ مانگنا چاہتا ہے نعمت دینی اور دنیاوی کے عطا کرنے پر دلالت کرتا ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں یہ بیت بھی نقل فرمایا ہے۔ جو قصیدہ بردہ میں ہے ؎

ان من جودک الدنیا وضرتھا ومن علومک علم اللوح والقلم

یعنے اے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ہی بخشش سے دنیا وآخرت بنائی گئی ہے اور لوح اور محفوظ کا علم تیرے ادنٰے علموں میں سے ایک علم ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بحکم خداوند کریم سب کچھ دینی اور دنیاوی نعمتیں دیتے ہیں اور دے سکتے ہیں۔ جیسے انہوں نے خود فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ دینے والا اور میں سب کو اسکا تقسیم کرنیوالا ہوں۔ وہابی نہ مانیں ہمارا ان کا ایمان ہے۔

قولہ۔ اعتراض نمبر ۱۵ (قبروں پر روشنی کرنا) بلفظہ صفحہ ۱۴۳ سطر ۱۸ ابوداؤد ترمذی نسائی نے ذکر کیا ہے کہ ابن عباس سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں پر جو زیارت کریں قبروں کی اور ان لوگوں کو لعنت کی جو بنادیں قبروں کو مسجدیں اور روشن کریں قبروں پر چراغ بلفظہ صفحہ ۱۴۳ سطر ۲۱

اقول۔ مجیب صاحب ایسے عامل بالحدیث اور عالم ہیں کہ حدیث شریف منسوخ پر بھی عمل کرتے ہیں اور حدیث منسوخ کو اپنے دلائل میں پیش کرتے ہیں حدیث شریف ناسخ یہ ہے عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الآخرۃ (مشکوۃ باب زیارۃ القبور) یعنی حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں نے پہلے منع کیا تھا تم کو قبروں کی زیارت کرنے سے ثواب زیارت قبور کیا کرو کیونکہ زیارت کرنا قبروں کا بے رغبت کرتا ہے دنیا سے اور یاد دلاتا ہے آخرت کو

اس حدیث کو آپ کے امام الہٰی بخش نے بھی تذکیر الاخوان حصہ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۳۸ سطر ۱۲ میں لکھا ہے اور مجیب نے بھی اپنے اسی رسالہ کے صفحہ ۱۲ میں اس حدیث شریف کو لکھا ہے مگر دروغ گو را حافظہ نباشد کیطرح وہی پہلی بات لکھدی۔

یہاں مجیب صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ اما زیارت قبور کی تو اجازت ہو گئی لیکن جو قبروں کی مسجدیں بناتے اور وہاں چراغ جلاتے ہیں انپر تو لعنت قایم رہی جواب اسکا یوں ہے کہ کوئی مسلمان قبروں کو مسجدیں نہیں بناتا اور نہ ہی کوئی مسلمان قبر کے اوپر مسجد بناتا ہے خواہ کیسا ہی جاہل مسلمان ہو۔ البتہ یہود و نصاریٰ کا یہ کام ہے ہاں! بزرگوں کے مزارات کے قریب یا ساتھ پہلوں میں اکثر جگہ مساجد بنی ہوتی ہیں۔ جیسے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کیساتھ بالکل ملصق مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنی ہوئی موجود ہے قبروں کو مسجدیں بنانیکا مطلب یہ ہے کہ قبر کو سجدہ کیا جاوے سو ایسا کوئی مسلمان نہیں کرتا یہ وہابیوں کی غلط فہمی اور نرا بہتان ہے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ یہ حدیث جو مجیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی لکھی ہے صحیح نہیں بلکہ ضعیف اور حدیث ضعیف احکام میں حجت نہیں اس حدیث کا مدار ابو صالح باذام پر ہے اور باذام کو آئمہ حدیث نے ضعیف فرمایا ہے امام ابن حجر عسقلانی تقریب میں لکھتے ہیں باذام بالذال المعجمۃ ویقال آخرہ نون ابو صالح مولیٰ ام ہانی ضعیف مدلس یعنی باذام ضعیف اور مدلس ہے (ایقان لمنع المزار صفحہ ۷۶ سطر ۱۸) دونوں طرح وہ حدیث قابل عمل نہیں۔

روضہ مطہرہ پر غور کیجئے کہ عین مسجد نبوی کے اندر ہی بنا ہوا ہے صرف اسکی حد جدا گانہ ہے حضرات خلفائے راشدین اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے بنایا گیا یعنی

حضرت سیدنا امیر حمزہ چچا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار مبارک کیساتھ مسجد بنی ہوتی ہے اور دیگر اولیائے کرام کے مزاروں کے قریب جوار میں اکثر جگہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں۔ تاکہ ان بزرگان دین کے فیضان روحی سے نمازی لوگ و زائرین فیض حاصل کریں مجیب کو لازم تھا کہ کوئی آیت یا حدیث پیش کرتے جس سے ثابت ہوتا کہ قبروں کے پاس اولیائے کرام کے مزاروں کے پاس مسجد کا بنانا یا ممنوع یا شرک ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک میں موجود ہے کہ اصحاب کہف جہاں غار میں سوئے ہوئے موجود ہیں انکے پاس بھی مسلمانوں نے مسجد بنادی۔ قرآن شریف کے الفاظ پاک یہ ہیں۔ اذ یتنازعون بینھم امرھم فقالوا ابنوا علیھم بنیانا ربھم اعلم بھم قال الذین غلبوا علی امرھم لنتخذن علیھم مسجدا (سورہ کہف) جب آپس میں لوگ جھگڑنے لگے۔ اپنے خیال پر۔ پس کہا بعض نے کہ ان (اصحاب کہف) پر یادگاری کے لئے عمارت بناؤ۔ انکا پروردگار انکے حال کو جانتا ہے کہا ان لوگوں (مسلمانوں) نے جو دوسروں پر غالب آئے کہ ہم انپر مسجد بنائینگے (تاکہ مسلمان لوگ نماز پڑھیں) سو وہاں مسجد بن گئی۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے اسکی کوئی ممانعت نہیں فرمائی اور نہ اسپر حکم ہوا کہ انکا مسجد بنانا ناجایز ہے بلکہ اس آیت شریفہ سے مزارات کے پاس مسجد کا بنانا جائز ثابت ہو گیا اب اگر وہابی انکار کریں تو قرآن شریف کا۔

دوسری بات یہ کہ قبر کے اوپر چراغ جلانا یہ بھی کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا۔ ہاں بزرگان دین اولیائے اللہ کی عظمت وشان کیوجہ سے انکے پاس اور گرد زائرین مخلصین کی آمد و رفت کی سہولت اور فائدہ کے لئے چراغ روشن کئے جاتے ہیں جیسے روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھی یہی عملدرآمد ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر اسوقت خوب جھاڑ اور فانوس اور شمعیں روشن کیجاتی ہیں۔ کسی مسلمان نے انکار نہیں کیا منکرین انکے بالمقابل کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مکانات متبرکہ مساجد و مقابر و آثار مزارات انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ شعائر اللہ میں داخل نہیں جنکی تعظیم و تکریم کلام اللہ سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا۔ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۔ یعنے اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرے۔

ف حال میں ابن سعود نجدی نے مزار مبارک مع مسجد کے مسمار کر دیا ہے وہابیوں کا ایمان ۱۲ منہ

کرے پس یہ دلوں کی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ کہہ دیجئے اے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ کس نے حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کیلئے
بنائی ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے اللہ جل جلالہ نے ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
کہ ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے واقعی زینت دی ہے۔
کہئے! اللہ تعالیٰ کو اسقدر بیشمار ستاروں کو آسمان میں بنانے کی کیا ضرورت تھی ہاں
اللہ تعالیٰ پر بھی وہابیوں کا پورا پورا پکا اعتراض ہے۔ انکے زعم فاسد میں خداوند کریم
اسکا جواب نہیں دے سکتا۔ العیاذ باللہ
وہابیوں کے یہ دو اعتراض ہیں کہ مسلمان لوگ قبروں پر روشنی کرتے ہیں دوسرا
قبروں کو سجدہ کرتے ہیں مگر کوئی دلیل نہیں دی۔ قبروں کو سجدہ کرنیکا جواب آگے چکا ہے
قبروں پر روشنی کرنے کا جواب کچھ تو ہو چکا ہے۔ باقی مزید براں اور لیجئے۔
(۱) شرح طریقہ محمدیہ امام نابلی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۹۔ قال الوالد
فی شرح علی شرح الدرر ومن مسائل متفرقۃ اخراج الشموع الی راس القبور
بدعۃ واتلاف المال کذا فی البزازیۃ اھ وھذا کلہ اذا خلا من فائدۃ واما اذا
کان قبور مسجدا او علی طریق او کان ھناک احد جالسا او کان قبر ولی من اولیاء
او عالم من المحققین تعظیما لروحہ المشرقۃ علی تراب جسدہ کاشراق الشمس
علی الارض اعلاما للناس انہ ولی لیتبرکوا بہ ویدعوا اللہ عندہ فیستجاب
لہ فھو امر جائز لا منع منہ والاعمال بالنیات الی اخرہ۔
یعنے کہا والد ماجد نے اپنی شرح میں جو شرح درر پر لکھی گئی ہے مسائل متفرقہ میں سے ہے
قبروں کے سرہانے چراغوں کا جلانا بدعت ہے اور مال کا تلف کرنا ہے۔ یہ بات اسوقت ہے
جب کہ کسی فایدہ سے خالی ہو۔ لیکن جب وہاں قبروں کے پاس مسجد ہو یا راستہ ہو
قبر واقع ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا قبر کسی ولی کی ہو۔ جو اولیاء اللہ میں سے ہو یا کسی
عالم کی جو محققین میں سے ہو تو ان کی روح کی تعظیم کیواسطے روشن کرنا اس مٹی کا جو
اسکے جسد مطہرہ پر ہے مثل روشن آفتاب کے زمین پر لوگوں کے جتلانے کیواسطے کہ
یہ ولی اللہ ہیں تاکہ وہ لوگ اس سے برکت حاصل کریں اور اسکے پاس
اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرمائے۔ پس یہ امر

جائز ہے اس میں کوئی مانع نہیں اور مدار اعمال کا نیتوں پر ہے۔
(۲) شرح سفر السعادت مؤلفہ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی
صفحہ ۲۷۲ عبارت متن یہ ہے۔
"نہی فرمود کہ بر سر قبرہا مساجد بنا کنند یا بر گورہا چراغ افروزند بر عامل آن لعنت کرد"
اسکی شرح یوں ہے
عبارت شرح۔ آنچہ مصنف ذکر کردہ حق است واحادیث صحیحہ دریں باب وارد و حاصل
سنت در زمان نبوت وخلفائے راشدین وصحابہ ہمیں بود لیکن بعد ازاں تکلفات متعدد
روشنی کردن وچراغہا افروختن وغیرہا در مقابر پیدا شدہ و [illegible] برائے فتنہ
دور آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و تزئین مشاہد و مقابر مشائخ
علماء وبعضے چیزہا افزودند تا ازاں جا ہیبت وشوکت اہل اسلام وارباب صلاح پیدا آید خصوصاً
در دیار ہندوستان کہ اعدائے دین از ہنود وکفار بسیار اند وترویج واعلائے شان ایں مقامات
باعث رعب وانقیاد ایشان است وبسیار اعمال وافعال واوضاع در زمان سلف از مکروہات
بودہ در آخر زمان از مستحسنات گشتہ الی ان قال در زیارت احترام اہل آن در استقبال
وجلوس وادب ہماں حکم است کہ در حالت حیات بود کذا قال الطیبی ودر بعضے ایں امور
مذکورہ بعض وجوہ از کتب فقہ متاخرین توجیہ وترخیص نیز [illegible] واللہ اعلم اھ
ترجمہ اردو۔ جو کچھ مصنف نے ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے زمانہ رسالت وخلافت میں یہی طریقہ
تھا لیکن اسکے بعد بعض تکلفات قبر بنانا چراغ اور شمع جلانا وغیرہ مقبروں میں پیدا
ہوئے ہیں اور آخر زمانہ میں بوجہ اسکے کہ عوام کی نظروں میں بزرگوں کی شان میں کچھ کمی
واقع ہو جانی ہو تو ظاہر مصلحت یہی سمجھی گئی کہ مشائخ اور بزرگوں کی قبروں پر عمارات زیادتی
کیگئی تاکہ دبدبہ اور شوکت اہل اسلام اور بزرگوں کی عزت پائی جاوے خصوصاً ملک ہندوستان
میں کہ جہاں دشمن دین کفار وہنود بکثرت ہیں ان مقامات کی بلندی شان اور ان بزرگوں
کی فرمانبرداری اور رعب کا موجب ہو چنانچہ بہت سے اعمال اور افعال اور طرز وطریق
اطوار جو پہلے زمانہ میں مکروہ سمجھے جاتے تھے آخر زمانہ میں مستحسن ہو گئے اور مزارات کے
زیارت کرنیکی عزت اور انکا استقبال اور ادب سے انکے پاس بیٹھنا ویسا ہی چاہیئے
جیسے کہ حالت حیات میں تھا۔ جیسے کہ طیبی نے کہا ہے۔ کہ ان امور میں سے بعض

کی وجہ کتب فقہ متاخرین میں توسیع اور رخصت و اجازت موجود ہے۔

۳۔ علامہ قطب الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ معاصر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاعلام باعلام بیت الحرام صفحہ ۳۰۰ میں لکھا ہے کہ سلطان مراد خاں بن سلیم خان سلطان روم نے ۹۸۲ھ میں باب عالی سے سونے کی تین قندیلیں بیش بہا جواہر سے مرصع مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لئے بدست محمد چاؤش بھیجی گئیں اور وہ پہلے مکہ معظمہ میں پہونچے اور جملہ اعیان شریف مکہ و قاضی وغیرہ ان پر جمع ہوئے جیسے وہ لکھتے ہیں۔ کافۃ العلماء والفقہاء والموالی یعنے مکہ معظمہ کے تمام علماء اور فقہا اور سردار جمع ہوئے اور قندیلیں آویزاں کیں اور پھر ایک قندیل لیکر محمد چاؤش مدینہ منورہ میں پہنچا۔ علامہ فرماتے ہیں واجتمعت لہ اکابر المدینۃ الشریفۃ و اعیانہا و علمائہا و صلحاؤہا یعنے محمد چاؤش کے پاس تمام مدینہ منورہ کے عمائد اکابر علماء و صلحاء سب جمع ہوئے اور نبوی میں محفل عظیم منعقد ہوئی وفتحت الحجرۃ الشریفۃ المنیفۃ علی ساکنہا افضل الصلوٰۃ والسلام حجرہ طاہرہ مزار پر انوار حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھولا گیا وعلق ذالک القندیل تجاہ وجہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ سونے کی قندیل روئے انور سید اطہر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مواجہ اقدس میں آویزاں کیگئی وقرئت الفواتح وحصل الدعا حاضرین نے فاتحہ پڑھی اور دعا کی اور مجلس بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ علامہ موصوف اسکے خاتمہ پر اسطرح لکھتے ہیں جس کا ترجمہ اردو یہ ہے۔

یعنے سلاطین آل عثمان میں سے کہ اللہ تعالٰے ان کی سلطنت ہمیشہ رکھے۔ سلطان مراد خاں نے اسکی پہل کی کہ حرمین محترمین میں سونے کی قندیلیں آویزاں کیں اور وہ اس عظیم منقبت میں اپنے باپ دادا سلاطین عظام پر سبقت لے گئے۔ اھ

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سلاطین عثمانیہ سے پہلے سلاطین بھی سونے کی قندیلیں حرمین شریفین میں حاضر کیا کرتے تھے اور مستحسن جانتے تھے پھر خلاصۃ الوفا میں سیدی نور الدین سمہودی اسی عبارت کے شاہد میں فرماتے ہیں۔ وقد الف السبکی تالیفاً سماہ تنزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ وذھب فیہ الی جوازھا وصحۃ وقفہا وعدم جواز صرف شئ منہا لعمارۃ المسجد یعنے بیشک امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی السبکی متوفی ۷۵۶ھ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات میں خاص ایک کتاب تالیف فرمائی جس کا نام تنزل السکینۃ علی قنادیل المدینۃ رکھا اس کتاب میں ان کا جائز ہونا اور انکا وقف صحیح ہونا بیان فرمایا اور یہ کہ ان کو مسجد کی عمارت میں صرف کرنا جائز نہیں اور یہ امام اجل وہ ہیں جنکی نسبت امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں الامام المجمع علی جلالتہ واجتہادہ وہ امام کہ جن کی جلالت شان اور تابیت اجتہاد پر اجماع ہے صلاح صفدی نے کہا ہے الناس یقولون ماجاء بعد الغزالی مثلہ وعندی انہم یظلمونہ وما ھو عندی الا مثل سفیان الثوری ۔ یعنے لوگ کہتے ہیں کہ امام حجۃ الاسلام کے بعد کوئی امام تقی الدین سبکی کی مثل پیدا نہیں ہوا میرے نزدیک وہ انکی شان گھٹاتے ہیں۔ میرے نزدیک تو وہ امام سفیان ثوری کے ہمسر ہیں جو اجلہ کابر تبع التابعین سے تھے وہ اس قبر پر روشنی کرنے کو فقط جائز ہی نہیں بتاتے بلکہ فرماتے ہیں کہ اسپر رحمت الٰہی کا سکینہ اترتا ہے۔ اھ (ملتقطاً) برازق المنار بشموع المزار مولفہ اعلحضرت مجدد مأۃ حاضرہ شاہ محمد احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ بریلوی) مطبوعہ مطبع اہلسنت والجماعت بریلی سنہ ۱۳۳۱ہجری المقدس۔

روشنی۔ قبور کا جواب کافی ہو چکا ہے۔ زیادہ طوالت ہے۔

قولہ (۱۶) قبر پر فرش بچھانا۔ صفحہ ۱۱۵۔ سطر ۲۰۔

اقول۔ مجیب صاحب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی۔ کہ جس سے قبر کے پاس فرش بچھانا کفر یا شرک ہو۔ یا یہ کہ خدا کی قبر پر ہی فرش بچھانا چاہیئے اور یہ کام خاص خدا ہی کی تعظیم کے لئے ہے (نعوذ باللہ منہا) جیسا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے۔

میاں مجیب! کبھی کوئی مسلمان قبر کے اوپر بھی فرش بچھایا کرتا ہے ہرگز نہیں۔ قبلہ اول تو یہ کہ جب کوئی مسلمان کسی بزرگ کی مزار پر فاتحہ کے لئے جاتا ہے تو وہ قبلہ کیطرف پشت اور مزار کیطرف منہ کرکے کھڑا ہو جاتا ہے یا بیٹھ جاتا ہے کوئی فرش نہیں بچھاتا یا بتقریب اعراس جب لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے تو مزار کے پیش ہر مسلمانوں کے فاتحہ کیلئے یا قرآن شریف پڑھنے کے لئے کوئی چٹائی یا دری ڈالدی جاتی ہے تاکہ زائرین اور قرآن خوانان اسپر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کریں

دکھلایئے اسمیں کونسی ممانعت ہے اناپ وشناپ باتوں سے کچھ نہیں بنتا۔

قولہ (۲۰) قبروں سے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اسکے گرد وپیش جنگل کا ادب کرنا قبروں کا اتنا ادب اور بیت اللہ کا ذرہ بھر نہیں بلفظہ ۱۱۷ سطر ۲۳

اقول۔ نمبر ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ کا مجیب صاحب کیطرف سے کوئی جواب معقول نہیں دیا گیا اور نہ کوئی دلیل بیان کی۔ اس لئے کوئی ضرورت جواب کی نہیں اور اس جواب نمبر ۲ میں وہی اناپ شناپ ہے مگر اسمیں یاد رہے کہ کتب اہلسنت میں ہے اور میں لکھ چکا ہوں کہ جن بزرگوں سے جیسا ادب زندگی میں کیا جاتا تھا ویسا ہی ان کی وفات کے بعد ہونا چاہیئے تاکہ بزرگوں کی طرف پشت نہ ہو مگر آپ کے نزدیک جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف پشت دیکر کھڑا ہونا چاہیئے تو باقی بزرگوں کا ادب آپ کیا کریں گے یہی سوء ادبی وہابیوں کا شعار اور خدا نے کردگار کی مار ہے اور آپ کی نظر میں خار اور محرومیت اسلام سے موجب خلود فی النار ہے۔ آنحضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کیا اچھا فرماتے ہیں۔ مثنوی

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

باقی رہا اولیاء کرام کے متعلقہ زمین کا جنگل اور اسکا ادب سو یہ ادب جنگل کا نہیں بلکہ اس بزرگ ولی کا ادب ہے۔ کوئی شخص درخت وغیرہ کے کاٹنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ وہ زمین اور درخت وقف ہیں۔ اسی خانقاہ کے صرف میں آسکتے ہیں۔ یہ ہے۔ ادب جو آپ کعبۃ اللہ سے بڑھا رہے ہیں کعبۃ اللہ اور حرم کعبہ کا ادب تو وہابی خوب کرتے ہیں کہ تمام مساجد اور مقابر و مزارات صحابہ و آثار کو جو حرم کعبۃ شہر شریف میں موجود تھے ابن سعود مردود نجدی وہابی قرن الشیطان پر اور نجدیان وہابیان ہندوستان نے گرا کر برباد کر دیئے اور نہایت بے ادبی اور توہین کے ساتھ مزارات پر شب و روز بیٹھ کر ہیں اور پیشاب کیا اور پاخانہ پھرا چاہ زمزم کو ناپاک کیا حجر الاسود کے بوسہ دینے کو جو عین سنت ہے بڑے توہینی الفاظ کیساتھ منع کیا اور ارکان حج کو ادا کرنے سے روکا۔ وغیرہ وغیرہ دیکھو اخبارات سیاست وغیرہ۔ یہ ہے ادب کعبۃ اللہ شریف کا جو وہابی لوگ کرتے ہیں۔

قولہ (۲۱) قبر کو بوسہ دینا۔ (حرام ہے)

اقول۔ مجیب نے کوئی آیت یا حدیث پیش نہیں کی جس سے کسی بزرگ کی قبر کو بوسہ دینا حرام اور شرک ہو یا یہ کہ کوئی خدا کی نعوذ باللہ قبر ہے۔ اسی کو بوسہ دینا جائز ہے۔ اور یہ خاص خدا ہی کے لئے تعظیم ہے حجر الاسود کا بوسہ دینا قرآن شریف کو بوسہ دینا اپنے بچوں کا بوسہ۔ اپنی بیوی کا بوسہ۔ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں کا بوسہ اور انکے پاؤں کا بوسہ یہ سب جائز مگر صلحاء و علماء اور اولیاء اللہ کی قبر کا بوسہ حرام۔ العجیب

اب میں چند اسانید جواز بوسہ قبور صلحاء اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ احادیث و فتاویٰ سے پیش کرتا ہوں۔ قبول کرنا نہ کرنا آپ کا اختیار ہے۔

۱۔ دلائیل بیہقی۔ حدیث کی کتاب ہے۔ اسمیں حضرت عروۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قبل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بین عینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجہہ بعد وفاتہ یعنے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

۲۔ احادیث شریف ابی در داکی مروبہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ بعد تشریف بری آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از دنیا ملک شام سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے۔ تو قبر شریف آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا منہ ملتے تھے اور روتے تھے۔ اصل الفاظ یہ ہیں فجعل یبکی عندہ و یمرغ وجہہ علیہ یعنے حضرت بلال رضی اللہ عنہ قبر مبارک پر منہ رکھے ہوئے روتے تھے۔

۳۔ توشیخ علے جامع الصحیح۔ مولفہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ واستنبط بعض العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین یعنے بعض علماء عارفین نے حجر اسود کے بوسہ دینے کے حکم سے صالحین کی قبور کو بوسہ دینا استنباط کیا ہے۔

۴۔ عینی شرح صحیح بخاری حضرت امام عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ اما تقبیل الاماکن الشریفۃ علی قصد التبرک وکذلک تقبیل ایدی الصالحین وارجلھم فھو حسن محمود باعتبار القصد النیۃ ایضاً فیہ قد رأیت فی تعلیق جدی محمد

بن ابی بکر عن الامام محمد ان موضعهم کان اذا رأی المصاحف قبلها واذا رأی اجزاء الحدیث قبلها واذا رأی قبور الصالحین قبلها ولا یجد هذا فی کل ما فیه تعظیم اللہ تعالیٰ۔ یعنے مکانات شریفہ کا بقصد تبرک بوسہ دینا اور اسی طرح صالحین کی دست بوسی اور قدم بوسی کرنا محمود اور بہتر ہے۔ اور باعتبار قصد اور نیت کے اور اسی میں ہے کہ میں نے اپنے دادا محمد بن ابی بکر کی تعلیقات میں دیکھا کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ بعض اسلاف ایسے تھے کہ جب قرآن شریف کو دیکھتے تو بوسہ دیتے اور جب اجزاء حدیث کو دیکھتے بوسہ دیتے اور جب قبور صالحین کو دیکھتے تو بوسہ دیتے ان تمام امور میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی غرض سے ہے۔ اھ

۵۔ فتح الباری شرح بخاری حضرت سند المحدثین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ پارہ ششم صفحہ ۱۱۵۔ ترجمہ عبارت عربی۔

بعض علماء نے مشروعیت تقبیل ارکان کعبہ سے استنباط کیا ہے کہ جو چیز باعث تعظیم ہے خواہ وہ آدمی ہو یا غیر آدمی اسکو بوسہ دینا جائز ہے۔ بزرگ آدمیوں کے ہاتھوں کے چومنے کی نسبت کتاب الادب بخاری میں آویگا۔ لیکن اس کے سوا میں پس پوچھا کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر اور قبر کو چومنا کیسا ہے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں۔ امام صاحب کے بعض حنبلیین نے اسکو مستبعد جانا ہے۔ (مراد ان اتباع سے ابن تیمیہ اور ابن قیم ہے جو اپنے آپ کو برائے نام حنبلی کہلاتے ہیں) ابن ابی صیف الیمانی جو مکہ معظمہ کے علمائے شافعیہ سے تھے۔ قرآن مجید اور اجزائے حدیث اور قبور صالحین پر بوسہ دینے کو جائز جانتے تھے۔ ختم ہوا ترجمہ

ہاں اوہابیوں کا بڑا بھائی ابن سعود نجدی جو آجکل مکہ معظمہ پہ مسلط و متغلب ہو گیا ہے اور حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً میں جور و ظلم کر رہا ہے اور جنت المعلی اور البقیع کے تمام مزارات و مقابر و آثر و مساجد کو گرا کر روضہ مطہرہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرانے کی تجویز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنے ارادہ میں نامراد کر کے اسکو وہابیہ میں عبرت کی موت کیساتھ داخل کرے اسنے حجر الاسود کے بوسہ دینے کی حاجیوں کو سخت ممانعت کر دی ہے۔

۶۔ نہایہ امام رملی رحمۃ اللہ علیہ قال صاحب النہایۃ ان الامام الرملی افتیٰ بجواز تقبیل الجناب الاولیاء علی مقصد التبرک من غیر کراهۃ یعنی کہا صاحب نہایہ نے کہ تحقیق امام رملی رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا ہے کہ اولیاء اللہ کی چوکھٹوں کو چومنا بہ نیت تبرک بلاکراہت جائز ہے۔ (از مصباح الطریقت)

قبروں کو چومنا بوسہ دینا تو تھا ہی یہاں اولیائے کرام کی چوکھٹوں کو چومنا بھی جائز ہے۔ امید نہیں کہ وہابیہ نجدیہ اسکو قبول کریں۔ لیکن اپنے بھائی احناف و مقلدین تو مطمئن ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

قولہ۔ آج فاروق سا عدل گستر موحد امیر المومنین ہو تو قبر پر بوسہ دینے والوں کی بغیر گفت و شنید گردن اڑانے کا حکم دیتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۸۔ سطر ۱۸

اقول۔ مجیب کا ادب اور واقفیت شریعت یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نہ نام لکھا اور نہ ان پر کلمۃ "رضی اللہ عنہ" لکھا اور نہ بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کس آیت یا حدیث شریف کے مطابق گردن اڑانیکا حکم دیتے ہاں صرف وہابیوں کے کہنے سے ہی ضرور گردن اڑانیکا حکم دیدیتے۔ ہرگز نہیں بلکہ میں کہتا ہوں۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان وہابیوں کی گردن ضرور اڑانیکا حکم دیتے جو بیس تراویح کو بدعت کہتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی کہتے ہیں اور مسجدوں اور قبروں پر چراغ جلانے اور روشنی نہ کرنیوالوں کی خوب خبر لیتے

قولہ۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بوسہ دینا قبر کو عادت نصاریٰ کی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۸۔ سطر ۲۲۔

اقول۔ بتلائیے کس کتاب میں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اس کتاب کا نام لکھا ہوتا یہاں پر افترا معلوم ہوتا ہے۔ اگر انہوں نے کہیں لکھا بھی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ مختلفیہ ہے کیونکہ کتب معتبرات سے اسکا جواز لکھا جا چکا ہے۔ جو شرک یا حرام نہیں ہو سکتا

قولہ۔ تو پھر شاہ عبد العزیز کی نسبت کیونکر مانا جاوے کہ وہ فعل نصاریٰ کے قریب تھے۔ بلفظہ ۱۱۸۔ سطر ۲۳۔

اقول شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے عمل کی بابت یہاں میں دو اور شہادتیں پیش

کرتا ہوں۔ حالانکہ میں اوپر ثابت کرچکا ہوں۔ کہ بوسہ قبور بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیائے کرام علیہم الرحمۃ نے جائز رکھا ہے مگر آپ کے نزدیک یہ فعل نصاریٰ کا ہے۔ اس لئے کہ آپ کے اعتقاد میں تمام دنیا کے مسلمان جو وہابی نہیں سب مشرک ہیں۔ العیاذ باللہ شہادتیں یہ ہیں۔

۱۔ تحفۃ الناظرین مصنفہ حضرت مولانا سید غلام مصطفٰے صاحب گنج بارہ ضلع ہوشیار پور مطبوعہ مطبع مصطفائی لاہور صفحہ ۱۶۔ شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے باپ کی قبر اور حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب قدس سرہ کی قبر کو بوسہ دیتے تھے۔ پیر حضرت محبوب سلطان نظام الدین کی قبر کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی حالت زندگی میں قابل قدم بوسی ہے بعد مرنے کے اس کی قبر کو بوسہ دیتا ہوں۔ بلفظہ۔

۲۔ مطالب المؤمنین میں ہے۔ ولا باس بتقبیل قبر والدیہ۔ ماں باپ کی قبر کو بوسہ دینے میں کچھ مضایقہ نہیں (مصباح الطریقت)۔ (وجیز الصراط فے مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۳۴-۳۵)

قولہ نمبر ۲۲۔ قبر پر مورچھل کرنا۔ صفحہ ۱۱۹ سطر ۲۔

اقول۔ قبر پور کے پردوں کا جھاڑو دینا مورچھل کرنا ہے۔ مجیب صاحب بتائیں۔ کہ کس آیت یا حدیث شریف میں اسکی ممانعت ہے کوئی نہیں اور پھر یہ بھی بتائیں کہ یہ کام خاص اللہ تبارک وتعالے کی تعظیم کے لئے کیسے ہوا۔ کیا کوئی خدا کی بھی قبر (نعوذ باللہ) ہے جس پر مورچھل کرنا چاہیئے۔ مجیب کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ہاں! گستاخی ضرور ہے۔

قولہ۔ نمبر ۲۳۔ قبروں پر شمیانہ کھڑا کرنا۔ بلفظہ صفحہ ۱۱۹ سطر ۱۴۔

اقول۔ مجیب نے شامیانہ کو سمیانہ لکھا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ اسمیں بھی کوئی آیت یا حدیث نہی اور ممانعت کی پیش نہیں کی۔ میں نے لکھا تھا کہ قبر پر شامیانہ کھڑا کرنا خدا تعالے کے لئے اور خدا تعالے کی تعظیم کے لئے کیونکر ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں البتہ اس کے جواب میں مجھے بے ادب اور گستاخ کہکر اپنا دل ٹھنڈا کر لیا۔ مگر مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے امام الطائفہ کو جو توہین خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ویسا ہی شہید اور بزرگ بتایا۔

مجیب صاحب! آپ کو لازم تھا کہ اس بات کا جواب دیتے کہ ان کے شہید صاحب نے قبر پر شامیانہ کھڑا کرنے کو خداوند تعالے کا خاص کام اور تعظیم بادب کس دلیل سے لکھا تھا۔ اسکا جواب تو کچھ نہ دیا گالیوں پر اتر آئے اور گستاخ اور بے ادب بنانے لگ گئے حالانکہ گستاخ اور بے ادب فرقہ وہابیہ کے سوا تمام دنیا میں کوئی اور نہیں۔ جو خداوند کریم کو جھوٹ بولنے والا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چمار اور گدھے سے تشبیہ دے۔ اس سے بھی کوئی بڑھ کر گستاخ اور بے ادب اور ساب اور کافر ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

لیجئے! قبر پر شامیانہ بنانے کا ثبوت اس طرح پر ہے۔

۱۔ حدیث شریف بخاری۔ ای ابن عمر فسطاطا علی قبر عبد الرحمٰن فقال انزعیہا غلام فانما یظلہ عملہ یعنے دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر شامیانہ کھڑا کیا ہوا ہے۔ پس فرمایا۔ اتار ڈال اسے اسے بیٹے اس کے لئے اس کے عمل سایہ کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کی شرح میں عینی شارح صحیح بخاری لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شامیانہ کھڑا کیا۔ زینب بنت حجش رضی اللہ عنہا کی قبر پر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شامیانہ کھڑا کیا۔ اپنے بھائی عبد الرحمٰن (رضی اللہ عنہ) کی قبر پر اور فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ عنہما نے کھڑا کیا۔ شامیانہ اپنے خاوند حسن مثنیٰ امام حسین رضی اللہ عنہما کی قبر پر (بلفظہ تحفۃ الناظرین)

۲۔ در نور الایمان آوردہ۔ قد نقل الشیخ الدہلوی[1] فی المدح عن مطالب المؤمنین ان السلف اباحوا بینی علی القبر المشائخ والعلماء المشہورین قبۃ لیجعل الراحۃ الزائرین و یجلسون فی ظلہا وھکذا فے المفاتیح شرح مصابیح وجوزہ اسمٰعیل الزاھد الذی من مشاہیر الفقہا۔ بلفظہ (وجیز الصراط فے مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۸۵-۸۶۔ مطبع مصطفائی لاہور۔

۳۔ وجیز الصراط فی مسائل الصدقات والاسقاط صفحہ ۸۶ فی مجمع الانہر شرح ملتقی الابحران محمد بن حنفیہ صلی علی ابن عباس رضی اللہ عنہ فکبر علیہ

[1] حضرت شیخ عبد الحق دہلوی نے مطالب المومنین سے نقل کیا ہے کہ سلف صالحین نے قبر پر عمارت قبہ بنانا مشائخ اور علماء مشہورین کی ہوں۔ مباح کیا ہے۔ تاکہ زائرین سایہ میں بیٹھکر آرام کریں مفاتیح شرح مصابیح میں اور جائز کیا ہے۔ حضرت فقیہ اسمٰعیل زاہدی علیہ الرحمۃ نے جو مشاہیر فقہا میں سے تھے ۱۲ منہ۔

اردیا وادخله من قبل قبلة وضرب علیها فسطاطا ثلثة ایام الخ بلفظہ۔ یعنی کتاب معتبر مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے کہ تحقیق محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی چار تکبیریں کہیں اور داخل کیا ان کو قبر میں قبلہ کیطرف سے اور اسپر تین روز تک شامیانہ کھڑا کیا۔ الخ

۴۔ روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹ ان البدعة الحسنة للموافقة لمقصود الشرع تسمی سنة فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورهم امر جائز اذا کان المقصود بذالک التعظیم فی اعین العامة لا یحتقروا صاحب هذا القبر وکذا ایقاد القنادیل والشمع عند قبور الاولیاء والصلحاء من باب التعظیم والاجلال ایضاً للاولیاء فالمقصود فیها مقصود حسن ونذر زیت والشمع للاولیاء یوقد عند قبورهم تعظیما لهم ومحبة فیهم جائز الخ ترجمہ۔ بدعت حسنہ جو مقصود شرح کے مطابق اور موافق ہو اسکو سنت کہتے ہیں۔ پس علماء اولیاء و صلحاء کی قبروں پر قبوں کا بنانا جائز ہے۔ جب کہ صاحب قبر کی تعظیم عوام کی نظروں میں مقصود ہو تاکہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ سمجھیں۔ اور اسی طرح قندیلوں چراغوں کا اولیاء اور صلحاء کی قبروں کے پاس جلانا بغرض انکی تعظیم اور بزرگی کے جائز ہے۔ پس یہ مقصد نیک مقصد ہے اور زیتون کی شمع کا جلانا اولیاء اللہ کی قبروں کے پاس ان کی تعظیم اور محبت کیلئے جائز ہے۔ یہانتک کہ نذر ماننا بھی جائز ہے۔

پس اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ علماء اولیاء صلحاء کی قبروں پر قبے بنانا شامیانے کھڑے کرنا اور چادریں اور غلاف ڈالنا اور عمامے رکھنا اور قندیلیں اور چراغ روشن کرنا۔ ان کی تعظیم اور محبت اور عزت اور بزرگی کے اظہار کے لئے سب جائز ہیں۔ لیکن وہابیوں کو نہ تو علماء صلحاء اولیاء اللہ سے محبت ہے اور نہ انکے دل میں محبت اور عظمت ہے۔ اس لئے انکی نظروں اور دلوں میں کام مستحسن حرام اور شرک ہیں۔

قولہ۔ نمبر ۲۴۔ قبروں پر مجاور بنکر بیٹھنا۔ حدیث شریف۔ لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها یعنے نہ تو قبر پر بیٹھو۔ اور نہ ہی ان کی طرف نماز پڑھو۔ بیٹھنے

کے معنے دو طور سے ہوسکتے ہیں۔ ایک تو یوں ہی قبر پر سرین کے بل بیٹھنا۔ دوسرے قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنا یہ دونوں طریق مشروع نہیں بلکہ ممنوع ضرور ہیں بلفظہ صفحہ ۱۲۰ سطر ۲

اقول۔ حدیث شریف کے معنے اور مطلب صاف ہے کہ قبروں کے اوپر مت بیٹھو اور نہ ان کی طرف نماز پڑھو۔ اس میں مجاور بنکر بیٹھنے کا کوئی ذکر ہی نہیں اور یہ ہر دو احکام حدیث شریعت کے قابل اور واجب العمل ہیں۔ ہر ایک مسلمان اسپر عامل ہے۔ مجیب صاحب نے حدیث شریف کے معنے وہی کئے ہیں جو ہم نے کئے ہیں۔ لیکن اپنی طرف سے مولوی اسمٰعیل دہلوی کے فتنہ اور فساد اور فتور سے جو اس نے تقویۃ الایمان کے حصہ تذکیر الاخوان کے صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۰ میں لکھا ہے، لیکن قبروں پر مجاور بنکر بیٹھنا لے گئے ہیں جو کسی بزرگ شارح حدیث نے کی یہ شرح ہی نہیں کی۔ یہ ان کی اپنی خانہ زاد شرح ہے۔ جو ماننے کے قابل نہیں کیونکہ لفظ مجاور کے معنے کتب لغت میں ہمسایہ۔ پڑوسی۔ درگاہوں و متبرک مقاموں کا خادم کے ہیں۔ یہاں بھی معنے صحیح ہیں۔ جو لغت میں ہیں حدیث شریف کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تاہم مجیب صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مجاورین اور سجادہ نشین لوگ اپنے تئیں سجدہ کرواتے ہیں اور یہ الزام اپنا چشم دید بیان کرتے ہیں لیکن میں اپنا چشم دید واقع بیان کرتا ہوں۔ کہ میں نے کسی مسلمان کو ایسا کرتے نہیں دیکھا بنسبت مجیب صاحب کے مزارات بزرگان پر زیادہ حاضر ہوتا ہوں۔ ممکن ہے آپ نے کسی مسلمان کو کسی بزرگ کی قدم بوسی کرتے ہوئے دیکھا ہو۔ اور اس کو سجدہ سمجھ لیا ہو۔

مجاور بننا تو حدیث شریف سے ثابت ہے۔ جیسے کہ میں لکھ چکا ہوں۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں زیارت روضہ اطہر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لوگ آیا کرتے تھے۔ اور زیارت کروا کرتے تھے۔ یہی مجاوروں اور خادموں کا کام ہے۔ تعجب یہ ہے کہ مجیب خود مجاوروں کے ہونے کو تسلیم کرکے یوں لکھتے ہیں۔

قولہ۔ اس مسئلہ کا بیان کرنے سے روضہ مطہرہ کے مقصود نہیں بلکہ بیان کی غرض ہیں۔ الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۰۔ سطر ۱۴۔

اقول ۔ خوب! مجیب صاحب اقبال کرتے ہیں ۔ کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تو مجاور بننا اور وہاں کی مجاورت کرنا جائز اور درست ہے معلوم نہیں کہ یہ استثنا کس آیت یا حدیث سے مقصود لیا ہے ۔ اور کہتے ہیں کہ یہاں کی قبروں پر مجاور نہیں چاہیئے ۔ یہاں کی قبروں سے مراد آپ کی کوٹ لکھپتہ یا ایمن آباد کی قبریں ہیں ۔ مگر یہ نہ سمجھے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مطہرہ کے لئے مجاور بننا جائز ہے ۔ تو یہ سند اور دلیل ہے تمام بزرگان دین اولیائے کرام رحمہم اللہ کے مزارات پر خادم اور مجاور بننے کی اور آپ اپنے زعم میں بدگمانی کرتے ہیں کہ مجاور اپنے آپ کو سجدہ کرواتے ہیں اس لئے مجاور بننا جائز نہیں ۔ اگرچہ یہ کہنا ان کا محض غلط ہی نہیں بلکہ افترا ہے مجاورت تو جائز ہے لیکن علت حرام اور شرک ہونے کی دوسری بات بیان کرتے ہیں ۔ اگر کوئی بدعت ہو تو اسکو رد کہنا چاہیئے نہ کہ مجاورت ناجائز قرار دی جاوے ۔ اسی وجہ سے میں کئی بار لکھ چکا ہوں ۔ کہ مجیب صاحب کو پتہ نہیں کہ میرا دعوے کیا ہے ۔ اور اس پر دلیل کیا ہونی چاہیئے جو دعوے کرتے ہیں اس کو اپنی دلیل سے ہی رد کر دیتے ہیں ۔

اچھا صاحب! اصل بات تو یہ تھی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں ۔ کہ مجاور بننا خاص تعظیم خداوند کریم کے لئے ہے ۔ یعنے خداوند تعالےٰ کی (نعوذ باللہ) قبر پر مجاور بننا جائز ہے ۔ اور کسی مخلوق مکرمین کو قبروں کے مجاورت جائز نہیں اسکا کوئی جواب ہی نہیں دیا ۔ بات یہ ہے ۔ کہ آپ لوگوں کو اللہ تبارک وتعالےٰ کے دوستوں ولیوں سے سخت بغض و عداوت ہے ۔ اسلئے بموجب حدیث شریف قدسی ۔ من عادلی ولیًا فقد اذنتہ للحرب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ کہ جو شخص ہمارے دوست ولی سے عداوت کرے میں اس کو جنگ کرنے کے لئے اجازت دیتا ہوں ۔ گویا آپ لوگ خداوند کریم جنگ کر رہے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ جنگ کرنا کس قدر جرم یا کفر عظیم ہے ۔ خداوند عالم آپ لوگوں کو ہدایت دے ۔ اگر اس کی نصیب میں ہے ۔

اسجگہ پر ایک ایسی سند معتبر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھتا ہوں ۔ جو والد ماجد حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں جو تمام وہابیوں کے بھی سردار ہیں درج کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ آپ قبول کرینگے لیکن یقین نہیں کہ آپ اسپر ایمان لائیں جب کہ آیات واحادیث بھی آپ کے نزدیک قابل سند نہیں ہیں۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مترجم تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی سنہ ۱۳۱۱ھ صفحہ ۱۰۰ کالم دوم ذکر کشف قبور جان کہ ذکر کشف قبور کے واسطے اول مقبرہ میں آئے دوگانہ اس بزرگ کی روح کیواسطے پڑھے ۔ اگر سورہ فتح یاد ہو تو پہلی رکعت میں پڑھے اور دوسری میں سورہ اخلاص اور نہیں تو ہر رکعت میں پانچ پانچ بار اخلاص پڑھے اور پھر قبلے کیطرف پیٹھ کرکے بیٹھے اور ایکبار آیۃ الکرسی اور بعضی سورتیں جو زیارت کے وقت پڑھتے ہیں جیسے سورہ ملک وغیرہ ذلک بعدہ قل کہے بعد فاتحہ کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور ختم کرے اور تکبیر کہے اسکے بعد سات دفعہ طواف کرے اور اسمیں تکبیر پڑھے ۔ اور شروع داہنی طرف سے کرے ۔ پھر پاؤں کی طرف رخسارہ رکھے اور نزدیک میت کے منہ کے بیٹھے اور کہے یارب اکیس ۲۱ دفعہ بعدہٗ اول طرف آسمان کے کہے روح اور دل میں ضرب کرے ۔ جب تک کہ انشراح نہ پائے یہ ذکر کرے انشاء اللہ تعالےٰ کشف قبور اور کشف ارواح حاصل ہوگا ۔ بلفظہ سطر ۳

دیکھئے ۔ اس میں قبر پر جانا اور قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھنا اور اس بزرگ کی روح کو پہنچانا قبلہ کیطرف پشت کرنا اور قبر کا سات دفعہ طواف کرنا ۔ اور قبر پر اپنا رخسارہ رکھنا اور میت کے نزدیک اپنا موتہہ رکھنا اور لفظ روح کی دل میں ضرب لگانا اور یارب روح پکارنا سب کچھ آگیا ۔ بس اب وہابیوں!! حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ پر بھی فتوی لگاؤ ۔ مگر جب اللہ تعالیٰ غفور الرحیم اور حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رؤف ورحیم انکے فتاوے سے نہیں بچتے ۔ تو ابن شاہ عبدالرحیم کیسے بچ سکتے ہیں العیاذ باللہ اب اس بارہ میں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔ مجیب صاحب کے جدید اعتراضات کے جوابات ختم ہوئے ۔ جو میری کتاب انوار آفتاب صداقت میں پہلے نہیں آئے تھے جو اصلی جلد میں اگر یہ کمی بھی پوری ہو گئی اور اپنے برادران احناف کے لئے آسانی ہوئی کہ دیگر

مقلدین اور وہابیہ دیوبندیہ کے متفقہ اعتراضوں کے جوابات بھی ملاحظہ فرما دیں۔
الحمد للہ علیٰ ذالک

قولہ۔ فیصلہ ثالثی۔ علامہ محی الدین محمد برکوی حنفی رضی اللہ عنہ مصنف الطریقہ المحمدیہ متوفی ۹۸۱ھ رسالہ زیارت قبور (صفحہ ۱۲۲۔ سطر ۲)

اقول۔ مجیب صاحب نے اس شخص محمد برکوی مجہول الحال کا ذکر اپنی کتاب کے صفحہ ۹۵ اور ۹۶ میں بھی کیا ہے۔ جس کی بابت لکھ چکا ہوں۔ کہ اگر یہ شخص واقعی صفحہ دنیا پر آیا تھا تو ضرور پرلے درجے کا غیر مقلد تھا۔ ورنہ بہت سے فرضی نام بنا دیا کرتے ہیں اور یہ وہابیوں کی عادت میں داخل ہے چنانچہ وہابیوں نے ایک کتاب بلاغ المبین کے نام سے لکھی۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب کرکے شائع کردی۔ جسکا حال مولنا مولوی مشتاق احمد صاحب انبہٹوی مدرس گورنمنٹ ہائی سکول لودہیانہ نے مفصل لکھا۔ اور فتاویٰ حنفیہ بنج جو جالندہر شہر میں طبع ہوکر شائع ہوچکا ہے اور وہابیوں کی یہ بھی عادت ہے کہ تقلیہ کرکے اپنے آپ کو حنفی مقلد بلکہ قادری مشرب بھی لکہدیا کرتے ہیں۔ جیسے مولوی احمد علی امام مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور اپنے آپ کو "حنفی قادری" لکھتے ہیں جسکا ذکر اسی کتاب میں موجود ہے حالانکہ وہ کٹر غیر مقلد ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ شخص محی الدین محمد کوئی کوئی عالم۔ عالم دنیا میں حنفی المذہب مصنف رسالہ زیارت قبور پیدا ہی نہیں ہو۔ دلیل اس کی یہ ہے۔ کہ کتب سیر میرے سامنے موجود ہیں۔ بالخصوص دو کتابیں ایک ہیں مولفہ مولنا عالم نبیل وفاضل جلیل حضرت مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی ثم لاہوری علیہ الرحمۃ ہے جو بڑی تحقیقات سے پرانی کتب عربیہ سے سندیں لیکر لکھی گئی ہے اور حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے شروع کرکے دوسری صدی کے علماء احناف کے نام اور حالات وضاحت کیساتھ لکھے ہیں پانچ سو صفحہ کی مبسوط کتاب ہے اس فرضی نام محی الدین محمد برکوی کا نام تلاش کیا گیا مگر اسمیں موجود نہ پایا دوسری کتاب نہایت معتبر ہے اسمیں بزبان عربی تمام علماء احناف کا تذکرہ موجود ہے مگر افسوس آپ کا فرضی برکوی اسمیں بھی کوئی نہ ملا۔ تاہم آپ جیسے مجہول الحال اور کیفیت کی ثالثی مجھ سے منوانا چاہتے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث شریف کیخلاف فرد واحد کی شہادت پر

وہ بھی فرضی آدمی تمام احناف کے مخالفت میں ہے اس کو حنفی کا جامہ پہنا کر پیش کرتے ہیں جو ہرگز ماننے کے قابل نہیں کسی کو آپ دہوکا دے سکتے ہیں۔ لیکن یہاں تو دہوکے بازوں کی قلعی کھل جاتی ہے۔ خدا محفوظ رکھے۔

قولہ:۔ اسی طرح جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی کہ لوگ اس درخت کیطرف تبرک کے طور پر پے در پے جاتے ہیں جسکے نیچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے بیعت لی تھی۔ تو آپ نے آدمی بھیجکر اسے کٹوا دیا ابن صاح نے اسکو اپنی کتاب میں نقل کیا۔ الخ۔ بلفظہ ۱۲۳۔ سطر ۱۔

اقول۔ مجیب صاحب نے کسی وہابی کی کتاب کی بات ابن وضاح یا ابن وضاع ہو بلا تحقیق لکہدی ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ ابن وضاع کون شخص ہے کس زمانہ میں ہوا اور کس مذہب کا آدمی تھا اور اسکی کتاب کا نام کیا ہے۔ اور کہاں طبع ہوئی۔ یا آپ نے کسی قلمی بیاض سے لکھا یا۔ کسی مولوی معین نے کسی پرچہ پر لکھ کر آپ کے پاس بھیجدیا اگر کوئی کتاب ہے تو اس کا نام اور صفحہ اور سطر اور اسکی عبارت ہونی چاہیے تھی میں پہلے اس سے ابھی لکھ چکا ہوں۔ کہ وہابی صاحبان کا وطیرہ یہی ہے۔ کہ فرضی کتابوں کے حوالے دیدیا کرتے بلکہ عبارتیں بھی اپنی طرف سے فرضی لکہدیا کرتے ہیں۔

مجیب صاحب! آپ کو پتہ نہیں تمام کتب سیر اور تفاسیر میں جس درخت کے نیچے بروز صلح حدیبیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لے گئی تھی۔ اس درخت کا کوئی پتہ نہیں۔ کیونکہ جب دوسرے سال اس درخت کی تلاش ہوئی تو وہ درخت نہیں ملا تھا بلکہ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بعض لوگوں نے ایک اور غلط درخت سمجھ لیا تھا۔ جسکو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوجہ نہ ہونے اس درخت کے اس فرضی درخت کو کٹوا دیا تھا نہ یہ کہ اس اصل درخت شجرۃ الرضوان کو جس کا پتہ ہی مشتبہ ہو گیا یہ وجہ جو وہابی بیان کرتے ہیں کہ تبرک یا تعظیم کے طور پر اس درخت کے پاس لوگ جاتے تھے اسلیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس درخت کو کٹوا دیا غلط ہے۔ کیونکہ اصل درخت شجرۃ الرضوان حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بھی مشتبہ رہا۔ اگر معلوم ہو جاتا تو ایسا حکم نہ فرماتے جیسے ضعیف روایت سے بیان کیا جاتا ہے کہ درخت کٹوا دیا تھا اسلیے کہ تبرک سمجھا جاتا تھا۔ اگر یہی علت تبرک اور تعظیم کی مذموم ہوتی تو حضور سرعالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس درخت کو کٹوا دیتے تاکہ نجدیوں کے لئے حجت ہوتی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اور فعل انکے لئے حجت نہیں ہے دیکھئے کتابوں میں کیا لکھا ہے۔

۱۔ تفسیر خازن۔ صفحہ ۵۰ جلد چہارم۔ (ترجمہ) شیخین رضی اللہ عنہما نے طارق بن عبدالرحمن سے روایت کی ہے کہ میں بغرض حج جا رہا تھا۔ کہ میرا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ مسجد تو نہیں ہے۔ لوگوں نے کہا یہ درخت ہے جسکے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت رضوان فرمائی تھی۔ تو میں سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو سعید نے فرمایا۔ کہ میرے والد ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسوقت اس درخت کے نیچے بیعت کی تھی انہوں نے فرمایا کہ جب ہم اگلے سال اس طرف کو گئے تو وہ درخت نظر نہ آیا۔ نہ اسکو پا سکے ہماری نظروں سے وہ درخت غائب ہو گیا۔ سعید نے کہا کہ جب اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ عنہم نے اس درخت کا کہیں پتہ نہ پایا اور تمنے اسکو پا لیا۔ تو تم صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر عالم ہوئے (یہ کہکر) ہنس پڑے۔

۲۔ تفسیر خازن جلد چہارم و تفسیر سراج المنیر۔ ترجمہ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گذر اسی جگہ ہوا۔ جہاں وہ درخت (بیعت الرضوان) بیان کیا جاتا تھا تو اپنے رفیقوں سے دریافت کیا کہ وہ درخت کہاں ہے تو کسی نے کہا کہ اس جگہ اور کسی نے کہا اس جگہ جب آپ نے اس اختلاف کثیر کو دیکھا تو فرمایا۔ چلو درخت گم ہو گیا۔ اور یہاں سے ثابت ہو گیا کہ وہ اصلی درخت ملا ہی نہیں تو کیسے کٹوایا کس درخت کو اسلئے کسی درخت کے کٹوائے جانے کی روایت غلط یا ضعیف ہے۔ قابل اعتبار نہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ کسی متبرک جگہ یا آثار انبیاء علیہم السلام کے پاس نماز پڑھنا ناجائز ہے جس سے تعظیم انبیاء علیہم السلام یا جائے متبرک کی پائی جاتی ہے تو اس بات کا جواب کیا ہو گا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی شب کو شجرۂ موسیٰ علیہ السلام کے پاس مدین میں اور طور سینا پر جہاں موسیٰ علیہ السلام کیساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھا خود نماز پڑھی۔ اس کا کچھ جواب نہیں دیکھو کتب سیر جواہر البحار صفحہ ۱۱۸۴۔ یہ بات سنت نبویہ علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والسلام اور سلف صالحین سے لیکر اسوقت تک

ثابت ہے کہ جہاں کہیں نبی علیہ السلام یا بزرگان دین کا مزار شریف ہو وہاں برکت کے لئے مسجد بھی تیار کیگئی یا اگر پہلے بنی ہوئی ہے۔ تو کسی بزرگ کے وصال کے بعد اس کا مزار یا روضہ بھی اسی مسجد کیساتھ ہی بنا دیا گیا تاکہ خواص و عوام کا نماز میں برکات فیوض حاصل کرتے ہیں۔ اس تشریح کی ضرورت نہیں اپنی آنکھوں کے سامنے موجود ہے جہاں چاہو دیکھ لو۔

(۳) منہاج النبوت ترجمہ مدارج النبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۴۱۴ جلد دوم!

اس میں نہایت وضاحت کے ساتھ درج ہے۔ تفسیر خازن میں لکھا گیا ہے یعنی صلح حدیبیہ بیعت الرضوان کے دوسرے سال ہی صحابہ کرام اس طرف تشریف لے گئے اور اس درخت کو تلاش کیا۔ مگر وہ درخت نہ ملا۔ اور اسی طرح مواہب الدنیہ میں ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ طوالت ہے۔ اسقدر کافی ہے۔

قولہ۔ اچھوتی طرز کی بحث۔ الہامی تصدیق۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۰

اقول۔ مجیب صاحب اردو انوکھی کو اچھوتی لکھا۔ اس بحث میں مجیب نے مجھے خوب گالیاں دے کر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔ مگر میں کہتا ہوں ؎

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

میں نے تو اعداد وجمل آیات کے نکات جہاں کہیں کوئی ضرورت پیدا ہوئی لکھے تھے۔ مجیب نے اپنے غلط بلکہ اغلط اعداد جمل سے گالیاں دے کر اپنے دل کی آگ بجھا لیا۔ جس کو ناظرین و قارئین ملاحظہ کریں گے۔

قولہ معترض صاحب لکھتے ہیں۔ ختم اللہ علیٰ قلوبھم کے اعداد۔

۱۲۹۹ ہیں اور انکی مطابقت دہی دضعی مفتی عبد اللہ" سے ہے مگر ایکے اعداد ۱۵۵۰ ہیں تصدیق باطل شد مطابقت یہ ہے۔ فضل احمد گمراہ بد دین ختم اللہ (۱۲۹۹) علیٰ قلوبھم بلفظہ صفحہ ۱۲۵ سطر ۱۹۔

اقول۔ مجیب صاحب کے اعداد غلط ہیں ختم اللہ علیٰ قلوبھم کے اعداد جمل ۱۳۹۹ ہیں جن کی مطابقت اس طرح پر ہے۔

۱۔ دہی بد قسمت نیم مفتی عبد اللہ ۱۳۹۹
۲۔ دہی بد تر نیم مفتی عبد اللہ ۱۳۹۹
۳ مہر کی اللہ نے نیم مفتی عبد اللہ وہابی پر ۱۳۹۹
۴۔ دہی شکی نیم مفتی عبد اللہ ولد نعیم اللہ ۱۳۹۹
۵ نیم حکیم محمد حسین وہابی شیخ نجدی ۱۳۹۹
۶۔ بد قسمت بے بصر نیم حکیم محمد حسین وہابی بچہ نجدی ۱۳۹۹
۷۔ شیخ نجدی نیم حکیم محمد حسین وہابی ۱۳۹۹
۸۔ مہر کی اللہ نے نیم حکیم محمد حسین منکر وہابی کے دل پر ۱۳۹۹

مولوی اسمٰعیل دہلوی بانی وہابیت کی تاریخ موت سنہ ۱۲۴۶ھ

۱۔ اولیٰئک ھم شر البریۃ ۱۲۴۶
۲۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو ایک زکی یوسف زئی نے قتل کیا ۱۲۴۶
۳۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کو ایک یوسف زئی نے ہدف بندوق سے مار ڈالا ۱۲۴۶
۴۔ طشت از بام افتاد ۱۲۴۶

قولہ معترض صاحب لکھتے ہیں تن کفرتم بعد ایمانکم کے اعداد ۱۰۸۲ ہیں اور ان کی مطابقت" فرقہ زنادقہ نسب نجدیہ اسمٰعیلیہ وہابیہ دیو بندیہ" سے ہے۔ مگر اس کے اعداد ۱۰۸۳ مطابقت یہ ہے" نسبیہ بفضل احمد" ۱۰۸۲۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۵۔

اقول۔ کاتب کی غلطی سے لفظ" زندقہ" کا زنادقہ لکھا گیا۔ جس سے ایک عدد بڑھ گیا۔ دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۱۸۴ سطر ۹۔ جہیں لفظ

زندقہ لکھا ہوا موجود ہے۔ دیکھئے مطابقت یہی صحیح ہے۔

۱۔ تن کفرتم بعد ایمانکم ۱۰۸۲
۲۔ فرقہ زندقہ نسب نجدیہ اسمٰعیلیہ وہابیہ دیو بندیہ ۱۰۸۲
۳ ۱۰۱۲
۴ محمد حسین طبیب ابین آبادی وکل وہابی نجد وہندوستان ۱۱۱۲

نوٹ:" نسبیہ فضل احمد" کے لکھنے سے مجیب کو کچھ فائدہ نہیں ہے کیونکہ دنیا میں لاکھوں فضل احمد نام ہیں۔ سب کو گالیاں ہو ہیں

قولہ۔ مطابقت یہ ہے" منسوب بفضل احمد جاہل جہنمی زندیقی بیدین ۱۵۱۰
لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۱۵۱۰
بلفظہ صفحہ ۱۲۶۔ سطر ۲۔

اقول یہ دونوں ہی اعداد غلط ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین[۱] کے اعداد ۱۵۴۰ ہیں۔ اور اعداد" منسوب بفضل احمد جاہل جہنمی زندیقی بیدین" کے ۱۵۲۷ ہیں۔ افسوس آپ کے امدادی مولویوں نے بھی اسکی پڑتال اور تصدیق نہ کی اور نہ مقرظین اور مصدقین مولوی صاحبان نے اسپر نظر کی آنکھیں بند کر کے تقریظیں لکھدیں اور آج ان کو خجالت اور ندامت کا دیکھئے! مطابقت آیت صحیحہ یوں ہے۔

۱۔ لعنۃ[۲] اللہ علی الکٰذبین ۱۵۳۹
۲۔ حکیم محمد حسین قریشی بے ادب بے دین دشمن اسلام ۱۵۳۹
۳۔ حکیم محمد حسین بے ادب مردود از جناب رحمۃ اللعلمین ۱۵۳۹

قولہ۔ مطابقت۔ انسپکٹر لدھیانوی بد دین ۹۲۹
ولھم عذاب الیم ۹۲۹
بلفظہ صفحہ ۱۲۶۔ سطر ۵

اقول۔ مجیب صاحب کی عقل میں قصور اور فتور ہے اور مطابقت اعداد سے کوسوں دور اور نفور ہے دیکھو دونوں اعداد غلط ہیں آیت شریف ولھم عذاب الیم

[۱] رسم قرآنی کے خلاف الف زیادہ لکھ دیا رسم الخط علی الکذبین ہے ۱۲ منہ [۲] جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ۱۲ منہ [۳] ان کے لئے سخت عذاب ہے ۱۲ منہ۔

کے اعداد ۹۳۵ ہیں۔ اور پہلے جملہ انسپکٹر لدھیانوی بد دین کے اعداد ۹۱۹ ہیں یہاں بھی مجیب صاحب نے اپنے امدادی اور متعرضین و مصدقین مولویوں کی سخت کرکری کرائی کوئی مطابقت بن نہ آئی۔ حساب دانی بھی کام نہ آئی۔ رسوائی نے رو نمائی فرمائی
دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ یہ آیت شریفہ کفار کے حق میں بصیغہ جمع آئی ہے اور مجیب نے اپنی بیعلمی سے منفرد پر لگائی ہے۔
تیسری بات یہ ہے کہ لودھیانہ میں بیسوں انسپکٹر ہیں۔ میں اکیلا نہیں۔
چوتھی بات یہ ہے۔ صحیح نام لودھیانہ ہے جو لودھی کا آباد کیا ہوا ہے لدھیانہ غلط ہے۔

مطابقت اس طرح پر ہوتی ہے۔
(۱) ولھم عذاب الیم ۹۳۵
(۲) محمد حسین طبیب بد دین چیلا تجری و تمام وہابی ۹۳۵

قولہ۔ معترض کی کتاب "انوار آفتاب صداقت" کے اعداد ۱۳۳۷ ہیں اور اسکی مطابقت اس آیت سے ہے یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس اسکے اعداد تیرہ سو چھتیس ۱۳۳۶ ہیں۔ صرف ایک کا فرق ہے۔ اس ایک عدد کے فرق سے معلوم ہوتا ہے۔ ۱۳۳۷ میں سے ایک حصہ اچھا ہے جو زیر آیت مذکور نہیں آیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۲۶ سطر ۷۔
اقول مجھے نہایت افسوس کیسا تھ تعجب ہے کہ مجیب کی ایک بھی مطابقت پوری اور صحیح نہیں ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ جب اعداد جمل کو وہ شمار ہی نہیں کر سکتے۔ اور گننا جانتے ہی نہیں تو ناحق وقت کو ضائع کر کے اپنے معین اور دستگیر مولویوں کو بھی خجالت و ندامت اور جہالت کے دریا میں کیوں غرق کرتے ہیں۔
میاں مجیب صاحب! میری کتاب "انوار آفتاب صداقت" کے اعداد جمل تو ضرور ۱۳۳۷ ہے۔ جو تاریخ تالیف ہے۔ مگر آیت شریف کے اعداد جس سے مطابقت کی گئی ہے۔ اسکے اعداد اس سے نہیں ملتے آپ لکھتے ہیں کہ آیت یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس کے اعداد جمل ۱۳۳۶۔ جو بالکل غلط ہیں جمع کرنا بھی

ف ۱ ان کے لئے سخت عذاب درد دینے والا ہے ۱۲ منہ۔

آپ کو نہیں آتا۔ بندہ خدا اس آیت شریف کے اعداد جمل تیرہ سو چھیانوے ۱۳۹۶ ہیں۔ آپ پھر گن لو اور حساب کر لو اور اپنی غلطی حساب کے دریا میں غوطے کھاؤ۔ زندہ نکلو۔ یاد رب کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ آئندہ اس حساب میں نہ پڑو۔ نہ جھگڑو۔ نہ لڑو اور معینان و مقرظین کو بھی شرمندہ نہ کرو اور اب صحیح مطابقت کا ملاحظہ کرو۔
میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے اعداد جمل تیرہ سو سینتیس ۱۳۳۷ ہیں جو آیت شریف کتاب آیتہ (سورہ ہود) یعنے یہ کتاب ایسی ہے جسکی باتیں جانچ اور تصدیق کیجا چکی ہیں۔ اسکے اعداد تیرہ سو سات ۱۳۰۷ ہیں۔ اسمیں حرف ل اسم پاک اللہ تبارک وتعالٰے لطیف کا اول ہے۔ اسکو شامل کر کے پورے تیرہ سو سینتیس ۱۳۳۷ ہوئے۔ الحمد للہ علٰے ذالک دیگر مطابقتیں یوں ہیں۔
(۱) انوار آفتاب صداقت ۱۳۳۷
(۲) چراغ مجلس ۱۳۳۷
(۳) چراغ الایمان ۱۳۳۰
(۴) غالب شد ۱۳۳۷
(۵) ولی ظالم کش ۱۳۳۷
(۶) فضیلت زاہد ۱۳۳۷
(۷) فروغ دوام ۱۳۳۷
(۸) اثبات عقائد معیوب وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷
(۹) آئینہ اثبات باطل وہابیہ دیوبندیہ ۱۳۳۷
(۱۰) قاطع الوتین جان ناحق گو منافقین وہابیین ۱۳۳۷

دوسری مطابقت مجیب کے ساتھ

آیت شریف کے اعداد تیرہ سو چھیانوے ۱۳۹۶ ہیں جو مجیب نے اپنی بیعلمی سے تیرہ سو چھتیس ۱۳۳۶ لکھدیئے ہیں مطابقت یہ ہے۔
(۱) یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس ۱۳۹۶
(۲) ظلمت گاہ ۱۳۹۶

(۳) ظلمات گہ ۱۳۹۶
(۴) خر فروشی ۱۳۹۶
(۵) دیو مخذول ۱۳۹۶
(۶) بلا اثبات التوحید ۱۳۹۶

تیسری مطابقت کتاب مجیب

مجیب نے اپنی کتاب یا رسالہ کا نام اثبات التوحید رکھا ہے اسکے اعداد تیرہ سو تریسٹھ ۱۳۶۳ ہیں۔ وہ برابر ہیں خجل گشتی[۱۳۶۳]۔ بے شناخت[۱۳۶۳]۔ شغال کبود[۱۳۶۳] کے یعنے مجیب بے شناخت میری کتاب انوار آفتاب صداقت کے شغال کبود نیلے رنگ کے گیدڑ کی طرح نیل کے مٹکے میں گر کر نیلا بن کر دوسرے گیدڑوں میں متمیز ہونے کی خاطر میری کتاب کے جواب میں قلم اٹھایا آخر کو خجل گشتی سخت شرمندہ ہوا۔ اور اپنے امدادی مولویوں کو بھی اپنے ساتھ خجل کیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

چوتھی مطابقت کتاب مجیب

(۱) اثبات التوحید ۱۳۶۳
(۲) بے ادب طبیب کوٹ بھٹہ کی ہزلیات ۱۳۶۳
(۳) محمد حسین اجہل کے بیہودہ خیالات ۱۳۶۳
(۴) محمد حسین امین آبادی جہنمی کے وہابیہ شنیعہ ردی عقائد ۱۳۶۳
(۵) محمد حسین بید وہابی کی کتاب اوج طوفان بے تمیزی ہے ۱۳۶۳

یہ صحیح صحیح مطابقتیں کافی سے زیادہ ہیں۔ امید ہے مجیب صاحب مطمئن ہونگے۔
قولہ۔ ہماری مطابقتیں ان سے کئی درجہ زیادہ صحیح ہیں اور صرف نمونتہً چار مطابقتیں تو خاص ذات معترض پر ہیں۔ اور ایک مطابقت ان کی کتاب طوفان بے تمیزی پر۔ بلفظہ صفحہ ۲۰۶ سطر ۱۲۔
اقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آپ کی سب کی سب مطابقتیں غلط در غلط اور مجیب کے گلے کا ہار ہو گئیں۔ اب ادہر دیکھو اور سوچو اور گنو۔ گریبان میں منہ ڈالکر روؤ

اور اپنے آنسوؤں سے منہ کو دھو دو۔ دیکھو میں نے چار مطابقتیں مولوی عبداللہ مولف رسالہ اول پر اور تیرہ[۱۳] مطابقتیں مجیب صاحب کی ذات خاص پر اور چار مطابقتیں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تاریخ وفات پر اور چودہ[۱۴] مطابقتیں مجیب صاحب کی کتاب کی تکذیب اور دس مطابقتیں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کی صداقت پر یہ صرف بطور نمونہ ہیں۔ ورنہ اور بہت ہیں۔
قولہ۔ واللہ اس طرح کا ناجائز جواب دینے کو دل نہ چاہتا تھا۔ کیونکہ ایک کلمہ گو کے حق میں یہ توہین کے کلمات ہیں۔ سن بالسن والجروح قصاص بھی شرعاً جائز ہے معترض نے تمام علمائے سلف و خلف کو کافر کہنے اور انکی توہین کرنیمیں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ تو کچھ نہ کچھ انہیں بھی بدلہ پانا چاہیے بلفظہ صفحہ ۱۲۶۔ سطر ۱۔
اقول۔ مجیب صاحب کی چالبازی ملاحظہ ہو۔ گالیاں دیکر بظاہر مانتے ہیں کہ یہ توہین کے کلمات ہیں اور ایک کلمہ گو کے حق میں نہیں چاہیے اور ساتھ ہی قرآنی آیت بھی انکے جائز ہونیکی پیش کرتے ہیں۔ جبکہ انکے اعتقاد میں تمام مقلدین آئمہ اربعہ مشرک ہیں تو یہ کیا منافقت ہے کہ مجھے کلمہ گو سمجھتے ہیں۔ جنکے نزدیک ایک ہزار سال کیا بلکہ تیرہ سو سال سے تمام مسلمانان مقلدین کافر اور مشرک ہیں اور سوائے انکے صفحہ دنیا پر کوئی مسلمان ہی نہیں۔ میں نے تو اپنی کتاب میں کیسکو گالی نہیں دی اب جو کچھ میں نے انکی بابت اس بحث میں لکھا ہے۔ وہ بموجب حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ عوض معاوضہ گلہ ندارد۔
جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اسکے حبیب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین اور تمام صحابہ مہدیین رضوان اللہ عنہم کی توہین کرنیسے نہیں رکتے تو باقی انکی نظروں میں کیا حیثیت رکھتے ہیں جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے بھائی کے برابر جانتے ہیں تو میرے جیسے غلامان غلام حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر اور مشرک سے زیادہ درجہ کیا دے سکتے ہیں۔
مجیب صاحب سلف اور خلف کے معنے نہیں جانتے میں نے کیسکو بھی کافر نہیں کہا اور نہ لکھا یہ بالکل جھوٹ اور افترا ہے۔ سلف اور خلف مقلدین آئمہ اربعہ کو کافر اور مشرک کہنا اور لکھنا وہابیوں کا ہی کام ہے۔

ہاں! مجیب صاحب نے اپنے اشتہار اور اپنے رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر لوگوں کو بھڑکانے کیلئے یہ لکھا تھا کہ "شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔ مولٰنا اسمٰعیل شہید۔ مولانا رشید احمد گنگوہی مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی پر کفر کا فتوے لگایا ہے" یہ چار مولوی صاحبان اشتہار میں لکھے گئے ہیں۔ لیکن اب لکھتے ہیں کہ "تمام علمائے سلف وخلف کو کافر کہا ہے" اگر مجیب سچا ہے تو وہ فتادے دکھلائے جو میر بطرف سے انپر لگائے گئے ہیں ورنہ لعنۃ اللہ جو کاذبوں کے حق میں ہے قبول کریں مجیب صاحب کو جھوٹ بولنے کی بہت عادت ہے دراصل اس گروہ ہی میں جھوٹ کا بہت رواج ہے۔

جن چار مولویوں کا نام آپ نے لکھا ہے انپر خود انکے مریدوں اور معتقدوں یا مقتدیوں نے فتادے کفر لگائے ہوئے ہیں۔ یا انہوں نے خود بخود اپنے پر فتادے کفر عائد کئے ہوئے ہیں اور اپنے کلموں اور قلموں سے اپنے فتادے تکفیر بلا تکبیر لگائے ہوئے ہیں چنانچہ چنانچہ چھ فتادے دیباچہ میں اور دو فتادے عقیدہ نمبر سات میں کل آٹھ فتادے درج کئے گئے ہیں۔ یہ دو فتادے ہیں جو انکے ہم مذہب مریدوں معتقدوں نے انپر لگائے یا خود بخود اپنے قلم سے اپنے پر تکفیر کے فتادے لگا چکے ہیں لیکن مجیب صاحب ان فتادوں کا الزام مجھ پر لگاتے ہیں ان فتوودں کو اچھی طرح دیکھو۔ اور سوچو اور علمائے مفتیان مندرجہ فتادے کے نام پڑھو اور میرا نام انہیں لکھا ہوا دکھلاؤ جو ہرگز نہ دکھا سکوگے تب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھوٹ سے توبہ کرو میں تو پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں۔ اور کہتا رہوں گا۔ ؎

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خود کردرا علاجے نیست

میں کہتا ہوں کہ مجیب طبیب اور اسکے تمام جلیب لبیب جب اللہ تبارک وتعالٰی اور اسکے خاص حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع التابعین اور حضرت آئمہ مجتہدین ومحدثین ومفسرین رضی اللہ عنہم رحمہم اللہ تعالٰے اجمعین خصوصاً تمام مقلدین آئمہ اربعہ حنفی۔ مالکی۔ شافعی حنبلی سلاسل اربعہ یعنے نقشبندی قادری چشتی سہروردی کو کافر اور مشرک کہتے ہیں اور اپنی کتب میں لکھتے ہیں تو کوئی خیال نہیں کرتے اور اپنے چار کس مولویوں کو سلف اور خلف

میں داخل کرکے اتنے چیختے اور چلاتے ہیں کہ "تمام علماء سلف اور خلف کو کافر کہدیا" حالانکہ سوائے ابن تیمیہ کے باقی تین کس تیرھویں اور چودہویں صدی کی یادگار ہیں۔ سچ ہے کی آنکھ کا تنکا انکی نظروں میں پہاڑ دکھائی دیتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا پہلے میں لکھ چکا ہوں کہ غیر مقلدین کے اعتقاد میں تقلید شرک ہے اور مقلدین آئمہ اربعہ مشرک اور کافر ہیں۔ العیاذ باللہ لیکن رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرفعلی صاحبان مجیب صاحب کے دونوں بزرگ مذہباً امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مقلد اور مشرباً چشتی خاندان کے مسلمہ معتقد ہیں جب یہ بھی آپکے اعتقاد میں مشرک اور کافر ہیں تو آپ کے بزرگ کیسے ہوئے۔ یہ ساری کارروائی منافقانہ ہے اسلیئے کہ علمائے دیوبند تو میری حمایت میں ہو جائیں۔ یہ اجتماع الضدین کیونکر صحیح ہوسکتا ہے اسمیں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ علمائے دیوبند غیر مقلدین کے عقائد سے خوب واقف ہیں اس منافقت سے کچھ فایدہ نہیں۔ سورہ منافقون اور سورہ نور کی تلاوت کیجئے علمائے دیوبند کو اپنے ساتھ ملانے کی سعی نہ کیجئے۔ آپ ان کے بڑے بھائی بنے رہیئے اور قابیل کے درجہ کو اپنے ہاتھ سے نہ دیجئے۔

قولہ دوسرے اعتراض کا جواب

کعبۃ اللہ میں جو چار مصلے ہیں وہ لاریب امر زبون ہے۔ بلفظہ۔ صفحہ ۱۳۷۔ سطر ۸

اقول۔ مجیب صاحب نے بلا ترتیب خلط ملط جواب دیا۔ حالانکہ یہ عقیدہ وہابیہ نمبر ۵ کا باب چہاردہم میں لکھا تھا۔ مگر مجیب صاحب نے الٹ پلٹ کرکے میری کتاب کے خلاف لکھدیا۔ محفل میلاد مبارک کا جواب جو دیباچہ میں ہوچکا ہوا ہے اس عقیدہ کا جواب حسب وعدہ یہاں لکھا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ "سوال از آسمان و جواب از ریسمان" یوں ہوا کرتا ہے۔ دیکھئے مصلات کا زبون ہونا مندرجہ ذیل حدیث سے ثابت کرتے ہیں۔

قولہ عن ابی الھیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثک علیٰ ما بعثنی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تدع تمثالا الا طمستہ ولا قبراً مشرفا الا سویتہ (مشکوٰۃ باب دفن المیت) حضرت ابو الہیاج کہتے ہیں کہ مجھ کو علی رضی نے کہا کہ کیا میں تجھ کو ایسے کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ

نہ چھوڑ و کوئی مورت حتیٰ کہ مٹا دو اور نہ چھوڑو کوئی قبر اونچی مگر اسکو برابر کردو بلفظہ صفحہ ۱۲۷ سطر اول۔ مجیب صاحب کی دلیل ملاحظہ فرمائیے۔ کہاں اوجہ مصلات اور کہاں کفار کے مقبرات۔ حدیث شریف لکھدی مگر اسکا مطلب نہ سمجھا اور نہ سمجھ میں آیا کہ مصلی اور قبر ایک کیونکر ہیں۔ مطابقت کرنا (جیسے کہ اعداد میں بھی کر چکے ہیں) آپ کے کمالات میں داخل اسی لئے ہے۔ چونکہ آپ طبیب ہیں لہٰذا سنبل طیب یا پھٹکڑی سم الفار آپ کے نزدیک ایک ہی چیز ہے !!!

اچھا بتلایئے۔ اس حدیث شریف کے مطابق آپ کیا سمجھتے ہیں۔

اول۔ یہ مورتیں اور بلند قبریں مسلمانوں کی تھیں۔ اور مسلمانوں کی قبروں پر تمثال مجسمہ تصویریں۔ مورتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بنی ہوئی تھیں یہ بات حدیث شریف کے کون سے الفاظ سے پائی جاتی ہے۔

دوم حدیث میں ہے کہ قبروں کو برابر کردیا جائے۔ یعنے زمین کے برابر تاکہ کوئی نشان باقی نہ رہے۔ حالانکہ یہ امر سنت متوارثہ و متواترہ کے خلاف ہے۔

سوم تصویرات کا ذکر قبروں کے ساتھ کرنا کس مناسبت سے ہے۔

چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہ نے کس کس قبر صحابی کو گرایا۔

پنجم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلا مرضی اور بے دیکھے کن کن صحابہ کرام کی قبور بلند بنا رہو گئی تھیں۔ اور انکے اوپر ان کی تصاویر تمثال مجسمی بنائے گئے تھے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف تھی۔ ہر اپنے نیاز مندونکے جنازہ پر تشریف فرما ہوا کرتے اور قبرستان جنۃ البقیع میں ہمیشہ تشریف لیجایا کرتے تھے اور السلام علیکم یا اھل القبور الخ فرمایا کرتے تھے اور قبروں کو اپنے روبرو بنوایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر مکمل کرنے کے بعد ایک بہت بڑا پتھر قبر کے سرہانے رکھوایا۔ (جس کو ایک بہت بڑا کودنے والا اسپر سے کود نہیں سکتا تھا) اور فرمایا کہ یہ ہمارے دوست کا نشان ہے۔

ششم اور عدم موجودگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو قبریں بنیں وہ بھی ایسی اونچی اور تصویردار نہیں ہونگی۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلاف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کام نہیں کرسکتے تھے۔ تو پھر یہ قبریں جن کا ذکر حدیث شریف میں

آیا ہے کہاں کس جگہ کس شہر میں تھیں۔

ہفتم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیشتر عرب میں یہود اور نصاریٰ آباد تھے ان کی قبریں وہاں ہونی ضروری ہیں۔ مگر کسی حاجی ہندوستانی نے ان قبروں کو دیکھا ہے تو بتلائیں۔ اگر نہیں دکھا سکتے تو ہرگز نہیں دکھا سکیں گے۔ تو اس سے حدیث شریف کی تعمیل کی تصدیق ہوتی ہے پس یہی وہ قبریں یہود نصاریٰ اور مشرکین کی تھیں جنکو حضرت علی کرم اللہ وجہ یا حضرت ابو الہیاج رضی اللہ عنہ نے گرا کر زمین کے برابر کردیا تھا جن کا اب اسوقت کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ یہ بین دلیل اس بات کی ہے کہ جن قبروں کے گرانے اور زمین کے برابر کردینے اور تمثال کو مٹا دینے کا حکم حدیث شریف مذکورہ بالا میں ہے وہ قبور فی الواقع کفار یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی ہی تھیں لیکن وہابیوں کی عادت ہے کہ جن آیات کا نزول کفار کے حق میں ہے وہ مسلمانوں پر چسپاں کردیا کرتے ہیں اسی طرح جن احادیث میں کفار کی قبروں کا ذکر ہو وہ مسلمانوں کی قبروں پر وارد کرتے ہیں اب اس کے ثبوت میں احادیث اور کتب معتبرات پیش کرتا ہوں۔

جن قبور بلند یا تمثال کے گرا کر زمین کے برابر کردینے کا حکم دیا گیا تھا وہ قبور کفار کی تھیں۔

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ جلد دوم صفحہ ۲۶۱۔

امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بقبور المشرکین فنبشت۔ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ مشرکین کی قبریں گرادیجائیں سو گرائی گئیں۔

(۲) فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ جلد دوم صفحہ ۲۶۰۔

ھل تنبش قبور مشرکی الجاھلیۃ ای دون غیرھا من قبور الانبیاء واتباعھم لما فی ذلک اھانۃ لھم بخلاف للمشرکین فانہ لا حرمۃ لھم یعنی یہ عنوان ہے کیا مشرکین جاہلیت کی قبریں اکھاڑی جائیں یہ جائز ہے؟ (علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) سوا انبیاء علیہم السلام اور انکے متبعین کے۔ کیونکہ ان کی قبریں ڈھانے میں انکی اہانت ہے بخلاف مشرکین کے کہ ان کی حرمت نہیں۔

(۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۲۶۰۔

واما الکفرۃ فانہ لا حرج فی نبش قبورھم اذ لا حرج فی اھانتھم اور کفار کی قبریں کھودنے

اور گرانے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ ان کی اہانت میں حرج نہیں۔

(۴) حدیث شریف صحیح بخاری۔ صفحہ ۱۷۷۔ جلد اول۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ لعن اللہ الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیائہم مساجد قالت لولا ذلک لابرز قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم غیر انی اخشی ان یتخذ مسجدا۔ ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اس مرض میں کہ جسمیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے تشریف فرما ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ یعنی قبروں کو سجدہ کرنے لگ گئے۔ اسپر فرمایا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف لوگوں کے سجدہ کرنیکا خوف نہ ہوتا تو آپ کی قبر ظاہر میدان میں ہوتی نہ کہ حجرہ میں

(۵) رد المحتار شامی شرح در المختار جلد اول صفحہ ۲۷۹

وذکروا فی اماکن کمقبرۃ، لان اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد وقیل لانہ تشبہ بالیہود والنصاریٰ۔ یعنی قبرستان میں نماز مکروہ ہونیکی علت یہ کہ صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بناتے تھے اور انکی تصویروں کو پوجتے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ کراہیت کی علت یہود نصاریٰ کی مشابہت ہے۔

ان مذکورہ بالا اسانید سے یہ ظاہر ہے کہ وہ قبریں جن کے گرانے کا حکم ہوا مقادہ یہود و نصاریٰ و مشرکین کی قبریں تھیں جو بلند یا تصویر و مجسمہ بنائی گئی تھیں جنکو یہود و نصاریٰ و مشرکین سجدہ کیا کرتے تھے۔ نہ کہ مسلمانوں کی۔

اب میں مجیب کے زیادہ اطمینان کے لئے انکے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی بانی مذہب وہابیہ ہندوستان کی ہی تحریرات دکھلاتا ہوں۔ کہ جس سے صاف ظاہر ہوگا کہ جن قبور اور تماثیل کے گرا کر زمین کے برابر کر دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے وہ واقعی قبور یہود و نصاریٰ اور مشرکین تھیں۔ وھو ھذا۔

(۱) تذکیر الاخوان حصہ تقویۃ الایمان صفحہ ۱۹۱ سطر ۳

اصل ان کاموں کی یہود اور نصاریٰ سے ہے کہ وہ اپنے پیغمبروں اور بزرگوں سے

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حکم سے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا وہابیہ کے نزدیک غیر اللہ کو سجدہ کرنیوالا اور سجدہ کرنیکا حکم دینے والا دونوں مشرک ہیں۔ پس وہابیہ گروہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ معبود برحق اور اس کے تمام فرشتے سب کے سب مشرک ہوئے۔ اور شیطان لعین موحد نعوذ باللہ منہا۔ اب وہابیہ کو اپنا عقیدہ موحد تلاش کرنا چاہیے۔ نہیں تلاش کی ضرورت نہیں شیطان رجیم سے زیادہ کامل اور اکمل موحد کون ہوسکتا ہے جو مقابلہ میں پورا اترا اور خداوند تعالیٰ کے حکم سے بھی توحید کو نہیں چھوڑا۔ اور طوق لعنت دائمی حاصل کیا۔ غیر مقلدی ہو تو ایسی ہونی چاہیئے جو اپنے قیاس کے مقابلہ میں حکم خداوندی کا بھی انکار کیا جائے۔ العیاذ باللہ

علم کی فضیلت سے مجیب کی فضیحت

لیجئے! اب ہم علم کی فضیلت دکھلاتے ہیں، جس میں مجیب کتنا ہے کہ درجہ اور سرداری علم پر منحصر نہیں۔ اس میں ہم آپ کی اور آپ کے معین اور امدادی و متفرطین کی علمیت جہالت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وھو ھذا۔

(۱) تفسیر مدارک زیر آیت شریف وعلم آدم الاسماء کلھا الآیۃ لکھا ہے کہ اس آیت شریف سے مستفاد ہے کہ علم اسماء کا رتبہ اور درجہ عبادت سے اونچا ہے پس چہ جائے علم شریعت بلفظہ ترجمہ

(۲) تفسیر بیضاوی میں ہے کہ جان لو یہ آئتیں آدمی کی شرافت اور عبادت پر علم کی مزیت اور فضل پر دلالت کرتی ہیں۔

(۳) حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ دوسرا حکم علم کی مزیت اور فضل عبادت پر ہے اور وجہ دلالت آیت اسپر یہ ہے کہ فرشتوں کی عبادت بہت ہے انکے حق میں خدا کا فرمان ہے کہ رات دن خدا کی تسبیح میں سستی نہیں کرتے اور باوجود اسکے وہ خلافت کے لائق نہ ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام باوجودیکہ عبادت میں ان سے کم تھے۔ مستحق خلافت ہو گئے بسبب صفت علم کے

(۴) شہاب بیضاوی حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ کرنے میں تقدیم

بکوجہ علم تھا۔

(۵) تفسیر خازن۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر علم کے ساتھ ظاہر فرمائی۔ الخ

(۶) تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حق تعالےٰ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے میں کسی کمال حکمت کو ظاہر نہیں کیا۔ مگر انکا علم۔ پس اگر کوئی چیز علم سے اشرف ہوتی تو واجب تھا کہ اسکے ساتھ اُن کی فضیلت ظاہر کرتے نہ علم سے۔ جان لو کہ اس سے علم کتاب وسنت و معقول سب کی فضیلت پر دلالت ہے لیکن شواہد عقل علم کی فضیلت ہیں۔ پس ہم کہتے ہیں۔ جان لو کہ علم کا صفت کمال و شرف ہونا اور جہل کا نقص ہونا دانشمندوں کے نزدیک امر یقینی ہے۔ اس لئے اگر دانشمندوں کو کوئی جاہل کہدے تو اسکو رنج آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جھوٹ ہے اگر کوئی جاہل کو عالم کہدے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ ہرچند وہ جانتا ہے کہ میں عالم نہیں ہوں۔ اور یہ دلیل ہے اسپر کہ علم میں شرافت لذاتہ ہے اور وہ محبوب لذاتہ ہے اور جہل نقص لذاتہ ہے۔ پس علم جہاں پر ہوگا اس کا صاحب باحرمت اور عزت ہوگا پھر جب حق تعالےٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کا علم ظاہر فرمایا تو انکو مسجود ملائکہ اور خلیفہ عالم سفلی بنایا۔ اس میں دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام، علم کے سبب مستحق خلافت ہوئے تھے۔ بلفظہ کتاب مستطاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ حضرت مولنٰا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ ومصدقہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً صفحہ ۱۶۲ - ۱۶۳۔

پس ثابت ہوگیا کہ تمام مدارج اور فضیلتیں اور سرداریاں علم ہی پر منحصر ہیں اور مجیب کا کہنا اور مقرظین کا تصدیق کرنا باطل ہوگیا۔ وہابیہ کا شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہنا اور لکھنا ان کی سخت توہین کرنا ہے جو کفر ہے اور منافقانہ یہ کہدینا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کوئی فائدہ نہیں دیسکتا وہابیو! خدا سے ڈرو۔ اور اپنے موحد شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ بیان کرکے توہین نہ کرو اور نہ ایسی فضیلت اور درجہ اور سرداری علم اپنے شیطان لعین کے لئے تجویز کرو اور گمراہی اور کفر میں نہ پڑو۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے تم سے پھر آگے خواہ مانو یا نہ مانو

قولہ۔ معترض کے فتاووں اور تقریظوں پر نظر۔ معترض نے اپنی کتاب میں فتووں اور تقریظوں کے طومار باندھ دیئے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مولوی اسمٰعیل شہید اور مولوی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ہم سب کو کافر مرتد مشرک قرار دیدیا ہے الخ صفحہ ۱۴۳۔ سطر ۱۶۔

اقول۔ مجیب صاحب کی فتاوے اور تقاریظ علماء کرام وصوفیائے عظام پنجاب اور ہندوستان وغیرہ مندرجہ کتاب انوار آفتاب صداقت نظر دیکھ کر چند ہیا گئی اور حواس باختہ ہوگئے اور جواب دے سکے صرف یہ رونا رو یا کہ ہمارے فلاں فلاں بزرگ کو کافر اور مرتد اور مشرک قرار دیدیا۔ اور یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ آپ کے بزرگوں پر جو فتاوے تکفیر ہیں وہ میری طرف سے نہیں بلکہ علمائے کرام عرب عجم خصوصاً حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً یا ان کے خود اپنے قلم سے ان کے استادوں اور مرشدوں کی طرف سے یا انکے اپنے مریدوں معتقدوں کیطرف سے ہیں جیسے پہلے ظاہر ہو چکا ہے۔ مجیب کا مجھ پر الزام لگانا نرا بہتان ہے

قولہ حتی المقدور دینی احکام پر توجیندے لکھ چکا ہوں۔ اور بزرگوں کی نسبت بدظنیاں رفع کرچکا ہوں۔ اسی غرض سے یہ کتاب لکی گئی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۳۔ سطر ۱۷

اقول مجیب صاحب نے دینی احکام پر جو چندے وند سے پیسے معذور لکھے ہیں۔ ان کا نتیجہ خوب ادھڑ گیا۔ اور اپنے بزرگوں کی بدظنیاں منافقانہ رفع کرتا تو درکنار بلکہ اُن کو اور بھی واضح اور اظہر من الشمس کروادیا۔ اور اپنے ہی خود قلم کے لکھے ہوئے فتاوے اور اپنے ہی مریدوں اور معتقدوں کے فتاووں تکفیر کے تمغات سے معزز کروادیا۔ اور جو مخفی اور پوشیدہ باتیں تھیں وہ بھی ظاہر کروا لیں کتاب لکھنے کی غرض آپ کی خوب پوری ہوگئی اور اپنے امدادی اور مقرظین اور مصدقین مولویوں کو بھی اپنے ساتھ ہی درشتہ ندامت و خجالت و کفر میں بہادیا۔ مرداں چنیں کنند۔

قولہ باقی رہگئے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی انکے مذہبی مسائل کے اختلاف

کا جواب تو ہو چکا۔ مگر جو اُن کا معترض نے ایک انفرادی فعل لکھا ہے یعنے مولوی صاحب مذکور نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ لکھا تھا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴۔ سطر ۱

اقول مجیب صاحب کی عادت جبلی دروغگوئی کی ایسے پختہ ہو گئی ہے جو آخیر دم تک ساتھ جائیگی۔ تعجب ہے ایسے کاذب لوگ مصنف بنکر اپنا پردہ فاش کرتے ہیں لیکن پھر شرمندہ بھی نہیں ہوتے آپ لکھتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کے مذہبی مسائل کا جواب ہو چکا ہے۔ ایسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ میں نے گدھے کے سر پر ایک ایک گز لمبے سینگ دیکھے۔ یا یہ کہے میں نے بلی پر دار کو دیکھا جس نے تمام چڑیوں کو پکڑ کر کھا لیا۔ یا ایسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ کوٹ شبہ کے نیم طبیب نے مرگی کے مریض۔ ابد فوق کو اپنی ادویہ شورہ سے تندرست کر دیا لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم

اچھا مجیب صاحب! دکھلایئے مولوی اشرفی کا عقیدہ جو میں نے اپنی کتاب کے باب دوازدہم صفحہ ۲۵۳ میں انکے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ سے یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بلفظہ حفظ الایمان صفحہ ۷۔

اسکا جواب آپ نے کہاں لکھا ہے آپ کی کتاب کے کونسے صفحہ پر ہے۔ اسیطرح دوسرا عقیدہ اُن کا میں نے اپنی کتاب کے باب سیزدہم صفحہ ۲۵۷ پر یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۷۔ خدا سے ہمکو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نہیں (ع) با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست (بسط البنان)

فرمایئے! اسکا جواب آپ کی کتاب میں کہاں گذر چکا ہے۔ بندۂ خدا کچھ تو خدا سے ڈرو کیوں ایسا جھوٹ کہتے ہو کہ "مولوی اشرفعلی صاحب کی مذہبی مسائل کا جواب ہو چکا" بالکل جھوٹ لکھا۔

دوسرا امر آپ نے یہ لکھا ہے۔ کہ میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھا ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے بجائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ لکھا تھا یہ بھی نرا جھوٹ ہے۔ میں حیران ہوں اور افسوس کرتا ہوں۔ کہ جھوٹ کی بدبو مجیب صاحب کے دماغ میں ایسی گھس گئی ہے کہ نکل نہیں سکتی اور نہ نکلے گی۔ اور نکلے بھی کس طرح۔ جبکہ ہر رات شیطان انکے ناک میں پاخانہ پھیر رہتا ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ کہ میں نے کیا لکھا تھا۔ اور مجیب نے میری صاف اور عام فہم اردو کو کیا سمجھا وہ یہ ہے۔

"مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور حقیقت الہام کے ذریعہ بجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ گھڑ لیا" اور حوالہ اُسکا بھی دیدیا کہ یہ بات رسالہ امدادیہ ماہ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ میں درج ہے دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۲۲۲

اصل قصہ کا خلاصہ یہ ہے جو رسالہ امدادیہ میں لکھا ہے۔ کہ مولوی اشرفعلی صاحب ایک مرید خواب میں کلمہ پڑھنے لگا تو بجائے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اسکے منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے۔ لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ مرید کہتا ہے۔ کہ میں نے ہرچند چاہا کہ کلمہ طیبہ پڑھوں۔ مگر یہی کلمہ پڑھتا رہا۔ جب بیدار ہوا تب بھی یہی کلمہ پڑھا۔ لیکن کلمہ طیبہ زبان پر نہ چڑھا تب مرید نے اس خواب اور بیداری کا واقع اپنے پیر و مرشد مولوی اشرف علی صاحب کیخدمت میں لکھ کر بھیجدیا۔ پیر و مرشد پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ اور اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہاری خواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا پیر متبع سنت ہے۔ ختم ہوا خلاصہ۔

مولوی اشرف علیصاحب نے اس خواب پر اظہار مسرت فرماکر اپنا متبع سنت ہونا تعبیر فرمایا! اور مرید کو خوشنودی کا مژدہ سنایا یوں نہ فرمایا۔ کہ ارے بیوقوف یہ خواب شیطانی ہے اشرفعلی رسول اللہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص رسول ہونیکا دعوے کرے تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اسکے پیرو بھی کافر ہو جائیں گے مرید کو کوئی تنبیہ نہیں کی۔ اور نہ توبہ کی ہدایت

کی بلکہ اس خواب کی تعبیر سے تمام مریدوں کو رسالہ امدادیہ میں درج کرکے اس امر کے جواز میں سند عطا فرمادی۔ کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ثبوت اتباع سنت ہے۔ العیاذ باللہ

افسوس۔ مجیب نے اس رسالہ امدادیہ ماہ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ کو نہ دیکھا۔ لازم یہ تھا کہ پہلے اس رسالہ کو دیکھتے اور پھر خط کے ذریعہ مولوی صاحب سے دریافت فرماتے۔ یا خود انکی خدمت میں حاضر ہوکر انکی زیارت سے بھی مشرف ہوتے اور حقیقت بھی دریافت کر لیتے البتہ مجیب صاحب نے خط تو انکی خدمتیں لکھا۔ مگر انہوں نے ڈانٹ بتائی اور غصہ میں آکر انکار کر دیا۔ اور یوں فرمایا "اگر کہیں لکھا ہے تو بتاؤ۔ الخ"۔

اس جواب کے بعد بھی مجیب صاحب نے اس رسالہ کو نہیں دیکھا اور نہ مولوی صاحب کو اس رسالہ کا حوالہ دیکر دریافت کیا مولوی صاحب نے ایسی ڈانٹ بتائی کہ مجیب صاحب کو پھر ہوش نہ آئی۔ اللہ غنی!!

قولہ پنجاب کے ایک بزرگ جو پیر بھی ہیں۔ اُنکے مرید سے بوثوق معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اپنے مریدوں کی شفاعت کیلئے دعوے کرتے بلکہ وثیقہ لکھنے کو تیار ہیں۔ اُن کے صاحبزادے تعلیمیافتہ دیوبند بھی تقریظ تحریر فرماتے ہیں جیر نہایت تعجب کا مقام ہے کہ جہاں سے علم حاصل ہوا انہی کے برخلاف زبان دراز کیجائے بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۱۵۔

اقول۔ وہابیہ کو فقط پیر تیر کی طرح جگر کو چیر کر پار ہو جاتا ہے۔ یہ تحریر مجیب صاحب کی اعلیحضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر حافظ سید جماعت علیشاہ محدث علی پوری مدظلہ العالی کی نسبت ہے۔ جن کے ساتھ گروہ وہابیہ مرزائیہ نیچریہ چکڑالوی کو سخت بغض اور عناد ہے بلاشبہ حضرات مشائخ پیر اپنے اپنے مریدوں کی قیامت کے دن شفاعت کرینگے لیکن وہابیہ گروہ کا کوئی شفیع نہ ہوگا۔ جب کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے ہی منکر ہیں۔ اور پیر سے بیعت کرنا ہی شرک ہے تو انکی شفاعت کرنیوالا قیامت کے دن کوئی نہیں ہوگا۔ سیدھے جائیں گے ؎

خالق نے کیا بڑھائی ہے عظمت رسولؐ کی — کرتے ہیں انبیاء بھی اطاعت رسولؐ کی
دیکھو تو کیا بلند ہے رفعت رسولؐ کی — ہے عرش کبریا پہ سکونت رسولؐ کی
زاہد ہو ہزار۔ مگر اے وہابیو! — ہرگز نہ ہوگی تم کو شفاعت رسولؐ کی

قائل نہیں جو تم انکی شفاعت کے منکرو — کیا خاک ہوگی تمکو ہدایت رسولؐ کی
وہ جلیں گے روز محشر کو جہنم کی آگ میں — جو مانتے نہیں ہیں شفاعت رسولؐ کی

اعلیحضرت کے صاحبزادے اکبر حضرت مولنا حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی وہ بزرگ ہیں کہ جنہوں نے باوجود تعلیم اور سند یافتہ ہونے مدرسہ دیوبند کے اپنے عقاید حقہ میں دیوبندی عقائد کو جگہ نہ دی جیر بہت رنج کیا گیا ہے مگر مجیب صاحب کو یہ پتہ نہیں ہے کہ عقائد کا معاملہ اور ہے اور علم حاصل کرنا اور ہے علم تو کفار یہود و نصاریٰ سے بھی حاصل کر سکتے ہیں مگر عقاید میں انکا اتباع نہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بنا فائق بل تعریف ہیں اور حضرات بھی جنہوں نے مدرسہ دیوبند مخرب عقاید میں تعلیم پائی انکے تریاقی مادہ نے زہریلے مادہ کو اپنے پر اثر کرنے نہ دیا مجیب کی طرح خام طبیعت نہیں کہ جنکو اپنے تمام خاندان سنی حنفی مقلد ہونیکے باوصف صرف چھ ماہ کے ہی عرصہ میں صحبت غیر مقلدین کے زہر نے مسموم کر دیا۔ راستی اور حق شناسی یہی ہے کہ اتباع حق کیا جائے یہاں خداتعالیٰ اور اسکے حبیب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش ہوتا ہے۔ مدرسہ دیوبند کا کوئی لحاظ نہیں کرنا خداچنیں کنند۔ اسیوجہ سے مجیب صاحب اور بھی زیادہ تعجب کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

عجب یہ ہے۔ کہ معترض نے اپنی کتاب کی تقاریظ میں اکثر علماء تعلیمیافتہ دیوبند ہی سے تقریظیں لیکر شامل کی ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۴۔ سطر ۹۔

یہاں وہ مثل عائد ہوتی ہے الحدید یفلح بالحدید (لوہے کو لوہا کاٹتا ہے) منصف اور حق پرست ہونا علماء ہی کی شان ہے اور ناحق پرستی اور حق کا کتمان علماء سوء کا ایمان ہے العیاذ باللہ

قولہ اسی طرح لاہور کے کئی علماء کی تقریظیں شامل ہیں۔ جنہوں نے غالباً بلا تحقیق مصنف کی زبانی گفتگو پر اعتماد کرتے ہوئے تقریظیں لکھنے کو اپنا فخر سمجھا۔ ہمیں ان کے علم وفضیلت پر کوئی شبہ نہیں۔ لیکن صرف یہ پوچھتے ہیں۔ کہ افتراق امت کی انہوں نے کہانتک حفاظت کی۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴۔ سطر ۲۱۔

اقول۔ مجیب صاحب علماء کرام لاہور کی نسبت اپنے علم غیب سے (جو ان کے نزدیک شرک ہے) یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے بلا تحقیق اور ملاحظہ کتاب کے صرف میرے کہنے پر تقاریظ لکھدیں۔ اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ اُن کے علم اور فضیلت میں کوئی شبہ

نہیں۔ باوجود اسکے علماء کرام پر جھوٹی تقاریظ لکھنے کا ناپاک الزام لگا دیا۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
میں مجیب صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ امر آپکو کس طرح معلوم ہوا کہ علمائے کرام نے صرف
میرے کہنے پر اور زبانی گفتگو پر تقاریظ لکھ کر دستخط فرما دیئے کیا یہ واقع آپ کے روبرو
ہوا۔ یا یہ کوئی شیطانی مثل قادیانی الہام ہوا۔ باوجود اس کے کہ علماء کرام نے اپنی اپنی
تقاریظ میں درج فرمایا ہے کہ کتاب کے ملاحظہ اور مطالعہ کے بعد لکھا ہے کہ یہ آپکی جرأت ہے
کہ حضرات علمائے کرام پر کذب کا بہتان لگاتے ہیں اور شرم نہیں کرتے اور حدیث شریف
پر عمل کرتے ہیں اور قدم قدم پر جھوٹ بولتے آتے ہیں۔ مگر اسپر کوئی افسوس نہیں جبکہ
آپ کا خدا بھی جھوٹ بولتا ہے تو آپ کو تمام جہان ہی جھوٹا نظر آتا ہے گویہ بات نہیں
جھوٹ کا وظیفہ جیفہ وہابیہ ہی کے حصہ میں ہے۔ خدا کے فضل سے تمام سنی مقلدین
بالعموم اور احناف بالخصوص اس سے محفوظ ہیں۔

اس کے آگے آنجناب پر یہ جینہ آپ نے لکھدیا کہ "حضرت یہ پوچھتے ہیں کہ افتراق امت کی
انہوں نے کہاں تک حفاظت کی؟"

اور
نہایت افسوس کی بات ہے کہ خود مفترق اور فارق جماعت امت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام
ہمارے علماء کرام پر جھوٹا الزام دیکھو جب سب سے پہلے اس ملک ہندوستان میں عرب سے اسلام
اور مسلمانان تشریف لائے سب کے سب یکدل ایک جان ایک ہی مذہب حنفی کے پابند
تھے۔ بادشاہان اسلام بھی سب حنفی المذہب تھے۔ سب باہم بھائی بھائی شیر و شکر کیطرح محبت
و اتحاد سے متفق رہے کوئی جھگڑا کوئی تنازعہ کوئی خرخشہ نہ رہتا ہوا مگر جب تیرھویں صدی کا
منحوس نے اپنا دور دورہ کیا تو سب سے اول نجدیمیں ابن عبدالوہاب بموجب پیشگوئی رسول کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانئے فتنہ کا ظہور ہوا اس نے ایک کتاب التوحید کے نام سے لکھی جس
میں تمام مسلمانان سلف صالحین سے اپنے زمانہ تک کو مشرک قرار دیا۔ اسکا ترجمہ کچھ کانٹ چھانٹ
کرکے اور اپنی طرف سے فت فساد اور فتنہ و فتور کی ایزاد کر کے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے
تقویۃ الایمان جو دراصل تفویۃ الایمان ہے کے نام سے شائع کی اسدن سے افتراق بین المسلمین شروع ہو گیا پہلے
وہ گروہ وہابیہ پیدا ہو گئے پھر انہیں میں سے نیچری۔ مرزائی۔ چکڑالوی وغیرہ گمراہ فرق نکلے پس ثابت ہے
کہ افتراق امت انہیں لوگوں سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ سب امور احادیث اور کتب تاریخ سے ہویدا ہیں۔

ش دیکھو میرا مضمون مفصل "اتفاق و نفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے؟ تاریخی نام ہے" انجمن نعمانیہ
ہند لاہور کے سالانہ جلسہ سنہ ۱۳۲۵ھ میں پڑھا گیا ۱۲ منہ

شریعت سمجھا جاتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان باتوں پر اپنی ناراضگی ظاہر فرماتا اور آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا کہ یہ کام شریعت کے خلاف ہیں دیوار اور مسجد کو گرا کر
زمین کے برابر کردو اور کتبہ کو اکھاڑ کر کسی مزبلہ میں پھینک دو مگر یہ ہرگز حکم نہ ہوا۔

ابن سعود مردود شیخ النجد مطرود کی تمام کارروائی اس آیت شریف سے ہی
مردود ہو گئی اور وہابیان ہندوستان جو اسکی حمایت میں ہیں آیت ومن یتولھم
منکم فانہ منھم انہیں میں شامل ہو گئے۔

اس واقعہ سے دو باتیں اور وہابیہ سوز ظاہر ہوئیں۔ ایک یہ کہ کتے کے نام کی
برکت ایسی پائی گئی کہ اس آیت کو پاس رکھنے سے جس میں اصحاب کہف کے کتے کا
ذکر ہے کوئی کتا اس شخص کو ضرر نہیں پہنچائے گا۔

دوسری اصحاب کہف کے ناموں کی تاثیر اور برکت یہ کہ جہاں کہیں آگ لگ جاوے
انکے نام لکھ کر اس آگ میں ڈالدیئے جائیں آگ فوراً بجھ جائیگی۔ یہ برکتیں نیک
اور بزرگ لوگوں کی صحبت سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ کتوں سے
آدمی اشرف المخلوقات ہو کر داخل انسان ہو جاتے ہیں۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں۔ ؎

پسر نوح با بداں بنشست ۔۔۔ خاندان نبوتش گم شد
سگ اصحاب کہف روزے چند ۔۔۔ پئے نیکاں گرفت مردم شد

(۶) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ
(اے نبی) آپ کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو۔ اور اسکی قبر پر کھڑے بھی نہ ہو یہ
حکم خداوندی منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے اور اُن کی قبر پر فاتحہ کہنے کی ممانعت میں ہے
سورۂ توبہ)

نکتہ (آیت شریف) ولاتقم علیٰ قبرہ کے اعداد جمل ۹۹۴ ہیں اور ادھر قرن
الشیطان نجدو وہابیہ ہند طبیب ہندی کے بھی وہی ۹۹۴ اعداد جمل ہیں
یعنی نہ تو ان کے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے اور نہ انکی قبر پر فاتحہ پڑھی جاوے کیونکہ
یہ خود اسکی ممانعت کرتے ہیں۔

(۷) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وان اللہ یبعث من فی القبور (سورۂ حج) تحقیق ٹھیک

اللہ تعالے اٹھائیگا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں حساب لینے اور جزا و سزا دینے کے لئے۔

(۸) اللہ تعالے فرماتا ہے یاَیّھا الذین اٰمنوا لاتتولوا قوماً غضب اللہ علیھم قد یئسوا من الاخرۃ کما یئس الکفار من اصحٰب القبور (سورۃ الممتحنۃ) یعنے اے ایمان والو دوستی نہ کرو ان لوگوں سے جن پر اللہ تعالے نے غصہ کیا ہے تحقیق وہ ناامید ہوگئے ہیں۔ آخرت کے ثواب سے جیسے کہ ناامید ہوگئے ہیں کافر لوگ قبروالوں سے یعنے وہ جو اصحاب قبور سے ناامید ہوچکے ہیں کہ نہ ان کو فاتحہ ایصال ثواب کرتے ہیں اور نہ اُن سے جو پیغمبران علیہم السلام یا اولیاء کرام رحمہم اللہ ہیں کسی سے فیض امداد روحانی کی امید رکھتے ہیں اور یہی حال منافقین اور کفار کا ہے۔

نکتہ۔ آیت شریف یئس الکفار من اصحٰب القبور کے اعداد جمل ۱۹۳۲ ہیں۔ اور ادہر قرن الشیطان نجد وہابیہ ہند حجاب زدہ کے بھی وہی ۱۹۳۲ اعداد جمل ہیں۔

(۹) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ واذا القبور بعثرت (سورۃ انفطار) جب قبروں سے مردے زندہ کرکے اٹھائے جائیں (قیامت کے روز)

(۱۰) اللہ تعالے فرماتا ہے۔ افلا یعلم اذا بعثر ما فی القبور (سورۃ العٰدیٰت) کیا انسان نہیں جانتا کہ جسوقت ظاہر ہوگا۔ جو کچھ قبروں میں ہے۔ یعنے مردے زندہ ہونگے (قیامت کو)

(۱۱) اللہ تعالے فرماتا ہے ثم اماتہ فاقبرہ (سورۃ عبس) یعنے پھر مار ڈالا اُسے (آدمی کو) پھر قبر میں داخل کیا اسکو تاکہ اسکو مردار کی طرح نہ چھوڑا جائے۔

تفسیر عزیزی پارہ عم سورہ عبس میں شاہ عبد العزیز محدث رحمۃ اللہ علیہ اس آیت شریف کی تفسیر یوں فرماتے ہیں ترجمہ فارسی عبارت کا اردو میں عام فہم کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالے کا حکم قبروں میں دفن کرنے کا ابتدا میں اسطرح واقع ہوا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا۔ یہ سب سے پہلے واقع ہوا قابیل جانتا نہ تھا کہ اس [illegible] (ہابیل) کے جسم لاش کو ایک بڑی چادر میں باندھ کر اٹھائے پھرتا رہا

جب اسکو بہت تکلیف ہوئی اور عاجز ہوکر حیران ہوگیا ایک روز جنگل میں مغموم بیٹھا ہوا تھا کہ ناگاہ ایک کوا آیا اور ایک دوسرے کوے سے لڑائی کرکے اسکو مار ڈالا اور پھر اسنے اپنی چونچ سے زمین کو کھودا اور اس مردہ کوے کو اس گڑھے میں ڈالدیا۔ اور اسپر بہت سی مٹی ڈالکر تودہ کرکے اونچا کردیا۔ تب قابیل نے یہ دیکھ کر سمجھا کہ مردہ کے لئے ایسا کرنا چاہیئے اُس نے اپنے بھائی کی لاش کو دفن کیا اور قبر کو درست کردیا۔

جب حضرت آدم علیہ السلام نے وفات پائی آسمان پر سے فرشتے اترے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کے روبرو غسل اور کفن اور جنازہ اور قبر بنانے کا طریق عمل میں لائے۔ اس کے بعد اسی طریق سے معمول ہوگیا۔ یہ الٰہی تعلیم تھی پہلے قابیل کو زاغ کی معرفت سکھائی۔ اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے ذریعہ سے کیگئی یہ نعمت عظیم اور بزرگی ہے جو آدمی کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے۔ اگر مردہ کو جانوروں کی طرح زمین پر چھوڑ دیا جاتا تو متعفن ہوجاتا۔ اور جہان کو پراگندہ کرتا اور تمام انسان اس مردہ سے متنفر ہوجاتے اور برائی کرتے اور جنگلی جانور درندہ اور پرندہ اسکے اعضاء کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے کھاجاتے اور جانوران ناپاک مردار خوار اسکو اپنا طعمہ بناتے اور حقارت عظیم ہوتی اور اسکے عیوب عوام میں نظر آتے اور قدر و عزت اسکی آدمیوں کی نظروں میں گرجاتی اسواسطے مردہ کی تکریم اور عزت کے لئے قبر میں داخل کرنے کی وضع غیب سے تعلیم فرمائی گئی (اسکے آگے مردہ جلانے اور ہندوؤں کے فعل کی نہایت عقلی طور سے تردید کی گئی)

چونکہ دفن کرتے ہیں اجزائے بدن بتمامہ ایک جگہ رہتے ہیں اور روح کا علاقہ بدن کیساتھ براہ نظر عنایت بحال رہتا ہے اور تو روح کی زیارت کرنیوالوں اور ملنے والوں اور فایدہ اٹھانیوالوں کیساتھ سہولت سے ہوتی ہے تعین مکان بدن کے سبب سے گویا تعین روح کا ہے اور اس عالم کے آثار صدقات و فاتحہ و تلاوت قرآنمجید اس جگہ پر پہونچتے ہیں جہاں اسکا بدن دفن ہے۔ اور ان لوگوں کو افادہ اور اعانت بھی اسی جگہ متصور ہے بالجملہ طریق قبر و دفن آدمی کے حق میں نعمت عظیم ہے

ختم ہوا ترجمہ۔

دوسری جگہ سورہ المطففین میں فرماتے ہیں۔ مقام علیین ساتویں آسمان پر ہے۔ اور اسکے نیچے سدرۃ المنتہیٰ ہے اور اسکے اوپر عرش معلیٰ ہے اور نیک بندوں کے ارواح

موت کے بعد وہاں پہونچتے ہیں اور مقربین یعنے انبیاء و اولیاء اس میں رہتے ہیں اور عوام صالحین کے نام لکھے جانے کے بعد اور اعمال نامجات دیئے جانے کے بعد حسب مراتب آسمان و دنیا میں یا درمیان آسمان اور زمین اور یا چاہ زمزم میں انکے ارواح رکھے جاتے ہیں اور ان روحوں کا تعلق قبر کیساتھ برابر رہتا ہے۔ تاکہ زیارت کرنیوالے قرابتی اور باقی دوست قبر پر مطلع ہو کر ستائیش اور محبت کرنیوالے ہونے ہیں۔ کیونکہ روح کو قرب اور بعد مکان کا اس دریافت پر مانع نہیں۔ مثال اس کی روح کا وجود انسانی میں ہوتا نظر کی طرح ہے۔ کہ ستارہ ہائے ہفت آسمان کو چاہ کے اندر بھی دیکھ سکتی ہے۔ ختم ہوا ترجمہ۔

تیسری جگہ سورہ الشفقت میں فرمایا ہے۔ (ترجمہ) زندوں کی امداد مردوں کو پہنچتی ہے اور مردے انکی مدد کے منتظر ہوتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں کہ ابھی ہم زندہ ہیں لہذا حدیث شریف میں قبر کا حال درج ہے کہ مسلمان آدمی وہاں قبر میں کہتا ہے۔ کہ دعوتی اصلی کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ مردہ اس حالتمیں ڈوبنے والے کی طرح ہے۔ کہ استغاثہ فریاد رسی کرتا ہے۔ اور صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس وقت بہت کام آتا ہے یہی دلیل ہے کہ مسلمان لوگ ایک سال تک علی الخصوص چالیس دن تک موت کے بعد اسی قسم کی امداد میں بہت کوشش کرتے ہیں اور مردہ کی روح بھی موت کے بعد قریب قریب زندوں سے خواب میں یا عالم مثال میں ملاقات کرتی ہے اور اس کے دل میں جو ہوتا ہے اسکا اظہار کرتی الخ دیہ عوام مسلمانوں کے حالات ہیں۔

بعض خاص اولیاء اللہ کو تکمیل ارشاد اپنے بنی نوع کا آلہ قرار دیا گیا ہے اور اس حالتمیں وہ دنیا میں تصرف کرتے ہیں۔ ان کا استغراق کمال وسعت کیوجہ سے مانع نہیں ہوتا اور اویسی بزرگ کمالات باطنی ان سے حاصل کرتے ہیں اور صاحب حاجات اور مطالب مشکلات ان سے حل کرتے ہیں اور انسے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اور پاتے ہیں اور وہ بزرگان زبان حال سے یوں فرماتے ہیں۔ ع من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن۔ پورا بیت یہ ہے ؎

مرا زندہ پندار چوں خویشتن من آیم بجاں گر تو آئی بہ تن

یعنے مجھ کو اپنی طرح زندہ سمجھ تم اگر اپنے جسم کے ساتھ میرے مزار پر آؤ تو میں اپنی جان روح کیساتھ تمہارے پاس آتا ہوں۔ ختم ہوا ترجمہ تفسیر عزیزی کا۔

دیکھئے! اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے تعلیم الٰہی سے کوے نے قبر بنا کر دکھلائی اور کوے نے صرف گڑھا ہی نہیں کھودا بلکہ قبر کے اوپر مٹی کا ایک ڈھیر اونچا کر دیا۔ تاکہ قابیل کو معلوم ہو جائے تب قابیل پسر آدم علیہ السلام نے کوے کی تعلیم سے ویسے ہی قبر بنائی اور پھر دوبارہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات پر فرشتوں نے انکو غسل دیا۔ اور کفن پہنایا اور پھر قبر میں دفن کیا یہ بات حسب تعلیم خداوندی تمام اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے روبرو فرشتوں کی طرف سے وقوع میں آیا اگر وہابیوں کی حدیث یا قول ابوالہیاج کو لیا جائے تو اس میں قبروں کو زمین کے برابر کرنیکا حکم ہے جو کسی کو معلوم نہ ہو سکے اور نہ اسکا کوئی نشان ظاہر ہو لیکن یہاں پر کوے نے بھی قبر کو اونچا بنایا تاکہ قابیل کو معلوم ہو جائے کہ قبر کو اونچا بنانا چاہیئے اور پھر فرشتوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ یہ اس واسطے کہ قبر کا ہونا ہر کسی کو معلوم ہو سکے اور دیکھنے والوں اور زیارت کرنیوالوں کے لئے سہولت ہو۔ اس میں بہت سی باتیں وہابیہ کش بھی پائی گئیں

(۱) دفن کرنے اور قبر بنانے میں تکریم و تعظیم انسانی یا مسلمانی ہے۔

(۲) زیارت کرنے والے صاحب قبر سے استفادہ کریں۔

(۳) صدقات و فاتحہ اور تلاوت قرآن مجید بھی وہاں کیجائے۔

(۴) روحوں کا تعلق قبروں کیساتھ وابستہ ہے انکے لئے قرب و بعد نہیں۔

(۵) اس میں سوم۔ دہم۔ چہلم۔ برسی میں مسلمان لوگ ایصال ثواب فاتحہ خوانی کرتے ہیں ثابت ہو گئی۔ جس کے وہابی لوگ بڑے تشدد سے مانع ملحبیر ہیں۔

(۶) اولیاء کرام دنیا میں بحکم خداوند کریم تصرف کرتے ہیں اور یہ طاقت انکو عطا کی جا چکی ہے اور وہ زیارت کرتے اور حاجات طلب کرنیوالونکی حاجات کو پورا کرتے ہیں بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری طرح زندہ ہیں اور عالم ارواح یا مثال میں زائروں کی مدد کرتے ہیں۔

(۷) عوام مسلمان مومنین مرنیکے بعد زندوں کی خواب میں آکر اپنے دل کی باتوں کا

اظہار کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ

(۸) قرآنی آیات جو لکھی گئی ہیں۔ اُن سے قبروں کی موجودگی اور انکی تعظیم و تکریم ثابت ہے۔ ان کو گرانا یا منہدم کرنا اور بے نشان کر دینا کسی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ اب چند احادیث لکھی جاتی ہیں۔ جن میں قبروں کا ذکر ہے۔

چند احادیث تعمیر و زیارت قبور میں

مطلب

(۱) حدیث شریف سنن ابوداؤد جلد سوم صفحہ ۲۰۳ مطبع انصاری دہلی۔ عندنا الحدیث (ترجمہ) حضرت مطلب سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ اور جنازہ ان کا قبرستان میں لیگئے۔ اور دفن کر دئے گئے۔ تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اس بڑے پتھر کو وہاں سے اٹھالاؤ۔ وہ اٹھانے لگا۔ تو اسکو اٹھا نہ سکا تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود دونوں آستینیں چڑھا کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت کثیر جو اس حدیث کی سند کے ایک راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت مطلب نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو یہ خبر سنائی فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستینیں چڑھانے کے وقت آپ کے دونوں بازوؤں کی سفیدی جو میں نے دیکھی تھی وہ میری نظروں میں سمائی ہوئی ہے پھر پتھر کو خود حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سرہانے قایم کر دیا۔ اور فرمایا کہ میں اس پتھر سے اپنے بھائی عثمان کی قبر کی نشانی قایم کرتا ہوں۔ تاکہ اپنے اہل وعیال کو اس کے پاس دفن کروں۔ انتہیٰ۔

(۲) حدیث تعلیقات بخاری شریف صفحہ ۱۸۱ کتاب الجنائز قال خارجۃ بن زید رأیتنی ونحن شبان فی زمن عثمان رضی اللہ عنہ وان اشدنا وثبۃ الذی یثب قبر عثمان بن مظعون حتی یجاوزہ۔ یعنے حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہم جوان تھے اور ہم میں زیادہ کودنے والا وہ جوان گنا جاتا تھا۔ جو حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کی مقدار بلندی کو کود کر پرلی طرف چلا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری قبر اونچی اتنی بڑی تھی کہ اتنی بڑی بلندی پر سے کوئی بہت

بڑا جوان بھی کود نہیں سکتا تھا۔

(۳) حدیث شریف خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفےٰ مولفہ حضرت سید سمہودی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۳۵

ترجمہ۔ حضرت عمر بن دینار اور عبید اللہ بن ابی زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے گرد چار دیواری نہ تھی بعد دفن ہونے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس حجرہ کے گرد چار دیواری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنوائی عبید اللہ بن ابی زید فرماتے ہیں کہ یہ دیوار چھوٹی تھی پھر اسکو عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بنایا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں لڑکا قریب البلوغ تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں گھروں میں میری آمد و رفت تھی انکے چھتوں کو میں ہاتھ لگایا کرتا تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے حجرے بالوں کی چادروں کے تھے۔ جو عرعر کی لکڑیوں سے بندھی ہوئی تھیں۔

حضرت ہشام عروہ رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے۔ کہ جب چار دیواری حجرہ مبارکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا زمانہ ولید بن عبد الملک میں گرائی گئی۔ پھر اسکو سب نے از سر نو بنا دیا۔

(۴) حدیث شریف صحیح بخاری و اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۳۷۷ عن سفیان التمار انہ رأی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسنما یعنے حضرت سفیان (تابعی) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے مزار مبارک نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ قبر مبارک اونٹ کے کوہان کی طرح بلند تھی۔ مصنف ابی شیبہ میں ہے کہ سفیان التمار نے قبور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما تینوں کو کوہان شتر کیطرح بلند دیکھا (اشعۃ اللمعات صفحہ ۳۷۷ جلد اول۔

(۵) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری و رواہ ابو نعیم فی المستخرج قبر ابی بکر و عمر کذالک یعنے حضرت ابو نعیم نے مستخرج میں روایت کی ہے کہ ویسے ہی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبر۔ یہ بھی کوہان شتر کی طرح بلند تھیں۔

(۶) ایضاً وقال الشعبی رأیت قبور شھداء احد مسنمۃ وکذا فعل بقبر ابن عمر وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم یعنے شعبی نے فرمایا کہ شہداء احد اور حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی بھی قبریں کوہان شتر کی طرح تھیں۔

(۷) ایضاً المراد من مشرفۃ المذکورۃ فیہ ھی المبنیۃ التی یطلب بھا المباھاۃ یعنے قبر بلند کرنے کی مراد یہ ہے کہ جو فخر اور مباہات کی غرض سے بنائی جائے۔

(۸) غنیۃ المستملی میں ہے ان الاجماع علیٰ ان لیس المراد منہ التسویۃ بالارض یعنے اس بات پر اجماع ہے کہ قبر کو زمین کے برابر بے نشان کر دینا مراد نہیں ہے جیسے کہ آثار یے المبارج میں پہلے آچکا ہے۔

(۹) حدیث شریف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۷۶۵ مسلم شریف میں ہے حضرت بریدہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام تعلیم فرماتے تھے کہ جب قبرستان میں آؤ تو کہو السلام علیکم اھل الدیار (الحدیث) کہ ہمارا اسلام تمپر ہو اے قبر والو مسلمانوں مومنو! ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں اور ہم اپنے اور تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ سے عافیت چاہتے ہیں۔

(۱۰) حدیث شریف ایضاً صفحہ ایضاً ترمذی شریف میں ہے حضرت ابن عباس سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنۃ البقیع میں تشریف فرما ہوئے اور قبروں کیطرف منہ کر کے فرمایا السلام علیکم یا اھل القبور (الحدیث) سلام ہو تمپر اے قبروں میں رہنے والو اللہ ہم کو بھی بخشے اور تم کو بھی۔ تم ہم سے پہلے آگئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اسیطرح ایک اور حدیث مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور خود اپنا عمل کہ مردوں کو زندوں کیطرح یاد فرما رہے اور دعا مغفرت فرما رہے ہیں اور قبروں کو ملاحظہ فرما رہے ہیں جو انکے سامنے بنی ہوئی ہیں فرقہ وہابیہ قرن الشیطان نجد کے لوگ وہ ہیں جو اسکو بدعت اور شرک کہہ رہے ہیں۔ العیاذ باللہ

(۱۱) حدیث شریف بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۷ مطبع محمدی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۷۵۸ تعلیقاً ماتت الحسن بن حسن بن علی (الحدیث) ترجمہ جب حضرت حسن بن حسن بن علی کرم

اللہ وجہہ نے انتقال فرمایا تو انکی بیوی نے انکی قبر مبارک پر قبہ بنا کر (بطور خیمہ) رہنا شروع کر دیا۔ بعد ایک سال کے اس قبہ یا خیمہ کو اٹھا کر جب گھر کو واپس آنے لگیں کسی پکارنے والے کو سنا کہ وہ کہتا ہے کیا جن کو انہوں نے کھویا تھا انکو پا لیا پھر سنا کہ کوئی جواب دیتا ہے نہیں بلکہ نا امید ہو کر واپس پھرے۔

اس حدیث کی روایت سے ظاہر ہے کہ قبر پر رہنے کے لئے قبہ یا خیمہ لگا لینا جائز ہے کسی نے بھی صحابہ کرام میں سے انکار نہیں کیا۔ جبکہ یہ قبہ سال بھر قائم رہا۔
اس حدیث شریف کی شرح میں حضرت ملا علی قاری نے اپنی شرح مرقاۃ میں لکھا ہے کہ وہ قبہ اسلئے ڈالا گیا تھا کہ انکے دوست احباب وہاں جمع ہو کر تلاوت قرآن مجید و ذکر میں مشغول ہوں اور دعاء رحمت اور مغفرت آرام سے بیٹھ کر صاحب قبر کیلئے کریں یا کرتے رہیں۔ پہلے بھی اس بارہ میں لکھا جا چکا ہے۔

(۱۲) عینی شرح صحیح بخاری جلد چہارم صفحہ ۲۰۶ میں ہے۔ ترجمہ قبر پر قرآن شریف پڑھنے میں میت کے لئے یہ مصلحت ہے کہ قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن شریف پڑھنے کے لئے اور ذکر اللہ کرنے کو (جیسے عرسوں میں ہوتا ہے) اسواسطے علاوہ ثواب کے قرآن شریف پڑھنے کے میت نفع حاصل کرتی ہے۔

سنن ابو داؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مردوں پر سورہ یٰسین پڑھو اور نسائی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث ہے۔ اس سے ثابت ہے ثابت ہے، کہ قرآن شریف پڑھنے کیلئے قبہ بنانا جائز اور تلاوت قرآن سے میت کو نفع ہے،

دیگر کتب معتبرات سے قباب مزارات بنانیکا ثبوت

(۱) مجمع البحار الانوار۔ جلد دوم صفحہ ۱۸۷۔ لغت احادیث میں حضرت مولنا محمد طاہر حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قد اباح السلف ان یبنیٰ علیٰ قبور المشائخ والعلماء المشاھیر لیزورھم الناس ویستریحون بالجلوس فیہ یعنے بیشک سلف صالحین کے نزدیک مشائخ اور مشاہیر علماء کی قبروں پر مکان بنانا جائز ہے تاکہ زیارت کرنیوالے لوگ حاضر ہوں۔ اور وہاں بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت کریں اور آرام کریں۔

(۲) طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح صفحہ ۳۳۸ علامہ شیخ احمد طحطاوی فرماتے

ہیں۔ وقد اعتاد اھل مصر وضع الاحجار حفظا للقبور عن الاندراس والنبش ولا بأس به وفی الدرر ولا یجصص ولا یطین ولا یرفع علیه بناء وقیل لا بأس به وھو المختار

یعنے بیشک اہل مصر قبروں کی حفاظت کی غرض سے اپنر پتھر بچھانے کے عادی ہو گئے ہیں تاکہ بیٹھ جانے اور کھد جانے سے محفوظ رہیں۔ اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں اور درر غرر میں ہے کہ قبر پختہ نہ بنائی جائے اور اسکی لپائی نہ کیجائے اور اسپر عمارت اونچی نہ بنائی جائے مگر علما کا قول یہی ہے کہ ان باتوں میں کوئی ڈر یا مضائقہ نہیں اور یہی قول مختار ہے۔

(۳) میزان شعرانی صفحہ ۲۵۹ (کتاب الجنائز) ومن ذلك قول الائمة ان القبر لا یبنی ولا یجصص مع قولم بحنیفة رحمه الله بجواز ذلك فالاول مشدد والثانی مخفف

یعنے بعض ان مسائل سے جن میں اختلاف ہے درمیان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر آئمہ کے ایک یہ مسئلہ بھی ہے۔ کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک قبر کا پختہ بنانا اور گچ کرنا اور عمارت بنانا جائز ہے (بخلاف دیگر آئمہ کے)

(۴) تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۸۷۹۔ حضرت علامہ اسمٰعیل حنفی کشف النور عن اصحاب القبور سے نقل کرتے ہیں۔ ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمی سنة فبناء القباب علی قبور العلماء والاولیاء والصلحاء ووضع الستور والعمائم والثیاب علی قبورھم امر جائز اذا کان القصد بذلك التعظیم فی اعین العامة حتی لا یحتقروا صاحب ھذا القبر۔ یعنے بیشک بدعت حسنہ جو مقصود شرع کے موافق ہو اس کا نام سنت ہے۔ تو بنانا قبوں کا علماء اور اولیاء اور صلحا کے مزارات پر اور پردوں کا لٹکانا اور چادروں اور عماموں کا اپنر رکھنا امر جائز ہے جبکہ اس کے ساتھ اولیاء و صلحا کی تعظیم مقصود ہو تاکہ عوام الناس کی نظروں میں مزارات یا صاحب قبر کی تحقیر اور توہین نہ ہو۔

(۵) رد المختار شرح در المختار جلد اول صفحہ ۹۳۷ لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات۔ یعنے قبروں پر عمارت کا بنانا مکروہ نہیں جبکہ میت کسی مشائخ یا علماء اور سادات میں سے ہو۔

(۶) مرقاۃ شرح مشکوۃ شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔ بناء القبور قد اباح

السلف علی القبور المشائخ والعلماء المشهورین لیزورھم الناس ویستریحوا بالجلوس فیه یعنے تحقیق سلف صالحین نے مشائخ اور مشہور علماء کی قبروں پر عمارات کا بنانا مباح فرمایا ہے تاکہ لوگ انکی زیارت کریں اور وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔

(۷) تکملہ مجمع البحار الانوار صفحہ ۱۴۰ وقد اباح السلف البناء علی القبور الفضلاء الاولیاء والعلماء لیزورھم الناس ویستریحون فیه۔ یعنے بیشک سلف نے فضلاء اولیاء اور علماء کی قبروں پر عمارات کا بنانا مباح قرار دیا ہے۔ تاکہ لوگ ان کی زیارت کے وقت آرام پائیں۔

(۸) فتح الباری شرح صحیح بخاری (۳) حضرت ابن حجر رحمۃ اللہ سے منقول ہے قال ابن المنیر فی الحاشیة اراد البخاری ان الذی ینفع اصحاب القبور ھی الاعمال الصالحة وان علو البناء والجلوس علیه وغیر ذلك لا یضر بصورته وانما یضر بمعنا ہ اذا تکلم القاعد ونحو بما یضر مثلاً۔ یعنے علامہ ابن المنیر سے نقل ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے۔ کہ میت کو نفع ہوا سکے اعمال صالح ہیں اور قبر پر بلند عمارت بنانا اور وہاں بیٹھنا صورتاً مضر نہیں ہے بلکہ مضر کے معنے یہ ہیں کہ وہاں پر بیٹھنے والے فحش کلامی کریں یعنے عمارت بنانے میں برائی نہیں لیکن اگر وہاں بیٹھ کر فحش کلامی ہو تو یہ برائی ہے۔

(۹) یہی ابو الفضل ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وفیه جواز تعلیة القبر ورفعه عن وجه الارض یعنے اثر بالا سے ثابت ہے کہ قبر پر عمارت بنانا اور اسکا زمین سے بلند کرنا جائز ہے۔

(۱۰) شرح سفر السعادت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۷۲ در آخر زمان بجہت اقتصار نظر عوام بر ظاہر مصلحت در تعمیر و ترویج مشاہد و مقابر مشائخ و عظماء دیدہ چیزے افزودند تا از انجا ہیبت و شوکت اسلام و ارباب اصلاح پیدا آئید الخ بنا علی القبور کو حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ شوکت اسلام ظاہر فرماتے ہیں۔

(۱۱) تیسیر القاری شرح صحیح بخاری۔ گویند تجویز علائیہ ان جریدہ بر گور اراہ است تمود کہ گور را از زمین بلند بر آوردن و خیمہ بروے زدن روا باشد اگرچہ مردہ را نفع در عمل صالح او است شارح سبز تیر میں لگانا جائز کرنا اور قبر کو زمین سے بلند کرنا اور خیمہ اسپر لگانا روا ہے اگرچہ مردہ کو اس کے عمل صالح سے نفع ہے۔

(۱۲) **تحقیق الحق المبین** مصنفہ حضرت مولانا شاہ احمد رضی اللہ عنہ۔ پختہ ساختن قبر
از یاہ جائز است بلا کراہت کما فی الدر المختار وشرحہ۔ (تعمیر نمودن گنبد (قبہ) را
نیز صاحب در المختار فتویٰ دادہ است (فی شرح بطوالع الانوار)

(۱۳) **فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب** مصنفہ علامہ حضرت احمد
بن علی بصری رحمۃ اللہ علیہ (فی حق جواز البناء علی المقابر) وبعد ذکر واقعۃ البناء فی
عہد الصحابۃ علی قبور الشہداء فی اول خلافۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمحضر
من الصحابۃ وجم غفیر منہم واذا علمت ھذا فھذا البناء الذی علی قبور ھؤلاء
الشہداء من الصحابۃ رضی اللہ عنہم لا یخلوا اما ان یکون واجبًا او جائزًا بغیر کراھۃ
وعلی کل فلا یقدم علی الھدم الا راجل مبتدع ضال لاستلزامہ انتہاک حرمۃ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الواجب علی کل مسلم محبتھم ومن محبتھم وجوب
توقیرھم وبرھم والقیام بحقوقھم ای توقیرھم۔ یعنے (قبروں پر عمارات بنائے جانے
کے جواز میں) کہ قبروں پر عمارات کا بنایا جانا خلفاء راشدین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کے عہد میں شہداء کی قبروں پر واقعہ ہوا جو اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت
کے وقت تمام صحابہ جم غفیر کے روبرو ہوا پس یہ بناء علی القبور تمام صحابہ کرام کے روبرو
انکی رضامندی سے ہوئی۔ اس صورت میں یہ بناء واجب ہے۔ یا جائز ہے بلا کراہت ان
مزارات کے گرانے پر وہی شخص پیش قدمی کریگا جو سخت بدعتی اور گمراہ ہے کیونکہ اسنے
تمام صحابہ کرام رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی پرواہ نہ کی کیونکہ انکی محبت
تمام مسلمانوں پر واجب ہے جو ان سے محبت کریگا وہ انکی عزت بھی کریگا اور اسپر قائم
رہکر انکے حقوق کی توقیر کریگا (ہلاک الوہابین)

(۱۴) **نور الانوار**۔ وقد نقل الشیخ الدہلوی فی المدارج عن مطالب المومنین انہ
السلف اباحوا ان یبنی علی القبر المشائخ والعلماء مشہورین والجلوس فیہ لیحصل
الراحۃ الزائرین ویجلسون فی ظلھا۔ یعنے حضرت شیخ دہلوی (محمد عبد الحق) رحمۃ
اللہ علیہ نے مدارج میں مطالب المومنین سے نقل کیا ہے۔ کہ تحقیق سلف صالحین
قبور مشائخ اور مشاہیر علماء پر عمارات کا بنانا مباح لکھا ہے۔ تاکہ زائرین وہاں بیٹھکر
سایہ میں آرام حاصل کریں۔

(۱۵) **مفاتیح شرح مصابیح** (فقد جوزہ اسمٰعیل زاھد الذی من مشاھیر العلماء واما
المتاخرون فقد استحسنوا بتجصیص القبور (دجیر الصراط) حضرت اسمٰعیل زاہد جو مشاہیر
علماء سے ہیں فرماتے ہیں کہ علماء متاخرین نے قبروں کو گچ کرنا مستحسن سمجھا ہے۔

یادداشت نمبر ۱۳ میں اس کتاب کا ذکر ہے کہ جس کا نام **فصل الخطاب** فی
رد ضلالات ابن الوہاب ہے یعنے نجدی ابن عبد الوہاب کی کیفیت اسمیں لکھی گئی ہے
اس نے اور اسکے متبعین نے بھی قبور شہداء کو گرا دیا اور کھود کر شہداء صحابہ رضی اللہ عنہم
کی سخت توہین کی تھی۔ جیسے آجکل اسکے پوتے ابن سعود شیخ النجد مردود نے جنۃ المعلیٰ اور
جنۃ البقیع کے تمام مزارات ومقابر وماثر کو نہایت سخت توہین کر کے گرایا ہے یہاں کہ
اُن میں پیشاب اور پاخانہ کیا اور غلاظت ڈالدی ہے صرف روضہ مطہرہ باقی ہے
اور سب منہدم کر دیئے گئے ہیں اور روضہ مطہرہ پر بھی اسکی نیت بد ہے خدا تعالےٰ نے
اس مردود کو اسپر حملہ کرنے سے پہلے مقہور اور معذب فرمائے۔ آمین۔

علاوہ انہدام مقابر وماثر کے مسجد جن۔ مسجد ابو قبیس۔ مسجد حمزہ۔ مسجد بلال
مسجد انا اعطینک الکوثر وغیرہ بھی گرادی ہیں۔ العیاذ باللہ
فرمایئے مساجد کا گرانا کس مسلمان کا کام ہے کوئی شبہ نہیں کہ یہ کام
بڑے کافروں کا ہے

اس پر قرآن شریف گواہ ہے

لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ مزارات اور قبابے کا گرانا بھی کافروں کا ہی
کام ہے کہ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔
لیکن بعض منکرین (نجدی) کا قول ہے کہ ہم کو عوام پر خوف ہے کہ وہ اولیاء کیساتھ اعتقاد
کریں۔ اور انکی قبروں کی عظمت کر کے ان سے امداد اور برکت چاہیں اور سمجھیں کہ
خدا کیطرف سے اُن میں یہ اثرات ہیں اس صورت میں وہ کافر اور مشرک ہو جائیں۔
اسواسطے ہم منع کرتے ہیں اور قبور اولیاء کو گرا دیتے ہیں اور جو اسپر کپڑا چادر وغیرہ
پڑی ہے اسکو دور کر دیتے ہیں۔ اور اس طور پر ہم اولیاء اللہ کی توہین کرتے ہیں
ظاہر طور پر تاکہ عوام جاہل یہ جان اور سمجھ لیں کہ اگر ان اولیاء اللہ میں کچھ بزرگی یا
خدا کیطرف سے کچھ اثر ہوتا تو یہ اہانت اپنے پر سے دور کر لیتے پس جان لو۔ اور

یاد رکھو کہ تمام کا مران کے (نجدیوں کے) صریح کفر ہیں۔ جو فرعون لعین کے
سے انہوں نے اخذ کیا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قال فرعون
ذرونی اقتل موسیٰ ولیدع ربہ انی اخاف ان یبدل دینکم۔ فرعون نے کہا کہ
مجھے چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کردوں۔ اور اسے چاہیئے کہ اپنے رب کو اپنی مدد کیلئے
طلب کرکے پکارے بیشک میں خوف کرتا ہوں۔ کہ تمہارے دین کو وہ بدل دیگا۔

بعینہ یہ حالت ابن سعود مردود شیخ النجد کی ہے۔ کہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہا اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کے مزارات کو گرا
اپنے گھوڑے دوڑائے اور جند وقتیں ماریں اور پیشاب کیا اور یہ کہا۔ کہ اگر تمہارے بیچ
کچھ اثر ہے تو اٹھو ہمارا مقابلہ کرو۔ العیاذ باللہ

(۱۶) فتوح الحرمین مصنفہ حضرت غوث پاک غوث الثقلین پیر دستگیر شیخ سید
عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی صفحہ ۸۰ ابن سعود مردود قرن الشیطان
جو یہ کہتے ہیں کہ وہ مقلد ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا نرا جھوٹ
تو پکا خارجی ہے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں جسکو آٹھ
سو سال کا عرصہ گذرا ہے کہ حج بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ کی زیارت سے مشرف
ہوئے۔ انہوں نے تمام مزارات اور مولد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولد علی کرم اللہ
وجہہ اور مولد خاتون جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے تبرک حاصل کیا اور وہاں
نوافل پڑھے اور انکے نقشہ جات اپنی کتاب میں بناکر درج کئے ہیں دیکھو صفحہ ۸۰
حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب حنبلی ہونا اظہر من الشمس ہے میں نے ایک
مضمون بھی لکھا تھا جو اخبار سیاست اور انوار الاعظم میں چھپ چکا ہے جسکا عنوان ہے

زمیندار کے جھوٹے حنبلی اور ہمارے سچے حنبلی کا مقابلہ

اس مضمون کا حصہ بہت بڑھ گیا ہے اب میں مزارات کے گرانیکی چند وعید
جو احادیث و دیگر کتب معتبرات میں ہیں درج کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں

مزارات و مقابر کے گرانے والے کے لئے چند وعیدیں

واضح رہے۔ کہ فرقہ نجدیہ وہابیہ کو انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور عامۃ المسلمین

[اہل سنت] والجماعت کیساتھ سخت قلبی عداوت ہے۔ اسیواسطے اہانت قبور انبیاء وشہداء و
[اولیا]ء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انہدام اور نابود کرنا اس فرقہ کا شعار ہے یہانتک
[ارا]دہ ہے کہ روضہ مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نعوذ باللہ نابود کرنا جائے
[جیسا] کہ جنۃ المعلیٰ مکہ معظمہ اور جنۃ البقیع مدینہ منورہ کے تمام مقابر و مزارات اور مساجد کو
[ا]کھود ڈالا اور اچیر بول و براز کیا جاتا ہے ایسی حالنیں جب کہ ان کو (ابن سعود مردود)
[قدر]ت حاصل ہے۔ تو روضہ مطہرہ کی خیر نہیں۔ علامہ حضرت ابن علی بصری علیہ
[الرحم]ۃ اپنی کتاب فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب میں
[لکھتے] ہیں کہ منھا انہ صح انہ یقول لو قدر علی حجرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[لہد]مہا یعنی ان باتوں میں سے ایک بات یہ بھی صحیح ہے کہ وہ (محمد بن عبد الوہاب نجدی)
[کہتا] ہے اگر میں قدرت پاؤں تو روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توڑ ڈالوں
[خ]دا کی قدرت چوں پدر نتمام نتواں کرد پسر تمام کند۔ ابن سعود مردود قرن الشیطان
[اس]کے پوتے کو قدرت حاصل ہو گئی ہے۔ اپنے دادے کے ارادے
[کو پ]ورا کرے گا۔ لعنت اللہ علی الظلمین

اے خداوند کریم! تو اپنے فضل سے محفوظ رکھ اور اس مردود شقی ازلی
[کو] قطع الوتین کر آمین یارب العلمین بحرمت اپنے حبیب سیدنا
[المرسل]ین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم آمین۔

[کتاب] شفاء السقام علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ وحیاۃ الشہداء اکمل واعلیٰ نوعا
[م]ن الحیاۃ والرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبتہم واما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ
[واکم]ل واتم من الجمیع لانہا للروح والجسد علی الدوام۔ یعنی شہداء کی زندگی اکمل
[اور ا]علےٰ ہے اس زندگی دنیاوی سے وہ روزی دیئے جاتے ہیں۔ لیکن انبیاء
کی حیات اعلےٰ اور اکمل اتم ہے ان تمام شہداء سے اسلئے کہ وہ روح اور
[جسم] کے ساتھ ہمیشہ رہتے ہیں۔

[ملا] علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ۔ لا فرق لہم فی الحالین ولذا قیل اولیاء
[اللہ] لا یموتون ولکن ینقلون من دار الی دار الخ اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں حیات
[اور ممات] میں کوئی فرق نہیں ہے اسی لئے یہ کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے

دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

(۳) شرح الصدور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے چند روایات۔

(الف) امام عارف باللہ استاذ ابو القاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں اور حضرت ولی مشہور سیدنا ابو سعید خراز راوی ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا تھا۔ جب میں نے اسکی طرف نظر کی وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا یا ابا سعید اما علمت ان الاحباء احیاء وان ماتوا وانما ینقلون من دار الی دار یعنے اے ابو سعید تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں۔ اگرچہ مرجائیں تو یہی کہ ایک گھر سے دوسرے گھر کو جاتے ہیں۔

(ب) وہی حضرت ابو علی قدس سرہ راوی ہیں کہ ایک فقیر کو قبر میں اتارا جب کفن کھولا۔ اور اس کا سر خاک پر رکھدیا۔ کہ اللہ اس کی غربت پر رحم کرے۔ فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھے فرمایا۔ یا ابا علی تذللنی بین یدی من یدللنی۔ اے ابو علی تم مجھے اسکے سامنے ذلیل کرتے ہو جو میری ناز برداری کرتا ہے۔ میں نے عرض کی کہ اے میرے سردار کیا موت کے بعد زندگی ہے۔ فرمایا۔ بلیٰ انا حی وکل محب اللہ لانصرنک بجاہی غدا میں زندہ ہوں۔ اور خدا کا ہر پیارا زندہ ہے۔ بیشک وہ وجاہت وعزت قیامت کے دن مجھے ملے گی۔ اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

(ج) وہی حضرت جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرید جوان مرگیا مجھے سخت صدمہ ہوا۔ نہلانے بیٹھا گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتدا کی۔ جوان نے وہ کروٹ ہٹاکر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کردی۔ میں نے کہا جان پدر تو سچا ہے مجھ سے غلطی ہوئی۔

(د) وہی حضرت۔ حضرت امام ابو یعقوب سوسی نہرجوری قدس سرہ سے روایت کرتے ہیں ایک مرید کو نہلانے کے لئے تختہ پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے کہا جان پدر میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے۔ لے میرا ہاتھ چھوڑ دے

(ہ) وہی عارف ممدوح، روایت کرتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں ایک نے مجھ سے کہا۔ کہ پیرو مرشد! میں کل ظہر کے وقت مرجاؤنگا۔ حضرت ایک اشرفی لیں آدھی میں میرا کفن اور آدھی میں میرا دفن کریں جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آکر طواف

کیا پھر کعبے سے ہٹ کر لیٹا تو اس میں روح نہ تھی۔ میں نے قبر میں اتارا آنکھیں کھولدیں میں نے کہا کیا موت کے بعد زندگی؟ کہا انا حی وکل محب اللہ حی میں زندہ ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ کا ہر دوست زندہ ہے۔

(۴) تذکرۃ الموتے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

(ترجمہ فارسی) کہتے ہیں ہمارے ارواح ہمارے جسم ہیں۔ یعنے انکے ارواح جسموں کا کام کرتے ہیں اور کبھی انکے جسم نہایت لطیف ہوکر ارواح کے رنگ میں آتے ہیں کہتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور اولیاء کرام کے ارواح زمین اور آسمان اور بہشت میں جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ اسی زندگی کیوجہ سے ان کے جسموں کو قبر میں مٹی نہیں کھاتی بلکہ کفن بھی انکا ویسا ہی رہتا ہے۔ حضرت ابن ابی الدنیا حضرت امام مالک رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ مومنوں کی روحیں جہاں چاہیں، وہاں سیر کرتی ہیں مومنین سے مراد مومن کامل ہے اللہ تعالےٰ انکے جسموں کو روح کی قوت عطا فرماتا ہے کہ قبروں میں نماز پڑھتے اور ذکر کرتے، اور قرآن شریف پڑھتے ہیں اھ حیات اولیاء اللہ ثابت ہوگئی۔

(۵) شیخ الہند حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ اولیائے خدا نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقا وزندہ اند نزد پروردگار خود ومرزوق اند وخوشحال اند ومردم را ازاں شعور نیست اھ یعنے اولیاء اللہ صرف اس دار فانی دنیا سے دار بقا میں تشریف لیے جاتے ہیں اور وہ زندہ ہیں خدا کے نزدیک روزی پاتے ہیں اور خوشحال ہیں۔ لیکن عوام لوگوں کو اس سے شعور نہیں۔ حیات ثابت ہے۔

یہ مختصر حالات اولیاء کرام وشہداء عظام اور انبیاء امام علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ لیکن عامۃ الؤمنین، کے ایمان کو سلامت نہ رہتے ہوں تاہم انکی قبور پر بیٹھنے تکیہ لگانے اور انکے گرانے اور قبروں کے اوپر جوتوں کے ساتھ چلنے میں انکو ایذا ہوتی ہے جو احادیث سے ثابت ہے۔

(۱) حاکم وطبرانی عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا۔ فرمایا۔ یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک۔ یعنے قبر والے قبر سے اتر آ نہ تو صاحب قبر کو

ایذا دے اور نہ وہ تجھے ایذا دے۔

(۲) حدیث شریف سعید بن منصور اپنی سنن میں لکھتے ہیں کسی نے حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا۔ کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاتہ فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ یعنے مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا ناپسند ہے اسی طرح مردہ کی ایذا ناپسند ہے۔

(۳) حدیث شریف امام احمد علیہ الرحمۃ بسند حسن حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا فرمایا لا تؤذ صاحب ھذا القبر۔ اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا تکلیف نہ پہونچا (نمبر ایک میں بھی آچکا ہے)

(۴) حدیث شریف ابن ابی الدنیا۔ ابو قلابہ بصری سے روایت کرتے ہیں کہ میں ملک شام سے بصرہ کو جاتا تھا۔ رات کو خندق میں اترا وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ جب جاگا تو صاحب قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے لقد اذیتنی منذ اللیلۃ اے شخص تو نے مجھے ساری رات ایذا دی۔

(۵) حدیث شریف دلائل النبوت امام بیہقی اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان خدری اور وہ ابن مینا تابعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں مقبرے میں گیا دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹ رہا۔ خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا۔ کہ سنا کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے قم فقد اذیتنی اٹھ تو نے مجھے اذیت دی۔

(۶) حدیث شریف دیلمی نے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تخریج فرمائی ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ المیت یؤذیہ فی قبرہ ما یؤذیہ فی بیتہ میت کو جس بات سے گھر میں ایذا ہوتی ہے۔ قبر میں بھی اس سے اذیت پاتا ہے۔

(۷) حدیث ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ۔ یعنے مسلمان کو بعد موت کے ایذا دینا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں ایذا دینا۔

(۸) حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں علامہ نابلسی علیہ الرحمۃ سے ہے۔

الاذی واحترام یعلم بترک اہانۃ الحرمۃ والاستہانۃ فتاذی بذلک۔ یعنے قبر پر تکیہ لگانے سے جو اہل قبور کو ایذا ہوتی ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ جین جان لیتی ہیں کہ اس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا۔ لہذا ایذا پاتے ہیں۔

(۹) شرح مشکوٰۃ علامہ شیخ الہند شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ شاید کہ مراد آنست کہ روح دے ناخوش میدارد وراضی نیست بہ تکیہ کردن بر قبر دے از جہت تضمن اہانت واستخفاف نزد اوے اھ۔ قبر پر تکیہ لگانا صاحب قبر کی اہانت اور بے عزتی ہے۔ اس لئے اس کو ایذا ہوتی ہے۔

(۱۰) حدیث شریف ابن ماجہ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لان امشی علی جمرۃ و سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی ان امشی علی قبر۔ البتہ چنگاڑی یا تلوار پر چلنا۔ یا جوتا پاؤں سے گانٹھنا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی قبر پر چلو۔ (کل من اھلک الوھابیین علی توھین قبور المسلمین۔ مطبوعہ بریلی۔

(۱۱) حدیث شریف طبرانی نے الکبیر۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں لان اطأ علی جمرۃ احب الی من ان اطأ علی قبر مسلم مجھے بیشک آگ پر پاؤں رکھنا زیادہ پسند ہے مسلمان کی قبر پر پاؤں رکھنے سے۔

(۱۲) حدیث شریف آثار محمد رحمۃ اللہ علیہ شاگرد امام اعظم رضی اللہ عنہ۔ باب تسنیم القبور، محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم قال کان عبد اللہ بن مسعود یقول لان اطأ علی جمرۃ احب الی من ان اطأ علی قبر متعمداً قال محمد وبہ ناخذ بکرہ الوطأ علی القبور متعمداً وھو قول ابی حنیفۃ رح بالفظہ

ترجمہ۔ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود کہتے تھے (رضی اللہ عنہ) کہ البتہ چنگاڑی پر کھڑا ہونا میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں جان بوجھ کر قبر کو روندوں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہم اسی کو لیتے ہیں کہ جان بوجھ کر قبر کو روندنا مکروہ ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے۔

دیکھئے وہابیہ نجدیہ کا اعتقادی ایمان۔ جو عامل بالحدیث ہونے کا ادعا کرتے ہیں تمام قبور مزارات جنۃ المعلےٰ مکہ معظمہ اور جنۃ البقیع مدینہ منورہ کو روندنا اور ان پر

چلتا تو در کنار۔ کہ ادلی پھاوڑوں کسیوں سے گرا کر ہموار کر دیا۔ بلکہ انکو کھود کر ان میں ایانتاً واستخفافاً بول و براز کیا ہے۔ اور مساجد کو بھی مسمار کر دیا۔ ابن سعود ی نجدی قرن الشیطان اور اسکی قوم حزب الشیطان نے تمام صحابہ کرام اور امہات المؤمنین۔ بنات و بنین آل و عترت مطہرین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر ایذادی اور نہایت درجہ کی توہین کرکے انکے روحوں کو اذیت پہنچائی ہے۔ انکو ایذا پہونچانا خود حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ہے جیساکہ احادیث میں وارد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یؤذون اللہ ورسول اللہ لھم عذاب الیم سورہ توبہ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے عذاب سخت درد دینے والا ہے جو شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتا وہ خاص اللہ تعالےٰ کو ایذا دیتا ہے۔

دوسری آیت شریف ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذاباً مھینا (احزاب) یعنے تحقیق جس نے اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کو ایذادی اسپر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور ان کے لئے عذاب رسوا کرنے والا تیار کیا گیا ہے۔

تیسری آیت شریف۔ والذین یؤذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتاناً واثماً مبیناً (احزاب) جو لوگ ایذا دیتے ہیں۔ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بلا کسی کام کے تئے پس اٹھایا انہوں نے جھوٹ اور گناہ کا بوجھ۔

پس قرآن پاک سے ثابت ہوگیا۔ کہ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا ملعون اور کافر ہے اور اسی طرح مومنین اور مومنات کو قتل کرنے والا جہنمی اور کافر ہے۔ جیسے اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے۔ ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جھنم خالداً فیھا (الایۃ) یعنے جو شخص جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کرے اور اسکو دوزخ میں ہمیشہ عذاب دیا جائیگا۔

نظم حسب حال

غلام نبی کار ہے بول بالا — عدو نبی کا ہو مونہہ سارا کالا
ہمارے نبی کی ثنا کر رہا ہے — کتاب مقدس میں خود حق تعالیٰ

نبی یوں تو لاکھوں آئے ہیں و لیکن — ہمارے نبی کا ہے رتبہ نرالا
شفاعت کے منکر جو ہیں اے عزیزو — دو عالم میں مونہہ انکا بس ہوگا کالا
زباں اور مونہہ پر لگی مُہر اُن کے — لگا کفر کا ان کے دل پر ہے تالا
عداوت نے اندھے کئے سارے نجدی — چڑھا انکی آنکھوں پہ ہے موٹا جالا
کہیں قرن شیطان گت خیال ہیں — بنا بیٹھا ہر ایک نجدی کا سالا
گرائے ہیں جس نے مقابر مساجد — چھپیں سب وہابی ہیں نجدی کی لالا
کئے ظلم طائف میں خونریزیاں بھی — زن و بچہ بوڑھوں کو ہے مار ڈالا
کیا بے ستر بہت سیدانیوں کو — کیا جبر سے اُن سے منہ اپنا کالا
خدا ایسے ظالم کو غارت کریگا — جلے گا جہنم میں دکھ دینے والا
قیامت کو دیکھو گے اے سُنیو تم — وہاں پر وہابی کا مونہہ ہوگا کالا
یہ تسنیم عاجز بھی ہوگا وہاں پر — لگائے گا ہر اک وہابی کے بھالا

ابن سعود مردود شیخ النجد نے جو طائف میں مظالم کئے ہیں سیدوں ہاشمیوں اور شیعوں کو ناحق قتل اور سید زادیوں کی عصمت دری کرکے انکو قتل کیا۔ ان کی شہرگاہوں میں تلواریں ماریں بوڑھوں اور بچوں کو بے گناہ قتل کیا۔

یہ پہلا فتوے کفر کا ہے جو ابن سعود مردود نجدی پر ہے۔ دوسرا فتوے کفر اس پر ایذا دینا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے جو مزارات اہل بیت و صحابہ کرام کے مسمار کرنے سے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی۔ تیسرا فتویٰ قرآنی اسپر یہ ہے کہ مردود نے مساجد اللہ کو برباد اور مسمار کیا۔

چوتھا فتوے کفر اس پر یہ ہے کہ جو اسکے ہم مذہب اور ہم عقیدہ مولوی پنجابی مسمی عبدالاحد خانپوری غیر مقلد مقیم راولپنڈی نے دیا۔

دیکھو اخبار الفقیہ امرتسر جلد نمبر ۹ ہفتہ وار نمبر ۴۴ مورخہ بدھ ۷ ربیع الاول ۱۳۴۵ھ صفحہ ۲۔ کالم اول۔

خلاصہ یہ ہے کہ ابن سعود مردود نے حجاج سے محصول چنگی وصول کیا۔ جنکی نسبت حجاج
نے شہادت دی اور مولانا احمد مختار صاحب کا مراسلہ شائع ہوا کہ پچاس بوری گندم ہندوستان
سے غربا حجاز کے لئے بھیجی گئیں اور جدہ میں ان پر چنگی کے محصول کا تقاضا ہوا ہر چند کہا
گیا کہ یہ گندم خیرات کی ہے محصول معاف کیا جائے مگر ابن سعود نے معاف نہ کیا انہیں
دنوں میں مولوی عبدالاحد صاحب غیر مقلد نے ایک چورقہ شائع کیا۔ جسکا اقتباس یہاں درج
کیا جاتا ہے۔ جس میں مولوی صاحب نجدی نے چنگی وصول کرنیوالے کو کافر
لکھا ہے اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

(۱) جاننا چاہیئے ملازمت چونگی کی سخت حرام ہے اور گناہ کبیرہ زنا سے بدتر ہے۔
(۲) رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ چونگی والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔
(۳) چونگی والا تمام اقسام لینے والا چونگی کا اور لکھنے والا اسکا۔ گواہ اسکا تولنے والا
اسکا اور ماپ کرنیوالا اسکا اور غیر ان کا یہ سب بہت بڑے مددگار ظالموں کے ہیں بلکہ
وہ خود ظالم ہیں اسواسطے کہ وہ لیتے ہیں وہ مال جس کے وہ مستحق نہیں الخ
(۴) نہ داخل ہوگا جنت میں چنگی لینے والا اسواسطے کہ گوشت اسکا پیدا ہوتا ہے حرام سے
(۵) بہت احادیث میں آیا ہے کہ چونگی لینے والا دوزخ میں ہے۔
(۶) چونگی بدترین حرام ہے اور بہت بڑے حرام سے ہے الخ چورقہ کا صفحہ ۵۔

مولوی صاحب نے چونگی لینے والے کو ظالم لکھا ہے۔ جسکی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
والکفرون ھم الظلمون (سورہ بقرہ) جو ظالم ہیں وہی کافر ہیں۔ مفصل دیکھنا ہو۔
تو وہ چورقہ یا اخبار الفقیہ میں مضمون از جانب مولنا مولوی محمد شریف صاحب کوٹلوی

قولہ اگر مصلات اربعہ اور خانقاہوں کے بنانے کا ایک ہی حکم ہے تو آپ خود فیصلہ
کرلیں بلفظہ صفحہ ۱۳۷۔ سطر ۱۳

اقول مجیب کی فلاسفی عجیب ہے۔ کہ مصلات اربعہ موجودہ مکہ معظمہ اور خانقاہیں اور
قبریں سب ایک ہی حکم میں ہیں۔ لیکن اسپر کوئی دلیل نہیں یہ اپنا کوئی اجتہاد ہے اور دو
پڑھے ہوئے وہ بھی ادھورا مجتہد بن گئے ہیں کہتا ہوں کہ مجیب صاحب سے ؎

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت — تو سب کتابیں یک جاہل ہوکے پی جاتا

قولہ مولوی محمد لودھیانوی نے جو مولانا رشید احمد مرحوم کی نکتہ چینیاں کی ہیں عجب نہیں

کہ ستائر ایسی ہوں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۳۷۔ سطر ۹

اقول۔ مجیب صاحب شائد یا بد کا کیا مطلب بات چھپ نہیں سکتی۔ چونکہ احقاق حق
آپ کو مطلوب نہیں۔ اس لئے اغماض کرتے ہیں ؎

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

قولہ معترض نے متعصب لوگوں کے حوالوں سے جو مدرسہ دیوبند کو بدنام کرنا چاہا۔ اس کا
جواب کوئی ضروری نہیں مگر اتنا کہا جاتا ہے۔ کہ آپ کو تحصیل علوم دینی کے لئے پھلور جانا
چاہیئے۔ جہاں سے خود معترض نے پڑھا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷۔ سطر ۲۲

اقول مجیب صاحب واہ کیا کہنا ہے۔ عجیب دلائل ہیں۔ مدرسہ دیوبند کی
نسبت جو رسالہ مرقع منظوم چھپ گیا اور سہارنپور میں ہی انکے اپنے لوگوں نے اسکو
چھپایا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا تصدیق ہو سکتی ہے۔ اس میں میری مداخلت کیا
ہے اسکا جواب آپ کے پاس کچھ نہیں انہوں نے مدرسہ کی اصلیت کو لوگوں کے سامنے
کھول کر رکھدیا۔ آپ اس میں کیا بنا سکتے ہیں۔ مگر یہ تو کہیئے کہ دیوبند کا مقلدین کا
مدرسہ ہے اور آپ کسی کے نقل سے غیر مقلد ہیں اور آپ لوگوں کے نزدیک تمام مقلدین
آئمہ اربعہ مشرک ہیں۔ پس آپکے اعتقاد میں یہ مدرسہ مشرکین کا مدرسہ ہے
یہ آپ کی منافقانہ ہمدردی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
دوسرا آپ نے اس میں بہت بڑا مشرکانہ غضب کیا کہ علم غیب کا دعویٰ کردیا
کہ میں قلعہ پھلور کا پڑا ہوا ہوں۔
تیسرا آپ کا یہ علم غیب بالکل کذب اور نرا افترا ہے۔ جو لعنت اللہ کی وعید کا
موجب ہے میں بار بار یہی کہتا اور لکھتا چلا آیا ہوں کہ بلاشبہ آپ جھوٹ کے پتلے اور
افترا سازی کے کتھلے ہیں اور ساتھ ہی اسکے تلاوت قرآن مجید کی
کرتا چلا آیا ہوں۔ مگر آفرین ہے آپ کو کہ اس سے باز نہ آئے
بندہ خدا جھوٹ کی بھی کوئی حد یا انتہا ہونی چاہیئے مگر ہاں جب آپکے نزدیک آپکا
خدا بھی جھوٹ بول سکتا اور بولتا ہے تو آپ کو جھوٹ بولنے سے اجتناب کیوں ہو
اچھا فرمائیے آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں پھلور کا پڑا ہوا ہوں آپ کو کسنے کہا۔

کس طرح تصدیق ہوا۔ کیا شہادت ہے۔ کہ میں پھلور کا پڑھا ہوا ہوں یہ سارا جھوٹا علم غیب ہے۔ شاید آپ نے یہ قیاس کیا کہ میں پولیس کا ملازم تھا۔ اسلئے پھلور میں پڑھا ہو گا یہ وہی شیطانی قیاس ہے جسکی بابت لکھا ہے۔ اول من قاس الخ میں نے ڈپٹی انسپکٹری کا امتحان قانونی اپنے ضلع گورداسپور میں ۱۸۸۰ء میں دیا اور پاس ہوا اور پھر ۱۸۹۲ء کورٹ انسپکٹری کا امتحان قانونی دہلی میں دیا اور پاس ہوا۔ میں نے پھلور کی شکل بھی نہیں دیکھی اور نہ اسوقت قلعہ پھلور کی تعلیم کا کوئی نام و نشان تھا مگر افسوس جھوٹ کی حد ہو گئی۔

ہاں! علم دین اپنے والد علیہ الرحمۃ سے جو شاہان اسلام دہلی کے قاضیونکے خاندان راجپوتوں سے علاقہ شاہ پور کنڈہی اور پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور سے تھے پڑھا اور علم فارسی اور عربی اپنے استاد حضرت مولٰنا مولوی محمد سکندر رقال صاحب سے اور تفاسیر واحادیث شریف کا دور کیا۔ یہ سب تکمیل اکیس ۲۱ سال کی عمر تک کرکے پھر محکمہ پولیس میں ملازم ہو گیا۔ جو تمام محکمہ جات سے افضل اور شریعت کے مطابق ملازمت ہے۔ جس کے موجد حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے عنہ خلیفہ ثانی ہیں۔ اپنی ملازمت کی حالت میں بھی وہابیوں اور مرزائیوں کی تردید میں کتابیں لکھیں اور علماء نے پسند کیں اور شائع ہوئیں۔ اسوقت تک بیس ۲۰ سے زائد کتابیں اس ہیچمدان کی تصنیف سترہ ۱۷ موجود ہیں جو شائع ہو چکی ہیں اور یہ کتاب جسکو لکھ رہا ہوں انکے علاوہ ہے۔ انشاء اللہ یہ بھی شائع ہو گی۔ ہاں! آپ ہیں کہ کسی استاد سے علم دین نہ پڑھا ابتداء میں جب مقلد تھے پکی روٹی[1] پڑھی ہو گی۔ پھر جب غیر مقلد بنے تو اس سے بھی بیزار ہو کر پکی روٹی کو حرام قرار دیدیا۔ اس کے بعد خیر منکہ پڑھی۔ اور نیم طبیب بن گئے اور کچھ کتابت سیکھ لی۔ روٹی کا گذارہ ہو گیا۔ اور بس

قولہ معترض صاحب نے بتایا ہے کہ مفتی مفت خوروں کو کہا جاتا ہے یہ بالکل صحیح ہے۔ جسقدر چشم منظور آپ کی کتاب پر سب مفت خوروں کی تقریظیں اور فتوے مندرج ہیں الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۳۷۔ سطر ۲۵

اقول۔ الحمد للہ مجیب صاحب نے میرے لکھنے کو بالکل صحیح سمجھا اور مہر دچشم منظور کر لیا

[1] پکی روٹی ایک چھوٹی کتاب پنجابی زبان ۳۱ صفحہ ہیں ۱۲ منہ ۔ ایک چھوٹی سی کتاب طب پنجابی زبان میں ۱۲ منہ

اور وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتووں کی تعریف میں تھا۔ اور مولوی عبد اللہ مفتی بسی (جس کے جواب میں کتاب انوار آفتاب صداقت لکھی گئی تھی) کی نسبت سوال کیا گیا تھا جسکی اصل عبارت بلفظہ یہ ہے۔

"میں نے ایک راست گو وہابی مولوی سے پوچھا کہ مفتی کس کو کہتے ہیں تو اس نے مجھے جواب دیا کہ مفت خوروں کو میں نے سچ کہا ہے۔ وہابیہ قوم میں اسی قسم کے مفت خور مفتی ہیں۔ کہ جنہوں نے آپ کے رسالہ کی تصدیق کی ہے"۔ بلفظہ صفحہ ۲۷۵

قولہ۔ تیسرے اعتراض کا جواب (رسومات میت) بلفظہ صفحہ ۱۳۸۔ سطر ۲

اقول۔ مجیب صاحب نے جو عنوان لکھا ہے۔ وہ میری کتاب میں نہیں ہے۔ میرا عنوان یہ ہے عقیدہ نمبر ۲۳۔ وہابیہ دیوبندیہ۔ ختم بزرگان۔ مثل سوم۔ دہم۔ چہلم وغیرہ ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔

میں نے اسکے جواب میں وہابیہ کے اعتراضات کے جوابات دینے کے بعد آیات شریف۔ تفاسیر و احادیث شریف وکتب فقہ و دیگر کتب مصنفہ امام الطائفہ وہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی و پیر و مرشد دیوبندیہ حضرت حاجی امداد اللہ علیہ الرحمۃ اور مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور فتاویٰ علماء کرام کے لکھدیئے مگر افسوس ان میں سے ایک بات کا بھی جواب نہیں دیا۔ اور بعض اناپ شناپ اپنی طرف سے لکھدیا جو بالکل ردی میں ڈالنے کے قابل ہے۔ اور کچھ نہیں۔

قولہ۔ ایک قابل غور بات یہ ہے کہ ہندو لوگوں نے ہمارے مذہب سے ایک بات کو بھی اپنے مذہب میں رواج نہیں دیا۔ اور نہ انہوں نے ہماری کسی رسم کو اخذ کیا۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۰۔ سطر ۱۵۔

اقول یہ بھی غلط۔ مشکوٰۃ کے باب آداب الخلاء میں حدیث شریف موجود ہے جسمیں لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کے بعد اپنے ہاتھ مبارک مٹی سے ملکر صاف فرمایا کرتے تھے۔ یعنے پانی سے طہارت کرنیکے بعد ہاتھوں کو مٹی سے ملکر دھوتے تھے۔ اسی پر ہندوؤں کا عملدرآمد جاری ہے اور یہ بات ہندو لوگوں نے ہمارے مذہب سے لی ہے مگر ہاں! غیر مقلد لوگ مدعی عامل بالحدیث نے بھی

اس حدیث شریف کا عمل کر دیا ہے۔ مجیب صاحب ممکن ہے کہ کہدیں یہ مسئلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہندوؤں سے اخذ کیا ہے حالانکہ عرب میں ہندو کوئی بھی نہ تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بہت سے ہندو لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں بہت سے ہندو لوگ حضرت پیران پیر غوث الثقلین شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسلمانوں کی طرح تعظیم کرتے اور ماہ بماہ گیارہویں شریف کرتے ہیں بہت ہندو ہمارے زندہ اور مسلمان یافتہ بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو کر دعائیں کراتے ہیں اور نذر و نیاز ادا کرتے اور مسلمانوں کو بلا کر ختم پڑھواتے ہیں۔ یہانتک کہ اگر ہندو مرنے کے وقت جان کنی کی سخت تکلیف میں ہو۔ وہ سمجھیں کہ اسکی جان نہیں نکلتی۔ تو مسلمان میانجی کو بلا کر کہتے ہیں کہ میاں جی اسکو پڑھا دیجئے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ سناؤ۔ جب میاں جی اسکو کلمہ شریف پڑھ کر سناتا ہے تو اس کی جان قبض ہو جاتی ہے کہ کلمہ شریف کی برکت سے اسکی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ خدا کے فضل سے ممکن ہے۔ کہ اسکو ایمان نصیب ہو گیا ہے۔

قولہ۔ چوتھے اعتراض کا جواب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۱۔ سطر ۷

اقول۔ مجیب صاحب کا جھوٹ بولنا اور غلط عنوان لکھنا ان کی عادت مستمرہ ہے میرا عنوان یہ ہے۔ عقیدہ نمبر ۱۵۔ وہابیہ دیوبندیہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ اور عقیدہ نمبر ۲۳ کے بعد یہ عقیدہ نمبر ۱۵ لکھدیا ہے۔ لیکن جواب ندارد۔

قولہ۔ یہ فقرہ لکھتے ہیں معترض نے کمال کر دیا ہے ایسے علم اور فضل سے شیطان بھی ترسان ہوگا۔ مگر آپ جناب اہل علم کا اردو نہیں سمجھ سکتے۔ بلفظہ صفحہ ۱۷۲ سطر ۹

اقول۔ مجیب صاحب نے یہ خوب کہا۔ کہ میں اہل علم کا اردو نہیں سمجھ سکا۔ کیونکہ یہ اردو ان کا جرنیلی اور فالیزی ہے۔ ہاں آپ اردو کے سمجھنے میں کمال رکھتے ہیں۔ جو بیوہ رانڈ کو رنڈی (یا زن بیوہ عورت) شوربہ کو شوربا۔ کہلانے کو سہرواتے۔ اور پاگل کو پاغل لکھتے ہیں۔ میں نے اردو زبان میں قریباً بیس کتابیں تصنیف کیں اور علمائے کرام نے انکو پسند کیا۔ اور خاص دہلی میں عرصہ تک رہا۔ جو اصل اردو زبان

کا گھر اور دار الخلافہ ہے۔ جو شخص موضع کوٹ کھٹہ میں رہے جسکی بابت حدیث شریف میں وارد ہے۔ اور کسی بزرگ کا قول ہے۔ ؎

دہ مردہ مرد را احمق کند عقل را بے نور بے رونق کند

وہ مجھے لکھتا ہے۔ اور الزام لگاتا ہے۔ کہ میں اردو نہیں سمجھ سکتا۔ العجب!

مجیب صاحب یہ وہی اردو کا فقرہ ہے۔ جبکہ حضرت مولنا مولوی ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کا مناظرہ[1] مولوی خلیل احمد دیوبندی کے ساتھ ریاست بہاولپور میں ہوا۔ جو اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں لکھا تھا۔ اور قبول کیا تھا۔ تب فتوے وہابیت اسپر قائم ہوا۔ اور نہایت ذلت کے ساتھ ریاست سے نکالا گیا جہاں وہ مدرس اول تھا یہ وہی فقرہ ہے۔ جسکو حضرت مولنا پایہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً مولوی رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی استاد دیوبندیہ نے سمجھا وہی میں نے سمجھا۔ اور یہ وہی فقرہ اردو کا ہے جسکو حضرت شاہ امداد اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکی پیر و مرشد تمام دیوبندیہ نے سمجھا اور تصدیق کی اور علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتکریماً نے فتاوے کفر اور زندیقی کے دیئے۔ دیکھو کتاب مستطاب التقدیس لوکیل عن توہین الرشید والخلیل۔ جواب تو مجیب سے ہو نہیں سکا۔ صرف یہ کہدیا کہ علمائے اردو سمجھا نہیں۔

اچھا ہوئے تمام علماء احناف اہل سنت والجماعت تو بس ٹھیک ہی اردو کو نہیں سمجھے تو دہلی بھی نہیں سمجھے۔ تبلائیے آپ خود کیا سمجھے ہیں۔ وہی ہمیں سمجھائیے۔ بہرحال آپ بھی یہی سمجھے اور سمجھتے ہیں کہ شیطان لعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے العیاذ باللہ

اب میں آپ سے شیطان لعین کے وسعت علم کی بابت پوچھتا ہوں۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج شریف کی رات کو حرم شریف سے براق پر سوار ہو کر اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ساتھ ہوئے۔ شیطان لعین اُن کے ساتھ تھا۔ کیونکہ آپ اپنے اسی رسالہ میں اس طرح لکھتے ہیں۔

شیطان انسان کے جسم میں اس طرح پھرتا ہے۔ جیسے خون۔ اور حدیث

[1] یہ مناظرہ سنہ ۱۳۰۶ ہجری میں ہوا تھا۔ ۱۲ منہ مقام ریاست بہاولپور ۱۲

یں آیا ہے کہ ہر انسان کو چاہیئے کہ صبح اٹھ کر اپنے ناک کو اچھی طرح صاف کرکے کہ شیطان رات بھر ناک میں رہتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱۔ سطر ۱۹

کہیئے شیطان حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناک پاک میں رہتا تھا؟ جھٹ پٹ کہدیجئے کہ ہاں۔

اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت مقدس میں تشریف فرما ہوئے اور تمام انبیاء علیہم السلام کے امام بنے تو اسوقت شیطان رجیم ساتھ موجود تھا۔ اور جب آسمانوں پر تشریف لے گئے اور بعض پیغمبران علیہم السلام ہر ہفت آسمانوں پر ملے اور ان سے گفتگو ہوئی تو شیطان اسوقت تھا جب سدرۃ المنتہیٰ میں پہنچکر حضرت جبرائیل علیہ السلام مع براق رہگئے اور رفرف سواری کے لئے آیا اسوقت شیطان موجود تھا اور جب عرش معلے پر پہونچے اور حکم خداوندی اُدن منی! اُدن منی!! ہوا۔ اسوقت شیطان وہاں موجود تھا۔ اور جب اللہ تعالے کا بے حجابانہ دیدار ہوا اور انعامات واکرامات (وحی الی عبدہ ما اوحی علوم، دیلین وآخرین ما کان وما یکون) کے عطا ہوئے اسوقت شیطان لعین وہاں موجود تھا اور جب بہشت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا شیطان ساتھ تھا آپ اور تمام وہابیہ کے اعتقاد میں داخل ہے کہ ان تمام باتوں کا جو اوپر لکھی گئی ہیں شیطان لعین کو علم ہے تو ضرور شیطان رجیم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم زیادہ ہے گو بیشک اسکے دلائل قرآن اور حدیث شریعت سے بیان نہ ہوں۔ تب بیشک کوئی مسلمان مان نہیں سکتا۔ لیکن دلائل اثبات لانا ایسا ہی ہے جیسے اونٹ کو سوئی کے ناکے سے نکالنا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ اعتقاد رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیطان لعین کو علم زیادہ ہے پرلے درجہ کی گستاخی اور توہین ہے جو کفر اور ارتداد ہے۔ اور پھر یہ اعتقاد رکھنا کہ شیطان حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک میں خون کی طرح پھرتا تھا۔ اور رات کو انکے ناک پاک میں رہتا تھا۔ کفر اور ارتداد سے بھی بڑھکر ہے۔ العیاذ باللہ

میرا خیال یقین کے درجہ تک پہنچگیا ہے۔ کہ شیطان واقعی تمام خوارج وہابیہ غیر مقلدین کے ناکوں میں رات دن رہتا ہے اسلئے شیطنت اور کفر کی بدبو ان کی

ناکوں میں داخل ہو کر اُن کا مغز اور سارا جسم دین اسلام کی خوشبو سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ افتراق بین المسلمین ان کا شیوہ ہے اور یہی شیطان کا اپنا خاص فرض ہے۔ جو وہابیہ پر پورا ہوتا رہتا ہے۔

قولہ شیطان لوگوں کو گمراہ کرسکتا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۲

نہ ہی آپ کو (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) ہدایت یا گمراہی کا اختیار تھا بلفظہ صفحہ ۱۴۱ سطر ۲۵

اقول عجیب صاحب کا ایمان ہے کہ شیطان گمراہ کرسکتا ہے۔ حالانکہ خود کہتے ہیں کہ خدا کے سوا کسی کو کچھ اختیار نہیں اور نہ کوئی کچھ کرسکتا ہے۔ لیکن یہاں مانتے ہیں کہ شیطان لوگوں کو گمراہ کرسکتا ہے مگر ہاں! حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو ہدایت نہیں کرسکتے۔ حالانکہ اللہ تبارک وتعالے قرآن شریف میں فرماتا ہے وانک لتہدی الی صراط مستقیم (سورہ شوریٰ) یعنے اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بیشک سیدھے راستہ کی ہدایت کرتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت کرنے کا اختیار دیاگیا۔ اسی ہدایت کا نتیجہ ہے آج تمام دنیا پر اسلام پھیلا ہوا ہے اور وہی ہدایت کا ذریعہ ہیں ورنہ اللہ تعالے نے خود بخود بھی لوگوں کو راہ راست کی یا دین اسلام کی ہدایت کرسکتا ہے۔ لیکن پیغمبران علیہم السلام کا مبعوث فرمانا صریح دلیل ہے۔ اس بات کی کہ ہدایت کا ذریعہ وہی ہیں۔

قولہ اور فرشتوں کو بھی طاقت ہے۔ کہ آن کی آن میں تمام جہان کا سیر کرسکتے ہیں مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ظہور میں نہیں آیا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۲ سطر ۴۔

اگر عیسےٰؑ نے اکثر مردے زندے کئے اور آنحضرت صلعم[1] سے ایسا ظاہر نہیں ہوا تو کیا حضرت عیسےٰؑ کا مرتبہ اس بات سے زیادہ ہوگیا نہیں۔ آپ کا مرتبہ یہی ہے ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۲۔ سطر ۷

اقول۔ فرشتوں کی کیا طاقت ہے کہ جہاں وہ سیر کرتے ہیں وہ بھی سیر کریں۔ یہاں تک حضرت جبرائیل علیہ السلام جو مقربین میں سے ہیں شب معراج میں عرش معلی پر نہیں پہنچ سکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ رتبہ ہے کہ ہر جگہ کی سیر کریں۔ یہ تو ان کے

[1] حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظ سلام نہیں لکھا یہ بے ادبی ہے ۱۲ منہ [2] آنحضرت صلعم کے نام پر درود شریف پورا نہ لکھنا صرف اشارہ صلعم کرنا بدبختی اور بخل ہے ۱۲ منہ

ادنےٰ سے ادنےٰ غلام اولیاء کرام بھی کرتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیاء کرام سے ظہور میں آتا رہا ہے۔

اور عیسےٰ علیہ السلام کی بابت جو مردے زندہ کرنا لکھا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ثابت ہے کہ انکے نام لینے سے مردوں نے زندہ ہوکر شہادت دی۔ دیکھو۔

(۱) مجموعہ معجزات محمدیہ تصنیف حضرت مولنا مولوی مفتی محمد عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۷۵۔ ۷۶۔ ملخصاً و ملتقطاً

(الف) معجزہ۔ ۱۵۱۔ بیہقی اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جوان انصاری نے وفات پائی اسکی ماں بوڑھیا نے جو اندھی بھی تھی ہمنے اس سے تسلی کی باتیں کیں اس نے کہا میرا بیٹا مرگیا ہے ہمنے کہا کہ ہاں مرگیا ہے بڑھیا نے اللہ تعالےٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے دعا کی لڑکا زندہ ہوگیا اور ہمنے اسکے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

(ب) معجزہ۔ ۱۵۲۔ بیہقی نے عبد اللہ بن عبید اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ثابت بن قیس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ میں انکے دفن میں حاضر تھا جب وہ قبر میں رکھے گئے تو انہوں نے یوں کہا محمدؐ رسول اللہ ابوبکرہ الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم اس کے بعد پھر وہ ویسے ہی ہوگئے۔

(۲) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ حضرت محقق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول صفحہ ۳۷۴

(الف) بیہقی نے دلائل میں کہا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام کی۔ اس نے عرض کیا کہ میں ایمان نہیں لاؤنگا جبتک آپ میری بیٹی کو جو وہ چھٹپن میں مرگئی ہے زندہ نہ کریں پیغمبر خدا نے فرمایا تیری لڑکی کی قبر کہاں ہے مجھکو دکھا اس نے اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔ جب اُن سرور نے اس لڑکی کو پکارا تو اس لڑکی نے کہا لبیک وسعدیک پیغمبر خدا نے اس سے پوچھا کہ تجھے پھر دنیا میں آنیکی آرزو ہے اسنے عرض کی واللہ یا رسول اللہ بیتے قسم خدا کی میں نہیں چاہتی ہوں۔ یا رسول اللہ میں نے آخرت کو دنیا سے بہتر پایا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے ماں اور باپ تیرے ایمان لائے ہیں اگر تو چاہتی ہے تو تجھ کو پھر دنیا میں لاتا ہوں اس لڑکی نے کہا مجھ کو ماں باپ سے کچھ کام نہیں میں نے خدا تعالیٰ کو ان سے زیادہ مہربان پایا اور ان سے بہتر پایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کی اولاد کو جو بچپن میں مرتے ہیں۔ عذاب نہیں ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۷۴۔ سطر ۱۳

(ب) نقل ہے کہ ایک بار سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جابر رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان آئے جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا بڑے بیٹے نے جابر کے ذبح کرنا بکری کے بچے کا دیکھ کر اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کیا۔ جب اس کے پیچھے دوڑی تو وہ بڑا بیٹا بالا خانے پر چڑھ کے نیچے گر پڑا۔ اور مرگیا۔ آنسرور نے دونوں بیٹوں کے حق میں دعا کی خدا کے فضل سے وہ دونوں زندہ ہوئے۔ یہ قصہ شواہد النبوت میں مفصل مذکور ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۷۴

(ج) زندہ کرنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، اپنے ماں باپ کو حدیثوں میں آیا ہے لیکن محدثوں کو ان حدیثوں کی صحت میں کلام ہے پر بعضے مناظرین نے اس حدیث کو صحیح رکھا ہے۔ بلفظہ صفحہ ۳۷۵

(د) ابونعیم نے روایت کی ہے کہ جابر ایک بکری پکا کر حضور میں لایا۔ حضرت نے لوگوں کو ارشاد کیا کہ کھاؤ مگر ہڈیاں اسکی نہ توڑو۔ جب کھا چکے تو سرور عالم نے ہڈیاں اسکی جمع کرکے ہاتھ اپنا رکھا اور کچھ فرمایا۔ یکایک وہ بکری کان جھاڑ کے اٹھ کھڑی ہوئی غرض کہ ایسے معجزے جو آں سرور نے مردوں کو زندہ کیا بہت ہیں۔ الخ بلفظہ صفحہ ۳۷۵

مجیب کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مردوں کا زندہ ہونا ظاہر نہیں ہوا۔ غلط اور بے علمی کا موجب نکلا۔

میں کہتا ہوں۔ کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ہستی ہے کہ جنکے وجود باوجود سے تمام مخلوق کی ہستی ہے اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا جو فضائل تمام انبیاء علیہم السلام میں جداگانہ تھے وہ سب مجموعۃً حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود تھے اور ہیں۔

دیکھو۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی کیا فرماتے ہیں۔ مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت صفحہ ۳۲۸۔ سطر ۱۲۔

شریک اور ہمسر کوئی نہیں۔ اس سرور کا دنیا اور آخرت میں ایک کوئی
پیغمبروں سے الخ بلفظہٖ

وہ سرور اشرف البشر و سید ولد آدم اور افضل الناس ازروئے منزلت کے
اور اعلےٰ ہے ازروئے درجے کے اور جو کچھ کہ انبیاء کو کرامات اور کمالات
حاصل تھا۔ اس جناب کے تئیں مانند اس کے یا فضل اس سے حاصل تھا
خصائص اور افزونیوں کے جو اس سرور کو حاصل ہے اسکو نہیں ہے۔
بلفظہٖ صفحہ ۲۸۸۔ سطر آخیر

سچ ہے۔ ع آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری

اور ساتھ ہی اسکے مجیب صاحب کہتے ہیں۔ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔
میں کہتا ہوں۔ جنکا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ بڑے
بھائی کے برابر ہے تو انکے نزدیک بڑا بھائی خدا کے بعد بزرگ ہے یا جن کا عقیدہ ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ کیا چمار
کا درجہ بھی خدا کے بعد بزرگ ہے اور پھر شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے علم سے زیادہ کہنا۔ العجب! ایک طرف گالیاں دینا اور دوسری طرف منافقانہ یہ
کہدینا کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر یہ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور اور کھانے
کے اور۔ اسپر کوئی مسلمان اعتبار نہیں کرسکتا غیر مقلدوں پر اعتبار کیسے ہوسکتا ہے۔
جب کہ وہ خدا کی بھی تقلید نہیں کرتے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

قولہٗ درجہ اور سرداری علم پر منحصر نہیں ہے الخ بلفظہٖ صفحہ ۲۴۲۔ سطر ۳)
اقول مجیب صاحب شیطان کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ
مانتے ہوئے اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ درجہ اور سرداری علم سے نہیں یعنے شیطان
ضرور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم ہے مگر افسوس آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں
کہ تمام مدارج اور سادات علم ہی کے ذریعہ سے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے حضرت
آدم علیہ السلام کو علم ہی کے ذریعہ یہ سرداری اور درجہ دیا کہ تمام ملائکہ سے انکو سجدہ
کروا دیا اور شیطان جنکو معلم الملکوت کہلاتا تھا اس سجدہ سے منکر ہوکر مورد لعنت ہوا۔
یہاں ایک عجیب نکتہ ہے جس سے وہابیہ گروہ کے لئے موت کا سامنا ہے وہ یہ

ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خود اپنے حکم سے فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا
وہابیہ کے نزدیک غیر اللہ کو سجدہ کرنیوالا اور سجدہ کرنیکا حکم دینے والا دونوں مشرک
ہیں۔ پس وہابیہ گروہ کے نزدیک اللہ تعالےٰ معبود برحق اور اس کے تمام
فرشتے سب کے سب مشرک ہوئے۔ اور شیطان لعین موحد
نعوذ باللہ منہا۔ اب وہابیہ کو اپنا خدا موحد تلاش کرنا چاہیئے۔ نہیں تلاش کی ضرورت نہیں
شیطان رجیم سے زیادہ کامل اور اکمل موحد کون ہوسکتا ہے جو مقابلہ میں بیچارہ اتنا
اور خداوند تعالےٰ کے حکم سے بھی توحید کو نہیں چھوڑا۔ اور طوق لعنت ماوامی حاصل
کیا۔ غیر مقلدی ہو تو ایسی ہونی چاہیئے جو اپنے قیاس کے مقابلہ میں
حکم خداوندی کا بھی انکار کیا جائے۔ العیاذ باللہ

علم کی فضیلت سے مجیب کی فضیحت

لیجئے! اب ہم علم کی فضیلت دکھلاتے ہیں۔ جس میں مجیب کہتا ہے کہ درجہ اور سرداری
علم پر منحصر نہیں۔ اس میں ہم آپ کی اور آپ کے معین اور امدادی دستخطین کی علمیت
جہالت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ وھو ھذا۔

(۱) تفسیر مدارک زیر آیت شریف وعلم آدم الاسماء کلھا الآیۃ لکھا ہے کہ اس
آیت شریف سے مستفاد ہے کہ علم اسماء کا رتبہ اور درجہ عبادت سے اونچا ہے
پس چہ جائے علم شریعت بلفظہٖ ترجمہ

(۲) تفسیر بیضاوی میں ہے کہ جان لو یہ آئتیں آدمی کی شرافت اور عبادت پر علم
کی مزیت اور فضل پر دلالت کرتی ہیں۔

(۳) حاشیہ بیضاوی شیخ زادہ دوسرا حکم علم کی مزیت اور فضل عبادت پر
ہے اور وجہ دلالت آیت اسپر یہ ہے کہ فرشتوں کی عبادت بہت ہے انکے حق میں خدا
کا فرمان ہے کہ رات دن خدا کی تسبیح میں سستی نہیں کرتے۔ اور باوجود اسکے وہ خلافت
کے لائق نہ ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام باوصفیکہ عبادت میں انسے کم تھے۔
مستحق خلافت ہوگئے بسبب صفت علم کے

(۴) شہاب بیضاوی حضرت آدم علیہ السلام کو خلیفہ کرنے میں تقدیم

کیوجہ علم تھا۔

(۵) تفسیر خازن۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر علم کے ساتھ ظاہر فرمائی۔ الخ

(۶) تفسیر کبیر میں ہے کہ یہ آیت علم کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ حق تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے میں کسی کمال حکمت کو ظاہر نہیں کیا۔ مگر انکا علم۔ پس اگر کوئی چیز علم سے اشرف ہوتی تو واجب تھا کہ اسکے ساتھ اُن کی فضیلت ظاہر کرتے نہ علم سے۔ جان لو کہ اس سے علم کتاب و سنت و معقول سب کی فضیلت پر دلالت ہے لیکن شواہد عقل علم کی فضیلت میں۔ پس ہم کہتے ہیں۔ جان لو کہ علم کا صفت کمال و شرف ہونا اور جہل کا نقص ہونا دانشمندوں کے نزدیک امر یقینی ہے۔ اس لئے اگر دانشمندوں کو کوئی جاہل کہدے تو اسکو تیج آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جھوٹ ہے اگر کوئی جاہل کو عالم کہدے تو وہ خوش ہو جاتا ہے۔ ہرچند وہ جانتا ہے کہ میں عالم نہیں ہوں۔ اور یہ دلیل ہے اسپر کہ علم میں شرافت لذاتہ ہے اور وہ محبوب لذاتہ ہے اور جہل نقص لذاتہ ہے۔ پس علم جہاں پر ہوگا اس کا صاحب با حرمت اور عزت ہوگا پھر جب حق تعالےٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کا علم ظاہر فرمایا تو انکو مسجود ملائکہ اور خلیفہ عالم سفلی بنایا۔ اس میں دلیل یہ ہے کہ حضرت آدم (علیہ السلام) علم کے سبب مستحق خلافت ہوئے تھے۔ بلفظہ کتاب مستطاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مصنفہ حضرت مولٰنا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ و مصدقہ علماء حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً صفحہ ۱۶۲ - ۱۶۳ -

پس ثابت ہوگیا کہ تمام مدارج اور فضیلتیں اور سرداریاں علم ہی پر منحصر ہیں اور مجیب کا کہنا اور مقرظین کا تصدیق کرنا باطل ہوگیا۔ وہابیہ کا شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ کہنا اور لکھنا ان کی سخت توہین کرنا ہے جو کفر ہے اور منافقانہ یہ کہدینا کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ کوئی فائدہ نہیں دیسکتا وہابیو! خدا سے ڈرو۔ اور اپنے موحد شیطان لعین کے علم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ بیان کر کے توہین نہ کرو اور نہ ایسی فضیلت اور درجہ اور سرداری علم اپنے شیطان لعین کے لئے تجویز کرو اور گمراہی اور کفر میں نہ پڑو۔

ہمارا کام کہہ دینا ہے تم سے پھر آگے خواہ مانو یا نہ مانو

قولہ۔ معترض کے فتاووں اور تقریظوں پر نظر۔ معترض نے اپنی کتاب میں فتووں اور تقریظوں کے طومار باندھ دیئے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مولوی اسمٰعیل شہید اور مولوی رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ہم سب کو کافر مرتد مشرک قرار دیدیا ہے الخ صفحہ ۱۴۳ - سطر ۱۶ -

اقول۔ مجیب صاحب کی فتاوے اور تقاریظ علماء کرام و صوفیائے عظام پنجاب اور ہندوستان وغیرہ مندرجہ کتاب انوار آفتاب صداقت، نظر دیکھ کر چند ہیاگئی اور حواس باختہ ہو گئے اور جواب دے سکے صرف یہ رونا رو یا کہ ہمارے فلاں فلاں بزرگ کو کافر اور مرتد اور مشرک قرار دیدیا۔ اور یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ آپ کے بزرگوں پر جو فتاوے تکفیر ہیں وہ میری طرف سے نہیں بلکہ علمائے کرام عرب عجم خصوصاً حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً یا ان کے خود اپنے قلم سے ان کے استادوں اور مرشدوں کی طرف سے یا انکے اپنے مریدوں معتقدوں کیطرف سے ہیں جیسے پہلے ظاہر ہو چکا ہے۔ مجیب کا مجھ پر الزام لگانا نرا بہتان ہے

قولہ حتی المقدور دینی احکام پر تو چند سے لکھ چکا ہوں۔ اور بزرگوں کی نسبت بدظنیاں رفع کر چکا ہوں۔ اسی غرض سے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۳ - سطر آخیر

اقول مجیب صاحب نے دینی احکام پر جو چندے دند سے پے مقدور لکھے ہیں۔ ان کا بخیہ خوب ادھڑ گیا۔ اور اپنے بزرگوں کی بدظنیاں منافقانہ رفع کرنا تو درکنار بلکہ اُن کو اور بھی واضح اور اظہر من الشمس کروادیا۔ اور اپنے ہی خود قلم کے لکھے ہوئے فتاوے اور اپنے ہی مریدوں اور معتقدوں کے فتاووں تکفیر کے تمغات سے معزز کروادیا۔ اور جو مخفی اور پوشیدہ باتیں تھیں وہ بھی ظاہر کروا دیں کتاب لکھنے کی غرض آپ کی خوب پوری ہو گئی اور اپنے امدادی اور مقرظین اور مصدقین مولویوں کو بھی اپنے ساتھ ہی در ندامت و خجالت دکفر میں بہا دیا۔ مرداں چنیں کنند۔

قولہ باقی رہگئے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی انکے مذہبی مسائل کے اختلاف

کا جواب تو ہو چکا۔ مگر جو اُن کا معترض نے ایک انفرادی فصل لکھا ہے جیسے مولوی صاحب مذکور نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ لکھا تھا۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴۔ سطر ۱

اقول مجیب صاحب کی عادت جبلی دروغگوئی کی ایسے پختہ ہو گئی ہے جو آخیر دم تک ساتھ جائیگی۔ تعجب ہے ایسے کاذب لوگ مصنف بنکر اپنا پردہ فاش کرتے ہیں لیکن پھر شرمندہ بھی نہیں ہوتے آپ لکھتے ہیں کہ مولوی اشرف علی صاحب کے مذہبی مسائل کا جواب ہو چکا ہے۔ ایسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے کوئی کہے۔ کہ میں نے گدھے کے سر پر ایک ایک گز لمبے سینگ دیکھے۔ یا یہ کہے میں نے بلی پر دار کو دیکھا جس نے تمام چڑیوں کو پکڑ کر کھا لیا۔ یا ایسا ہی جھوٹ ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ کوٹ مٹھن کے تیم طبیب نے مرگی کے مریض۔ ابو فوق کو اپنی ادویہ شورہ سے تندرست کر دیا لاحول ولا قوت الا باللہ العلی العظیم

اچھا مجیب صاحب! دکھلایئے مولوی اشرفی کا عقیدہ جو میں نے اپنی کتاب کے باب دوازدہم صفحہ ۲۵۳ میں انکے رسالہ حفظ الایمان کے صفحہ ۷ سے یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ بلفظہ حفظ الایمان صفحہ ۷۔

اسکا جواب آپ نے کہاں لکھا ہے آپ کی کتاب کے کونسے صفحہ پر ہے۔ اسیطرح دوسرا عقیدہ اُن کا میں نے اپنی کتاب کے باب سیزدہم صفحہ ۲۵۷ پر یوں لکھا ہے۔

عقیدہ نمبر ۱۷۔ خدا سے ہمکو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نہیں (ع) با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست (بسط البنان)

فرمایئے! اسکا جواب آپ کی کتاب میں کہاں گذر چکا ہے۔ بندۂ خدا کچھ تو خدا سے ڈرو کیوں ایسا جھوٹ کہتے ہو کہ "مولوی اشرفعلی صاحب کی مذہبی مسائل کا جواب ہو چکا" بالکل جھوٹ لکھا۔

دوسرا امر آپ نے یہ کہا ہے۔ کہ میں نے اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں لکھا ہے کہ مولوی اشرفعلی صاحب نے بجائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ کلمہ لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ لکھا تھا یہ بھی نرا جھوٹ ہے۔ میں حیران ہوں اور افسوس کرتا ہوں۔ کہ جھوٹ کی بدبو مجیب صاحب کے دماغ میں ایسی گھس گئی ہے کہ نکل نہیں سکتی اور نہ نکلے گی۔ اور نکلے بھی کس طرح۔ جبکہ ہر رات شیطان انکے ناک میں پاخانہ پھیر رہتا ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ کہ میں نے کیا لکھا تھا۔ اور مجیب نے میری صاف اور عام فہم اردو کو کیا سمجھا وہ یہ ہے۔

"مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خواب شیطانی اور رفعت اعلام کے وزیعہ بجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اپنا کلمہ لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ گھڑ لیا" اور حوالہ اُسکا بھی دیدیا کہ یہ بات رسالہ امدادیہ ماہ صفر سنہ ۱۳۳۶ھ میں درج ہے دیکھو میری کتاب انوار آفتاب صداقت کا صفحہ ۲۲۲

اصل قصہ کا خلاصہ یہ ہے جو رسالہ امدادیہ میں لکھا ہے۔ کہ مولوی اشرفعلی صاحب کا ایک مرید خواب میں کلمہ پڑھنے لگا تو بجائے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اسکے منہ سے یہ کلمہ نکلتا ہے۔ لا الہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ مرید کہتا ہے۔ کہ میں نے ہر چند چاہا کہ کلمہ طیبہ پڑھوں۔ مگر یہی کلمہ پڑھتا رہا۔ جب بیدار ہوا تب بھی یہی کلمہ پڑھا۔ لیکن کلمہ طیبہ زبان پر نہ چڑھا تب مرید نے اس خواب اور بیداری کا واقع اپنے پیر و مرشد مولوی اشرف علی صاحب کیخدمت میں لکھ کر بھیجدیا۔ پیر و مرشد پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ اور اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ تمہاری خواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا پیر متبع سنت ہے۔ ختم ہوا خلاصہ۔

مولوی اشرف علیصاحب نے اس خواب پر اظہار مسرت فرماکر اپنا متبع سنت ہونا تعبیر فرمایا اور مرید کو خوشنودی کا مژدہ سنایا یوں نہ فرمایا۔ کہ ارے بیوقوف یہ خواب شیطانی ہے اشرفعلی رسول اللہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی شخص رسول ہونیکا دعوے کرے تو وہ کافر ہو جائیگا۔ اور اسکے پیرو بھی کافر ہو جائیں گے مرید کو کوئی تنبیہ نہیں کی۔ اور نہ توبہ کی ہدایت

کی بلکہ اس خواب کی تعبیر سے تمام مریدوں کو رسالہ امدادیہ میں درج کرکے اس امر کے جواز میں سند عطا فرمادی۔ کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ اشرفعلی رسول اللہ کے پڑھنے میں کوئی ہرج نہیں بلکہ ثبوت اتباع سنت ہے۔ العیاذ باللہ

افسوس۔ مجیب نے اس رسالہ امدادیہ ماہ صفر ۱۳۳۶ھ کو نہ دیکھا۔ لازم یہ تھا کہ پہلے اس رسالہ کو دیکھتے اور پھر خط کے ذریعہ مولوی صاحب سے دریافت فرماتے۔ یا خود انکی خدمت میں حاضر ہوکر انکی زیارت سے بھی مشرف ہوتے اور حقیقت بھی دریافت کرلیتے البتہ مجیب صاحب نے خط تو انکی خدمتیں لکھا۔ مگر انہوں نے ڈانٹ بتائی اور غیظ میں آکر انکار کردیا۔ اور یوں فرمایا: "اگر کہیں لکھا ہے تو بتاؤ۔ الخ"۔

اس جواب کے بعد بھی مجیب صاحب نے اس رسالہ کو نہیں دیکھا اور نہ مولوی صاحب کو اس رسالہ کا حوالہ دیکر دریافت کیا مولوی صاحب نے ایسی ڈانٹ بتائی کہ مجیب صاحب کو پھر ہوش نہ آئی۔ اللہ غنی!!

قولہ پنجاب کے ایک بزرگ جو پیر بھی ہیں۔ اُنکے مرید سے بوثوق معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ اپنے مریدوں کی شفاعت کیلئے دعوے کرتے بلکہ وثیقہ لکھنے کو تیار ہیں۔ اُن کے صاحبزادے تعلیمیافتہ دیوبند بھی تقریظ تحریر فرماتے ہیں حیرت نہایت تعجب کا مقام ہے کہ جہاں سے علم حاصل ہوا انہی کے برخلاف زبان درازکیجائے بلفظہ صفحہ ۱۴۴ سطر ۱۵۔

اقول۔ وہابیہ کو لفظ پیر تیر کی طرح جگر کو چیر کر پار ہو جاتا ہے۔ یہ تحریر مجیب صاحب کی اعلیحضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر حافظ سید جماعت علیشاہ محدث علی پوری مدظلہ العالی کی نسبت ہے۔ جن کے ساتھ گروہ وہابیہ مرزائیہ۔ نیچریہ چکڑالوی کو سخت بغض اور عناد ہے بلاشبہ حضرات مشائخ پیر اپنے اپنے مریدوں کی قیامت کے دن شفاعت کرینگے لیکن وہابیہ گروہ کا کوئی شفیع نہ ہوگا۔ جب کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے ہی منکر ہیں۔ اور پیر سے بیعت کرنا ہی شرک ہے تو انکی شفاعت کرنیوالا قیامت کے دن کوئی نہیں ہوگا۔ سیدھے جائیں گے

خالق نے کیا بڑھائی ہے عظمت رسولؐ کی ۔ کرتے ہیں انبیاء بھی اطاعت رسولؐ کی
دیکھو تو کیا بلند ہے رفعت رسولؐ کی ۔ ہے عرش کبریا پہ سکونت رسولؐ کی
زاہد ہو ہزار مگر اے وہابیو! ۔ ہرگز نہ ہوگی تم کو شفاعت رسولؐ کی

قائل نہیں ہو تم انکی شفاعت کے منکرو ۔ کیا خاک ہوگی تم کو ہدایت رسولؐ کی
وہ جلینگے روز محشر کو جہنم کی آگ میں ۔ جو مانتے نہیں ہیں شفاعت رسولؐ کی

اعلیحضرت کے صاحبزادے اکبر حضرت مولٰنا حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی وہ بزرگ ہیں کہ جنہوں نے باوجود تعلیم اور سند یافتہ ہونے مدرسہ دیوبند کے اپنے عقاید حقہ میں دیوبندی عقائد کو جگہ نہ دی اسپر بہت رنج کیا گیا ہے مگر مجیب صاحب کو یہ پتہ نہیں ہے کہ عقائد کا معاملہ اور ہے اور علم حاصل کرنا اور ہے علم تو کفار یہود و نصاریٰ سے بھی حاصل کرسکتے ہیں مگر عقاید میں انکا اتباع نہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بنا بریں قابل تعریف ہیں اور حضرات بھی جنہوں نے مدرسہ دیوبند مخرب عقاید میں تعلیم پائی انکے تریاقی مادہ نے زہریلے مادہ کو اپنے پر اثر کرنے نہ دیا مجیب کی طرح خام طبیعت نہیں کہ جنکو اپنے تمام خاندان سنی حنفی مقلد ہونیکے باوصف صرف چھ ماہ کے ہی عرصہ میں صحبت غیر مقلدین کے زہر نے مسموم کردیا۔ سنی اور حق شناسی یہی ہے کہ اتباع حق کیا جائے یہاں خدا تعالیٰ اور اسکے حبیب حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو پیش ہوتا ہے۔ مدرسہ دیوبند کا کوئی لحاظ نہیں مردان خدا چنیں کنند۔ اسیوجہ سے مجیب صاحب اور بھی زیادہ تعجب کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں۔

عجب یہ ہے۔ کہ معترض نے اپنی کتاب کی تقاریظ میں اکثر علماء تعلیمیافتہ دیوبند ہی سے تقریظیں لیکر شامل کی ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۴۔ سطر ۹۔

یہاں وہ مثل عائد ہوتی ہے الحدید یقطع بالحدید (لوہے کو لوہا کاٹتا ہے) منصف اور حق پرست ہونا علماء ہی کی شان ہے اور ناحق پرستی اور حق کا کتمان علماء سوء کا ایمان ہے العیاذ باللہ

قولہ اسی طرح لاہور کے کئی علماء کی تقریظیں شامل ہیں۔ جنہوں نے غالباً بلا تحقیق مصنف کی زبانی گفتگو پر اعتماد کرتے ہوئے تقریظیں لکھنے کو اپنا فخر سمجھا۔ ہمیں ان کے علم وفضیلت پر کوئی شبہ نہیں۔ لیکن صرف یہ پوچھتے ہیں۔ کہ افتراق امت کی انہوں نے کہاں تک حفاظت کی۔ الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴۔ سطر ۲۱۔

اقول۔ مجیب صاحب علماء کرام لاہور کی نسبت اپنے علم غیب سے (جو ان کے نزدیک شرک ہے) یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے بلا تحقیق اور ملاحظہ کتاب کے صرف میرے کہنے پر تقاریظ لکھدیں۔ اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ اُن کے علم اور فضیلت میں کوئی شبہ

نہیں باوجود اسکے علماء کرام پر جھوٹی تقاریظ لکھنے کا ناپاک الزام لگا دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
میں مجیب صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ امر آپکو کس طرح معلوم ہوا کہ علمائے کرام نے صرف
مجیب کے کہنے پر اور زبانی گفتگو پر تقاریظ لکھ کر دستخط فرما دیئے کیا یہ واقع آپ کے روبرو
ہوا۔ یا یہ کوئی شیطانی مثل قادیانی الہام ہوا۔ باوجود اس کے کہ علماء کرام نے اپنی اپنی
تقاریظ میں درج فرمایا ہے کہ کتاب کے ملاحظہ اور مطالعہ کے بعد لکھا ہے کہ یہ آپکی جرأت ہے
کہ حضرات علمائے کرام پر کذب کا بہتان لگاتے ہیں اور شرم نہیں کرتے اور حدیث شریف
پر عمل کرتے ہیں اور قدم قدم پر جھوٹ بولتے آتے ہیں۔ مگر اسپر کوئی افسوس نہیں جبکہ
آپ کا خدا بھی جھوٹ بولتا ہے تو آپ کو تمام جہان ہی جھوٹا نظر آتا ہے گو یہ بات نہیں
جھوٹ کا وظیفہ جیفہ وہابیہ ہی کے حصہ میں ہے۔ خدا کے فضل سے تمام سنی مقلدین
بالعموم اور احناف بالخصوص اس سے محفوظ ہیں۔

اس کے آگے آخیر پر یہ جملہ آپ نے لکھدیا کہ "حضرت یہ پوچھتے ہیں کہ افتراق امت کی
انہوں نے کہاں تک حفاظت کی"

نہایت افسوس کی بات ہے کہ خود مفترق اور فارق جماعت امت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام اور
ہمارے علماء کرام پر جھوٹا الزام رکھو جب سب سے پہلے اس ملک ہندوستان میں عرب سے اسلام
اور مسلمانان تشریف لائے سب کے سب یکدل یکجان ایک ہی مذہب حنفی کے پابند
تھے۔ پادشاہان اسلام بھی سب حنفی المذہب تھے۔ سب باہم بھائی بھائی شیر و شکر کیطرح محبت
واتحاد سے متفق رہے کوئی جھگڑا کوئی تنازعہ کوئی فرخشہ رونما ہوا مگر جب تیرھویں صدی
منحوس نے اپنا دور دورہ کیا تو سب سے اول نجدیوں ابن عبد الوہاب بموجب پیشگوئی رسول کریم
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بانئے فتنہ کا ظہور ہوا اس نے ایک کتاب التوحید کے نام سے لکھی جس
میں تمام مسلمانان سلف صالحین سے اپنے زمانہ تک کو مشرک قرار دیا۔ اسکا ترجمہ کچھ کانٹ چھانٹ
کرکے اور اپنی طرف سے فساد اور فتنہ و فتور کی ایزاد کرکے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے
تقویۃ الایمان جو دراصل تفویۃ الایمان ہے کے نام سے شائع کی اسدن سے افتراق بین المسلمین شروع ہو گیا پہلے
دو گروہ وہابیہ پیدا ہو گئے پھر انہیں میں سے نیچری۔ مرزائی۔ چکڑالوی وغیرہ گمراہ فرقے نکلے پس ثابت ہے
کہ افتراق امت انہیں لوگوں سے ظہور پذیر ہوا۔ یہ سب امور احادیث اور کتب تاریخ سے ہویدا ہیں۔

؎ دیکھو میرا مضمون مفصل "اتفاق و نفاق بین المسلمین کا موجب دیکھا کون ہے؟ تاریخی نام ہے" انجمن نعمانیہ
ہند لاہور کے سالانہ جلسہ ۱۳۲۵ھ میں پڑھا گیا ۱۲ منہ

قولہ۔ مولوی غلام دستگیر بر شہادت۔ معترض نے اپنی کتاب میں مولوی غلام دستگیر
صاحب قصوری مرحوم سے بہت سی سندیں لی ہیں مولوی غلام دستگیر صاحب نے ان بزرگوں
پر کفریہ فتوی لگوایا ہے اور کسی موقعہ حرمین شریفین کی زیارت کو گئے تو وہاں کے علماء سے
مذکور الذکر پر کفر لگوایا پہلے مولوی صاحب پر اعتبار تو ہولے پھر انکا فتویٰ لانا دیکھا جائیگا
چنانچہ آپکے ہمعصر مولوی صاحب اپنے رسالہ واعظ البیان میں لکھتے ہیں (اشعار پنجابی) ؎
غلام دستگیر ہے پیر اسیدا ہے مشہور قصوری   جسدے وچ قصور ہووے اوہدی بات نہیں منظوری
الخ بلفظہ صفحہ ۱۴۴۔ سطر آخیر

اقول۔ حضرت مولنا ابالفضل والعلم مولنا ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ وہ
بزرگ اولیاء کرام میں سے ہیں جنہوں نے متعدد کتب تمام بد مذہباں ہندوستان وہابیہ نجدیہ
غیر مقلدین و نیچریہ و شیعہ اور گروہ مرتدہ مرزائیہ قادیانیہ اور تصانیف کے رد میں شائع کیں اور
علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما میں پہونچکر تصدیق کرائیں اور مسلمانان اہلسنت
والجماعت کے دین اور مذہب کی حفاظت اور حمایت فرمائی یہ احسان انکا قیامت تک ادا
نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی وہابی غیر مقلد موضع لنڈے روڈے بوپڑی نے یہ چند اشعار اپنی آتش حسد کیوجہ سے
کہدیئے تو انکا کوئی اثر نہیں ماہتاب پر تھوکتا اپنے منہ پر پڑتا ہے۔ ع مہ نور مے فشاند و سگ بانگ میزند
سگ را بپرس خشم تو با ماہتاب چیست چونکہ یہ جھوٹا واعظ البیان والا مجیب طبیب کا حبیب ہے الجنس
یمیل الی الجنس اس لئے ایک جھوٹے شخص کی شہادت پر غرہ ہو گئے۔ حالانکہ قرآن شریف اور
حدیث شریف میں کم سے کم دو مردوں یا دو عورتوں اور ایک مرد کی گواہی لازمی ہے۔ مگر ایک
وہابی کے نزدیک صرف ایک ہی وہابی کاذب کی شہادت کافی ہے۔ انکو قرآن اور حدیث سے
کیا واسطہ اپنا تو سیدھا ہونا چاہیئے۔ وہی غبیط البیان والا حضرت مولنا علیہ الرحمۃ کی نسبت
یوں بھی لکھتا ہے ؎
بہت مقدمہ بازآہا اوہ بہت لڑائیاں کردا   جیکر خلق نبی دا ہوندا کیوں ایہ گلاں کردا

پہلے تو میں ایسے کاذب کے لئے انعام الہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین پیش کرتا ہوں پھر
پھر مجیب طبیب اور وہابی عجیب سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ حضرت مولنا علیہ الرحمۃ کی نسبت
مقدمہ بازی کا جو الزام لگایا ہے اس کا ثبوت کچھ آپ کے پاس ہے؟ ہرگز نہیں نرا بہتان
ہے بہیں خدا کے فضل سے مولنا علیہ الرحمۃ کے تمام خصائل حسنہ اور فضائل

محمودہ سے پوری طرح سے واقف ہوں۔ ان کا علم ان کا فضل ۔ ان کا تقوای انکی دیانت آنکی امانت ۔ ان کی تحریر ۔ انکی تقریر بلا شبہ لاثانی تھی ۔ انکی مصنفہ کتابیں متعدد موجود ہیں ۔ جو تردید میں وہابیہ نجدیہ کے ایسی ہیں کہ جن کا جواب آج تک نہ ہو سکا۔ ان کا صبر اور استقلال اسقدر تھا۔ کہ نی لفین شددین غیر مقلدین نے ان کو گالیاں برروددیں ۔ مگر آپ نے ان کا جواب نہایت نرمی کے ساتھ دیا ۔ گوجرانوالا کے علاقہ میں قلعہ میہان سنگھ میں مولوی غلام رسول مرحوم کے صاحبزادہ اور انکے برادرزادے نے حضرت مولینا علیہ الرحمۃ کو سخت گالیاں دیں ۔ مگر آپ نے بالکل خاموشی اور صبر سے کام لیا اور ہمراہی انکے مقابلہ کے لئے کھڑے ہو گئے ۔ مگر آپ نے انکو بھی صبر کی تلقین کر کے باز رکھا ۔

دیکھو رسالہ **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ** رجودت سے شائع شدہ ہے غیظ البیان والے نے نرا جھوٹ لکھا ہے اسکے پنجابی اشعار کے جواب میں دو چار اشعار لکھتا ہوں اور پھر حضرت مولینا علیہ الرحمۃ کی فضائل کی شہادتیں پیش کرونگا

اشعار پنجابی

یہ پنجابی شعر جو لکھے بالکل جھوٹ الایا ۔	لکھنے والا کاذب کذب ہے کذاب کہایا
مقدمہ دا الزام جو اس نے جھوٹ بنایا	اس پر اس نے اپنے اوپر طوق لعنت دا پایا
اللہ اتے رسول اللہ دی جو توہین کریندے	بزرگ عالم نظر انہانو چہ ہرگز نہیں سمتیدے
اللہ اتے رسول اللہ نو جھوٹا جانن جہڑے	تابعدار انہاد بتائیں کد چھڈن ایہ بھیڑے
ایہ شہادت کاذب والی کاذب پیش کرینا	جنس اپنی نو جنس پیاری غیراں پیا کریندا

حضرت علامہ فاضل اجل مولانا ابو محمد عبد الرحمن غلام دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل وتقوی پر علمائے کرام ومفتیان عظام عرب و عجم کی شہادتیں مختصراً

اگر حضرت مولنا موصوف علیہ الرحمۃ کے علم وفضل ومناظرہ کی جرأت پر شہادتیں قلمبند کی جائیں ۔ تو ایک مبسوط کتاب تیار ہو ۔ اس لئے اختصار کیا گیا ۔

اول حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے علمائے عظام کی شہادتیں

ازکتاب مستطاب تقدیس الوکیل عن توہین رشید والخلیل مطبوعہ ۱۳۰۸ھ

اللہ تعالٰی ہماری طرف سے اور دین اسلام کی جانب سے اس شیخ مولنا غلام دستگیر معترض کو جزا خیر عطا فرمائے اور اس بزرگ اور اس کے اعتراضات کو مسلمانوں کے دلوں میں بخوبی قبولیت بخشے اور حق تعالٰی ان کی کوشش کو مشکور کرے اور دونوں جہان میں فائز المرام فرمائے ۔ آمین ۔ بلفظہ صفحہ ۲۸۲-۲۸۶-

(۱) (مہر) محمد صالح مفتی حنفی مکہ معظمہ (۲) (مہر) خلف ابراہیم مفتی حنبلی مکہ مکرمہ
(۳) (مہر) محمد عابد بن حسین مفتی مالکی مکہ معظمہ (مہر) محمد سعید بابصیل مفتی شافعی مکہ معظمہ
(۵) (مہر) عثمان بن عبد السلام مفتی حنفی مدینہ منورہ
(۶) (مہر) محمد علی بن طاہر مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ
(۷) (مہر) محمد رحمت اللہ مہاجر مکی استاد تمام دیوبندیاں وغیرہ مقلدین
(۸) (مہر) حضرت نور مدرس اول مدرسہ ہندیہ مکہ معظمہ
(۹) (مہر) عبد السبحان مدرس دوم مدرسہ ہندیہ مکہ معظمہ
(۱۰) (مہر) محمد عبد الحق شیخ المشائخ شیخ الدلائل مہاجر مکہ معظمہ
(۱۱) (مہر) حاجی شاہ امداد اللہ پیر ومرشد تمام وہابیہ دیوبندیا

یہ گیارہ حضرات کے دستخط ومواہیر ہوئیں

دوم ازکتاب انجاث فریدکوٹ مرتبہ حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر علمائے کرام کی تصدیق اور شہادت ۱۳۰۰ھ

علمائے کرام مکہ معظمہ	۵	علمائے کرام لاہور	۹
علمائے کرام قصور	۸	علمائے کرام فیروزپور	۵
علمائے کرام گوجر مابین دریائے چناب وجہلم وماورائے			۱۹
علمائے کرام ڈیرہ اسمعیلخان			۸
علمائے کرام رامپور وغیرہ			۸
علمائے کرام ریاست بہاولپور			۴

کل میزان ۶۶

ان تمام علمائے کرام کے تعریفی اقتباسات کو جمع کرنا دشوار اور طوالت ہے مگر ان میں
سے چند الفاظ یا جملے لکھ دئے جاتے ہیں تاکہ مجیب صاحب اپنے جھوٹے وہابی کے جھوٹ
اور بہتان کا اندازہ کر سکیں۔

(۱) مولوی غلام دستگیر صاحب ہاشمی قصوری نے جن کے فضائل فواضل
زبان زد خورد و کلاں ہیں اور ان کی علمیت و قابلیت علاوہ شہرہ آفاقی کے ان کے تصانیف
مشہورہ سے ہویدا ہے الخ صفحہ ۵

(۲) مخفی نہ رہے کہ مولف معظم الوصف مولوی غلام دستگیر سلمہ اللہ تعالےٰ ایک بڑا
عالم خاندانی علیمۃ الوجود ہے۔ بلفظ صفحہ ۷۔

اسی قسم کی اور تمام علمائے کی تصدیقی تعریف ہے لیکن سب سے زیادہ عمدہ اور موثق
شہادت وہ جو مولف مجیب صاحب کے نہایت بزرگ مولوی احمد صاحب انبہٹوی
اعلیٰ پایہ کے دیوبندی برادر غیر مقلدین کی پیش کیجاتی ہے جسکے ماننے میں کوئی عذر
نہ ہو سکے گا وہ یہ ہے۔

مولوی خلیل احمد صاحب دیوبندی مولف براہین قاطعہ کی شہادت مولنٰنا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر

اما بعد یہ رسالہ توضیح دلائل المعروف بہ تصریح اجات مزید کوٹ باسر میری نظر سے
گذرا حق یہ ہے کہ رسالہ دوا امراض لامذہبی ہے اگر غیر مقلدین نظر انصاف سے اس
کو مطالعہ فرماویں تو یقین ہے کہ بے ادبیوں سے جو آئمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی
جناب میں انکی زبان و قلم سے سرزد ہوتی ہے اور اپنی ہٹ دھرمیوں اور ناانصافیوں سے
جو مسائل شرعیہ میں لاتے ہیں باز آجائیں اور نیز وہ بعض مقلدین جو باغوی بعض مردمان۔
متردد اور مذبذب ہو گئے ہیں اسکو پڑھیں تو یقین ہے صراط مستقیم پر مستقیم ہو جائیں حق
تعالےٰ شانہ و مصنف مد ظلہ (مولوی غلام دستگیر) و ربانی طبع جناب راجہ صاحب
بہادر کو جمیع اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ توفیق کرامت فرماوے
آمین۔ بقلم خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عربیہ ریاست بہاولپور ساکن انبہٹہ
بلفظ کتاب اجات مزید کوٹ صفحہ ۱۱

اب امید ہے کہ مجیب صاحب کو اطمینان ہو جائیگا کہ وہ غیر مقلد پنجابی بالکل جھوٹا

اور مفتری ہے

اگر حضرت مولنٰنا حاجی حرمین شریفین ابو محمد عبدالرحمٰن غلام دستگیر علیہ الرحمۃ
کی کتابوں سے تصدیقات کے اقتباسات جمع کیے جائیں تو ہزارہا علمائے کرام کے نام
مبارک ہو جائیں۔ جن کے لئے ایک کتاب ضخیم مرتب ہو جائے۔ مگر افسوس مجیب صاحب
نے ان کے مدارج و فضائل علم اور القاب پر غور نہ کیا اور صرف ایک جھوٹے وہابی کی شہادت
سے دن کے وقت آفتاب کی روشنی کا انکار کر دیا اور محض اپنی آتش حسد اور جہالت سے
چاند پر تھوکنے سے اپنے منہ کو بھر لیا خداوند کریم جہالت سے بچائے سچ فرمایا کسی بزرگ
نے شعر

اگر ہوتا زمانہ میں حصول علم بے محنت
تو بس ساری کتابیں ایک جاہل دہو کے پی جانا

قولہ علمائے حرمین کا فتوا بغیر شاہدین کے معتبر نہیں ہو سکتا تعصب سے وہ مقامات
مقدسہ بھی خالی نہیں۔ بلفظ صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۰۔

اقول سبحان اللہ نہیں بلکہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مجیب کا استدلال فرمایئے
کسی آیت شریف یا حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ جب تک علمائے حرمین شریفین زاد
ہما اللہ شرفاً و تعظیماً کے فتوے پر شہادت شاہدین نہ ہو تب تک وہ فتوے معتبر نہیں ہندستان
کے علمائے کے فتوے پر کوئی شہادت نہیں ورنہ اسکی ضرورت لاہور مسجد چینیاں یا امرتسر
کے سفید گرجہ سے کوئی فتوے آجائے تو اسپر کسی شہادت کی ضرورت نہیں خواہ وہ فتوے
دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح جائز ہونے کا ہو اور علمائے حرمین شریفین جو مقامات
مقدسہ کے بزرگ ہوں۔ انہیں شاہدین کی شہادت کے بغیر فتوے نامعتبر۔ وہ کیوں صاحب!
آپ اپنی کتاب کی تصدیق اپنے آپ کس غیر مقلدین علمائے سے کرائی ہے ان شاہدین کی!
کوئی شہادت ہے ہرگز نہیں حالانکہ وہ صریح جھوٹ اور غلط ہے جیسے آگے معلوم ہوگا۔
کیوں مجیب صاحب! آپ نے ابھی صرف ایک غیر مقلد پنجابی کی شہادت مولنٰنا حضرت
مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ کے برخلاف پیش کی ہے وہ کس اصول سے
آپ نے علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً پر تعصب کا الزام لگایا اور ان
کی توہین کی۔ حالانکہ علمائے کرام حرمین شریفین کے فتاوی شرعاً حجت ہیں جسکے دلائل
ابتدا میں لکھ چکا ہوں۔ ذرہ اپنے مذہب غیر مقلدین کی تصدیق تو علمائے حرمین شریفین سے

کرائیں ۔ جو ہرگز کرا نہیں سکتے ۔ ہاں! ان کے فتاوٰی سے تکفیر موجود ہیں جو میں اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت میں دکھلا چکا ہوں ۔

قولہ ۔ حکیم مولوی محمد عبد الغفور کا چشمدید واقعہ کہ متعصبان حنفیہ کو دیکھا جو سلیمانی کا بلی تھا کہ وہ صبح کی نماز شافعی امام کے پیچھے نہیں پڑھتے انکی آنکھوں میں غلس (اندھیری) رات معلوم ہوتی ہے ملخصاً ملتقطاً صفحہ ۱۴۵ سطر ۱۱ ۔

اقول ۔ مجیب صاحب نے یہاں بھی کسی وہابی کی شہادت بلا شہادت شاہدین لکھدی ہے میں کہتا ہوں کہ آپ نے میری شہادت کو نہیں دیکھا جو میں نے اپنی شہادت چشم دید اپنی کتاب انوار آفتاب صداقت کے صفحہ ۴۰۶ سطر ۱۱ میں لکھی ہے کہ میں خود صبح کی نماز شافعی المذہب کے امام کے پیچھے پڑھتا رہا ہوں جب تک کہ میں مکہ معظمہ میں رہا ہوں میرا معمول رہا ہے کہ میں ہمیشہ نماز پڑھ تہجد کے لئے حرم شریف مقام حطیم شریف میں حاضر ہو کر نوافل ادا کیا کرتا تھا پھر سب سے پہلے اندھیرے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے مطابق امام شافعی المذہب نماز پڑھاتے ہیں میں ان کی اقتدا کرتا رہا ہوں ۔ آئمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مذہب کے مقلدین کی نماز ایک دوسرے کے پیچھے جائز ہے جو مسائل اختلافیہ میں ہر چہار مذاہب کی رعایت رکھتے ہیں ۔ اور یہ بات ان چہار آئمہ میں موجود ہے ۔ لیکن یہ بات بھی صحیح ہے کہ ہر ایک مقلد اپنے اپنے مذہب کے امام کے وقت میں جاکر نماز ادا کرتا ہے اور صبح کی نماز میں اکثر احناف اس وقت حاضر ہوتے ہیں جو وقت روشنی میں ہوتا ہے اور جماعت میں شامل ہو جاتا ہے ۔ ہاں! وہابیہ کے لئے مشکل اور جان کا موقع ہے کہ ان کو مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنی پڑتی ہے جو ان کے نزدیک مشرک ہیں ۔ العیاذ باللہ میں اس مفصل حال اپنی کتاب میں لکھ چکا ہوں ۔ اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی تحریر کا جواب اس میں درج ہے اسکو غور سے پڑھیں ۔

اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ انکی آنکھوں میں غلس (اندھیری) رات معلوم ہوتی ہے " جواب یہ ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اجتہاد یہی ہے کہ غلس میں نماز پڑھی جائے مقلدین کو کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ مگر حضرت امام الائمہ ابو حنیفہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اجتہاد یہ ہے کہ نماز صبح روشنی ہونے پر پڑھی جائے جیسے کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے ۔ اللّٰہ ولیّ الذین امنوا یخرجھم من الظلمٰت الی النور ۔ ۔ ۔ اللہ تعالٰے مومنوں

مسلمانوں کا دوست ہے جو ان کو اندھیرے سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اس آیت شریف سے آپکو انکار ہے ۔ اسی خلش کا اظہار ہے

قولہ کتب اصول میں دیکھو کہ حضرت امام حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے علماء حرمین کو ۔ ۔ حجت نہیں مانا ہم بھی ان کے فتووں کو بنظر بر دکیر نہیں مانتے ؛ جب کے شرک تعصب ۔ خود پرستی ۔ کشت وخون ۔ لوٹ مار ۔ معصیت ۔ پرہیز گاری ۔ ہمارے ملک کی طرح ۔ بلکہ لوٹ مار یہاں سے زیادہ ہے ۔ انتہی بلفظہ صفحہ ۱۴۵ سطر ۲۲ ۔

اقول مجیب صاحب! آپ نے کتب اصول کا لفظ تو لکھدیا مگر کسی کتاب کا حوالہ نہ دیا ۔ یا اسکی عبارت نہ لکھی ۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کتب اصول سے واقف ہی نہیں علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کے فتاوٰی کا حجت شرعی ہونا آپکے خط کے جواب میں مفصل لکھ چکا ہوں تکرار کی ضرورت نہیں ۔

ہاں! آپ اپنی جہالت سے ایک امر عجیب خلاف قرآن شریف و ۔ ۔ ۔ احادیث شریف یہ بھی لکھدیا ہے ۔ کہ حرمین شریفین میں شرک بھی ہو رہا ہے گویا آپ کے نزدیک وہاں کے تمام علماء اور باشندگان شرک میں مبتلا اور مشرک ہیں ۔ العیاذ باللہ

لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم اللہ تعالٰے تو فرماتا ہے کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔ اور یہ بھی وما یبدئ الباطل وما یعید ۔ حرمین شریفین سے کفر اور شرک جاتا رہا اور پھر لوٹ کر بھی کفر اور شرک نہ آئے گا ۔ مگر آپ ہیں ۔ کہ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ وہاں شرک ہو رہا ہے ۔ استغفر اللہ

اس کا پورا جواب پہلے لکھا جا چکا ہے ۔ آپ نے دیوبندی مولوی سے بھی دو ہاتھ بڑھ کر علماء حرمین شریفین پر الزامات لگائے ہیں کہ وہ شرک تعصب خود پرستی ۔ کشت وخون ۔ لوٹ مار کرنے والے ہیں دیوبندی مولوی نے صرف رشوت خوری کا الزام لگایا تھا ۔ مگر ان کے بڑے بھائی نے بڑے بڑے کڑے الزامات جڑے ہیں ۔ اللہ! اللہ! ! جرأت ۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

قولہ۔ یعنی شیخ القافلہ۔ رہنمایان قافلہ۔ محافظان قافلہ۔ ملک حجاز سبھی۔ مسافران حجاز پر **ڈاکوؤں کا سا کام کرتے ہیں اور خون کرنے تک نہیں رکتے** بلفظہ۔ صفحہ ۱۴۶ سطر ۷۔

اقول۔ الٰہی توبہ لعنت اللہ علی الکذبین ایسا جھوٹ! مجیب صاحب نے کسی وہابی منکر زیارت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنکر یہ جھوٹ لکھدیا چونکہ یہ فقیر راقم الحروف خدا کے فضل سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سفر کا فخر حاصل کر چکا ہے میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ بات نہیں سنی نہ دیکھی کہ محافظان یا معلمان یا شیخ قافلہ نے کوئی ایسا کام کیا ہو۔ جن کو ڈاکوں کا خطاب دیا گیا ہے۔ جہاں تک دیکھا یا اپنے ساتھ معاملہ ہوا ہے یہ ہے کہ وہ اسقدر خدمت اور حفاظت جان ومال حجاج کی کرتے ہیں۔ اور آرام دیتے ہیں۔ جس کا بیان کرنا طوالت چاہتا ہے۔ بات وہ لوگ سفر میں اپنے پر ایسی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ کہ دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ اگر کسی حاجی کا اونٹ یا سواری پیدل قافلہ سے چند قدم پیچھے رہ جائے تو اس کے ملانے میں سخت جدوجہد کرتے ہیں اور تمام خطرات سے بچاتے ہیں تاکہ کوئی حاجی شکایت نہ کر سکے۔ ہمارا قافلہ جب مکہ معظمہ سے روانہ بجانب مدینہ منورہ ہوا۔ تو شریف مکہ نے تمام اونٹ اونٹ والوں سے اقرار نامہ لیا کہ حجاج مدینہ منورہ کے سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور با آرام وآسائش مکہ معظمہ میں واپس پہونچایا جاوے۔ اس قرار نامہ کے خلاف اگر کوئی شکایت ہوئی تو سزا دیجاوے گی۔

ہم بڑے آرام سے چودہ روز مدینہ منورہ میں رہکر واپس مکہ معظمہ میں پہونچے خیریت کی اطلاع شریف مکہ سید حسین کو دی گئی۔ اور ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا سید عبد اللہ شاہ مکی ہمارے قافلہ کے رہنما تھے۔ خدا ان کو خوش رکھے جو آرام ہمیں تمام قافلہ بہاولپوری کو ملا۔ اس کا شکریہ ہے۔ افسوس ایسا ایسے جھوٹے الزامات وہی شخص لگاتا ہے جس کو خدا اور اسکے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی خوف نہ ہو۔

قولہ۔ اور یہی وہابی، افتراق امت کے موجد ہیں۔ اور خصوصاً اسکا موجد تقلید شخصی کا فتنہ ہے۔ بلفظہ صفحہ ۱۴۶۔ سطر ۱۳۔

اقول۔ اس کی بابت لکھ چکا ہوں۔ کہ افتراق امت کے موجد ابن تیمیہ۔ داؤد ظاہری ابن تیم۔ قاضی شوکانی۔ محمد بن عبد الوہاب نجدی خارجی۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ نواب صدیق حسن خان۔ نذیر حسین دہلوی محمد حسین بٹالوی۔ غلام علی قصوری ثم امرتسری ثنا اللہ امرتسری ہیں جنہوں نے غیر مقلدی کے اشعار میں افتراق امت پیدا کر دیا یہاں تک کہ اس غیر مقلدی کی وجہ سے انہوں نے اسلام کو ہی خیرباد کہدیا وہ دین اسلام سے ایسے نکل گئے جیسے تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے اور پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کر دی اور تقلید شخصی کو فتنہ کہنا قرآن شریف اور حدیث شریف سے روگردانی ہے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوتا ہے۔ واتبع ملة ابراهيم حنيفا۔ ایک لاکھ کئی ہزار رسول وپیغمبران علیہم السلام میں سے صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم ہوتا ہے تقلید شخصی اسکو کہتے ہیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقلد۔ خلفائے راشدین ایک دوسرے کے مقلد۔ تقلید سے انکار کرنے والے بھی مقلد کون ہے جو مقلد نہیں۔ غیر مقلد جو کہلاتے ہیں وہ بھی کوئی کسی کا مقلد اور کوئی کسی کا۔ ہاں آئمہ اربعہ علیہم الرحمۃ کی تقلید سے منکر اور ایرے غیرے اور نتھو خیرے کے مقلد اور معتز لیعنی یہ لوگ جو تقریباً اسی سال سے نوزحادث ہیں۔ انکا وظیفہ ہی یہ ہے کہ تمام مسلمانان مقلدین کو کافر اور مشرک بنائیں۔ یہی فتنہ **غیر مقلدی** ہے جو نجد کے ٹیلوں سے نکلا جسکی بابت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرہ سو سال ہوئے فرمایا تھا۔ هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان یعنی نجد میں سے زلزلے اور فتنے پیدا ہونگے اور وہاں سے شیطان کا سینگ شیطانی گروہ نکلیگا۔ سو یہ پیشگوئی **پوری ہو گئی۔ یہی فتنہ الامتہ یہی غیر مقلدی ہے جو افتراق امت کا موجد ہے**۔ آیا آپکی سمجھ میں۔ اسپر غور کرو۔

اسکے آگے جو کچھ مجیب صاحب نے لکھا ہے اس کا جواب میری کتاب کے صفحہ ۵۰ سے صفحہ ۵۳ تک لکھا ہوا موجود ہے جسکو آپ نے دیکھا تک نہیں اب دیکھکر تسلی کر لیجئے۔

قولہ وہ سنت کے خلاف قول صحابہ کو سند نہ پکڑتے تھے بلفظہ صفحہ ۱۴۶۔ صفحہ ۲۰

اقول۔ مجیب صاحب کے لکھنے سے پایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خلاف سنت کرجایا کرتے تھے۔ العیاذ باللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خلاف سنت و احادیث کو کوئی قول اور فعل کریں۔ یہ مجیب صاحب ہی کا ایمان ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت ایسا کہیں جنکی نسبت حضور سرور عالم صلے اللہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ (بیہقی) میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ مگر یہ گروہ تو خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احکام پر بھی عامل نہیں تو انکے نزدیک صحابہ کیا شئے ہیں اور یہ بھی کہ انکے ایمان اعتقاد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سند ہی نہیں۔

قولہ۔ حاجی لعل خاں مدراسی کی کتاب کے تعصب پر مبنی ہونے کی دلیل۔ حاجی لعل خاں صاحب مرحوم اپنی کتاب تاریخ دیوبندیہ میں مولوی اسمٰعیل صاحب شہید پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں وہ پھر تقویۃ الایمان کے اول میں بھی ناظرین کو خوب چکایا بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول ہی کے کلام کو اصل رکھے اور اسی کو سند پکڑے اللہ اور رسول ہی کی کلام کو تحقیق کریں الخ بلفظہ صفحہ ۱۷ سطر ۲۰۔

اقول۔ حضرت حاجی محمد لعل خاں صاحب مرحوم پر تعصب کا الزام اس لئے لگایا ہے کہ انہوں نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقویت الایمان پر اعتراض کیا۔ کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہر ایک فرد بشر مسلمان خواندہ ناخواندہ صرف تقویت الایمان یا تحفہ محمدیہ پڑھا ہوا قرآن شریف کلام الٰہی اور احادیث رسول آلہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تحقیق کر سکے۔ انہوں نے آیت شریف یہ پیش کی وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون مسلمانوں کو یہ لازم نہیں کہ سب کے سب علم دین کے لئے باہر نکل جائیں۔ بجا ہے ایک جماعت میں سے چند لوگ علم فقہ کے لئے باہر جائیں تاکہ علم دین میں فقاہت حاصل کریں۔ اور پھر اپنی قوم میں واپس آ کر انکو سمجھائیں تاکہ وہ علم حاصل کر کے ڈریں اور اسپر عمل کریں مگر مولوی اسمٰعیل نے اسپر غور ہی نہ کیا اور ہر ایک مسلمان کو مکلف بنا دیا کہ وہ سب دین کی تحقیقات کریں جو محال ہے۔ ہاں وہابیہ گروہ اس قسم کا جری ہے۔ جب اس نے فقہ محمدیہ کو پڑھا اور مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اردو پڑھ لیا بس وہ محدث بھی ہے اور مجتہد مطلق بھی ہے

یہی لوگ منکر تقلید اپنے غیر مقلدین کی تقلید پر نازاں ہیں جو آئے دن ٹھوکریں کھاتے ہیں حاجی محمد لعل خاں صاحب نے جو آیت شریف پیش کی تو اسی نافہمی کیوجہ سے اسکے مقابلہ میں حدیث شریف۔ طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ پیش کر دی ہے گویا آیت شریف کی یہ حدیث ناسخ ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لازم یہ تھا کہ آیت شریف کے ساتھ حدیث شریف کی تطبیق کرتے۔ کیونکہ آیت شریف کے خلاف حدیث شریف ہو سکتی ہی مشکلات ان اَن پڑھ وہابیہ کو در پیش ہے پھر بھی محدث اور مجتہدین دوسری حدیث میں صرف یہ لکھا ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم۔ اس میں لفظ مسلمۃ نہیں ہے یعنی طلب علم کی کرنا صرف مسلمان مردوں کیلئے ہی ہے عورتیں شامل نہیں کیونکہ جب مرد علم حاصل کر لینگے تو وہ اپنی عورتوں کو سکھلا دینگے۔ اسی کے مطابق ایک تیسری حدیث شریف یہ ہے۔ اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلبہ فریضۃ علی کل مسلم یعنی تم علم دین کو حاصل کرو اگرچہ وہ چین کے ملک میں ہو۔ کیونکہ اسکا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد پر فرض ہے اس میں بھی مرد کو مکلف کیا گیا ہے۔ اور اسی پر ہے تعامل تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع التابعین و محدثین و مجتہدین رحمہم اللہ اور کافۃ المسلمین کا اور آیت شریف نے تو بالکل صاف کر دیا۔ کہ کچھ ایسے لوگ ہوں جو باہر سے علم حاصل کر کے وطن میں آئیں۔ اور پھر دوسرے مردوں عورتوں کو سکھلائیں آپکو جو عامل بالحدیث کے مدعی ہیں لازم یہ ہے کہ اپنی عورتوں کو چین کو بھیج دیں تاکہ وہ بھی آپ کے فرض حصول علم کو پڑھ کر عامل ہو جائیں۔ اور آپ کا دعوے صحیح ہو جائے۔ آیت شریف اور احادیث شریف کا مطلب ایک ہی ہے۔ چونکہ آپ کو تفقہ فی الدین سے مس نہیں۔ اسلئے ایسے بے تکے جواب دیتے ہیں۔ جب جواب نہ آیا۔ تو حاجی محمد لعل خاں مرحوم کو متعصب قرار دیدیا ہے۔

دوسرا غصہ آپکو یہ بھی ہے کہ حاجی صاحب مرحوم نے میرے مشہورہ اشتہار عقائد وہابیہ کلکتہ میں اکتالیس ہزار کی تعداد میں طبع کروا کر شائع کیا جس سے تمام ہندوستان کے وہابیوں کے گھروں میں ماتم برپا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین

قولہ۔ تقویۃ الایمان کے موافق علماء صفحہ ۱۲۹ سطر ۲۲۔

اقول مجیب صاحب نے یہاں پر دو ہی علماء کے نام لکھے ہیں۔ لیکن اپنے اصول

قائم کردہ کے مطابق کوئی شہادت شہابدین پیش نہیں کی جنکے رو برو ان مولوی صاحبان تقویۃ الایمان کی موافقت کی ہو اسلئے وہ قابل اعتبار نہیں۔ مولوی حفیظ اللہ غیر مقلد کا نام تو لکھا۔ مگر افسوس مولوی نذیر حسین صاحب کا نام نہیں لکھا جو تمام وہابیان ہندوستان کے استاد اور شیخ تھے۔

ہیں خود ۱۳۱۰ھ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء سے ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء تک خاص دہلی میں تین سال تک کورٹ انسپکٹر کے عہدہ پر رہا اور ان مولوی صاحبان ملاقات کی۔ بچر کہا وجہ ہے کہ مولوی نذیر حسین صاحب نے تقویۃ الایمان کی تصدیق نہیں کی ۔ ایک مدت کے بعد اب یہ فرضی نام لکھدئے دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت مولینا مولوی صدرالدین مرحوم جو پکے حنفی اور سخت مخالف تقویۃ الایمان کے تھے انکا نام بھی فرضی لکھدیا کیونکہ وہ اسوقت موجود ہی نہ تھے جب کہ نام لکھے گئے۔

علاوہ ازیں بڑی دلیل اسکے فرضی ہونے کی یہ ہے کہ حضرت مولینا صدرالدین مفتی صدرالصدور مولوی اسمٰعیل دہلوی سمجیر تھے۔ جب مولوی اسمٰعیل کے عقائد خراب ہوئے تو مولٰنا مرحوم ان کو اچھی طرح سمجھایا ان سمجھانے سے راہ راست پر آگئے تھے لیکن اس کے بعد پھر بگڑ گئے تعجب ہے کہ وہ اسی تقویۃ الایمان کی وجہ سے انکو گمراہ سمجھیں اور آپنی وفات کے بعد انکی روح مبارک آکر اسپر دستخط کر دے۔ اسکی تصدیق تحریری ہے۔

روز روشن مولوی مفتی صدرالدین صاحب مرحوم فہمایش کر کے مولوی اسمٰعیل کو راہ راست پر لائے اور ان سے اقرار کرالیا کہ ہمنے اب تحقیق کی اور افراط تفریط کو چھوڑ اسوادِ اعظم کے تحالف سے منہ موڑا اور یہ بات عام و خاص پر جامع مسجد میں شائع اور ضائع ہوگئی ۔ مگر یہ حضرت بحد افراد اقبال کے پھر گئے مگر فتوٰی مسائل نزاعیہ کا بمہر و دستخط مفتی صاحب مرحوم مزین ہو گیا ۔ بلفظہ کتاب بوارق محمدیہ مصنفہ حضرت فاضل مولوی فضل الرسول علیہ الرحمۃ بدایونی ہمعصر مولوی اسمٰعیل۔ دکتاب انوار آفتاب صداقت صفحہ ۱۰۰۔ سطر ۸ -

مفصل دیکھو انوار آفتاب صداقت ۔ تقویۃ الایمان پر اور اسکے مؤلف پر فتاوی کفر صفحہ ۵۸۸ سے ۶۳۰ تک

پھر دیکھو باب بست و چہارم و چالیس کتب جو تقویۃ ایمان کی تردید میں اب تک لکھی گئیں

صفحہ ۶۳ سے ۱۳۳ تک

ان تینوں باب بست و دوم ۔ و بست سوم و بست چہارم کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا

ہاں! حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے برادران عزیز حضرت شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہما کی طرف سے کوئی تصدیق اور موافقت تقویۃ الایمان کی دکھلا دو تو ماننے کیلئے تیار ہیں ۔ مگر میرا حتمی دعوٰی کہ ہرگز نہ دکھلا سکو گے خواہ تمام اگلے پچھلے وہابی جمع ہو جائیں اور مردوں کی روحوں سے بھی مدد لیکر بنیاد کھڑا کیجئے خواں انکی استمداد سے باعتقاد خود مشرک ہی ہو جائیں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے ۔ البتہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ اور انکے برادر زادوں کیطرف سے اسکے برخلاف لکھا ہوا تقویۃ الایمان کی تردید میں موجود ہے ۔ جو ابواب مندرجہ بالا میں درج ہے تکرار ضرورت نہیں

قولہ ۔ چند مسائل اختلافیہ ۔ بلفظ صفحہ ۱۵ ۔ سطر ۱ ۔

اقول ۔ مسائل اختلافیہ کا کوئی ذکر میری کتاب میں نہیں ۔ مجیب صاحب نے اپنی غیر مقلدیت کے اظہار کرنے کیلئے خود بخود لکھا ہے انکے جواب دینے کی ضرورت نہیں ۔ ان مسائل کے بحث میں ابتداء سے اب تک ہزاروں کتابیں موجود ہیں ۔ البتہ اتنا کہہ دینا ضروری اور کافی ہے کہ جن مسائل اختلافیہ کو آپ نے لکھا ہے ان کا ذکر آپکے عقائد میں کسی نص صریح قرآن مجید میں نہیں ہے اور جو احادیث پیش کی جاتی ہے وہ آیات متنازعہ کے مطابق نہیں ہوتیں لیکن ہمارے احناف رحمہم اللہ کے پاس آیات و احادیث دونوں موجود ہیں ان مسائل میں غیر مقلدین کو قرآن شریف در دھکیل رہا ہے ہاں! مجیب صاحب نے اپنی سند میں عالی شاعر کے ابیات لکھدیئے ہیں اور قرآن کریم اور احادیث شریف رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روگردانی ہے ۔ اور غیر مقلد شاعر کی شاعری آپکے نزدیک

آیت قرآنی ہے۔ العیاذ باللہ۔

ان اختلافی مسائل میں مجیب صاحب نے تعامل اسلام و آئمہ اربعہ اور قرآن مجید اور احادیث حمیدہ کے برخلاف یہ بات لکھدی ہے جو کفر ہے اس کا جواب دینا ضروری ہے وہ یہ ہے

قولہ۔ قرأۃ فاتحہ خلف الامام۔ قرأۃ فاتحہ کو کسی محدث یا فقیہ نے ترک قرأۃ القرآن سے موسوم نہیں کیا۔ **درحقیقت سورہ فاتحہ نہیں جزو قرآن میں سے کہلی یک سیپارہ کا رکوع یا جزو اس لئے یا انتہا شمار نہیں**۔ پہلے سیپارہ کا نام الم اور رکوع بھی پہلا الم سے شروع ہوتا ہے اس واسطے یہ قرآن مجید سے باہر شمار ہو سکتی ہے اور آیت **فقرؤا لقرآن** کے تحت میں نہیں آتی الخ۔ بلفظہ صفحہ ۱۵۸ سطر ۲۔

اقول مجیب صاحب نے ایک نئی بات پیدا کی ہے کہ سورۂ فاتحہ قرآن مجید میں سے نہیں۔ یہ انکار انکار قرآن کریم ہے **جو صریح کفر ہے**۔ حالانکہ سورۂ فاتحہ کا قرآن کریم دوبارہ نزول ہے ایک دفعہ مکہ معظمہ میں اور دوسری دفعہ مدینہ طیبہ میں۔ مجیب صاحب نے اپنے دعوے انکار میں کوئی دلیل آیت اور حدیث سے بیان نہیں کی۔ محدث یا فقیہ کے الفاظ لکھدئے مگر کسی کا قول درج نہیں کیا۔ مگر اس مسئلہ کفریہ میں تمام غیر مقلدین سے بڑھکر مجیب صاحب انعام کے مستحق ہیں۔ مجیب صاحب کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ قرآن شریف میں کتنی سورتیں ہیں۔

(الف) دیکھو قرآن کریم میں ایک سو چودہ سورتیں ہیں اور سورہ فاتحہ اس شمار میں داخل ہے۔

(ب) سورۂ فاتحہ کا نام اس لئے فاتحہ ہے کہ قرآن مجید اسی سے شروع ہوتا ہے۔ اور قرآن شریف کی سورہ اول ہے (دیکھو کتب لغت)

(ج) اس سورہ کا نام فاتحہ الکتاب۔ ام القرآن سبع مثانی ہیں

(د) آیت شریف ولقد اتینٰک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم تحقیق ہم نے آپ کو (اے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) سات آیات وظیفہ کی عطا کی ہیں اور یہ قرآن عظیم ہے تمام محدثین و مجتہدین اور مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ الحمد شریف ہے جس کا نزول دوبارہ ہوا اور اس لئے بھی ہے کہ سات آیات

سورہ فاتحہ بار بار نماز میں پڑھی جاتی ہیں۔

(ھ) حدیث شریف۔ فاتحۃ الکتاب انزلت من کنز تحت العرش سورہ فاتحہ خزانہ تحت العرش سے اتاری گئی ہے (رواہ ابن راہویہ)

(و) حدیث۔ فاتحۃ الکتاب شفاء من السم (بیہقی) سورہ فاتحہ زہر خوردہ کی شفاء دینے والی ہے۔

(ز) حدیث شریف۔ فاتحۃ الکتاب شفاء من کل داء (بیہقی) سورہ فاتحہ الحمد شریف ہر بیماری دوا اور شفا ہے۔

(ح) حدیث شریف۔ فاتحۃ الکتاب لتعدل ثلثی القرآن (عبد بن حمید) سورہ فاتحہ ایک ثلث قرآن شریف کے برابر ہے۔

(ط) حدیث شریف۔ فاتحۃ الکتاب ھی السبع المثانی (للامام احمد فی مسندہ) سورۂ فاتحہ ہی سبع مثانی قرآن عظیم ہے۔

(ی) حدیث شریف۔ فاتحۃ الکتاب ھی ام القرآن (للامام احمد فی مسندہ) سورہ فاتحہ ہی ام القرآن مجید کی ماں اور ابتدا ہے۔

(ک) حدیث شریف۔ ام القرآن السبع المثانی والقرآن العظیم ام القرآن سورۂ فاتحہ ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے

(ل) حدیث شریف نمبرہ ۱۲۷ج ابو سعید بن معلی الحمد للہ رب العلمین ھی السبع المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیتہ بخاری میں ہے ابو سعید معلی سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین کا نام سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی ہے بلفظہ تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار صفحہ ۲۸۴۔ سطر ۲۰۔

(م) حدیث شریف۔ اعظم سورۃ فی القرآن الحمد للہ رب العلمین (کنوز الحقائق) صفحہ ۱۴۔ قرآن شریف میں سب سے بڑی درجہ میں سورہ الحمد للہ رب العلمین ہے

دیکھئے! مجیب صاحب نے کتنا غضب اور دن دیہاڑے سورج کا انکار کر دیا گویا قرآن شریف اور احادیث شریف کا صریحاً انکار کر دیا ہے یہ ہیں آجکل کے جدید غیر مقلد اور عامل بالحدیث۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسرا فتویٰ کفر مجیب صاحب کی ذات پر ان کے اپنے مصدقین و مقرظین کے قلم سے

اب میں مجیب صاحب کے فیصلہ کی بابت لکھتا ہوں جو خاص معین و مصدقین و مقرظین نے ان کے حق میں کیا ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنے گاؤں فضل آباد ضلع گورداسپور سے دو مولوی صاحبان سے استفتا کیا ایک تو مولوی احمد علی صاحب حنفی قادری وحنفی لاہور شیرانوالہ دروازہ میں رہتے ہیں اور دوسرے مولوی ابو اسحاق مدرس امرتسری ہیں یہ ہر دو مولوی صاحبان مجیب کے مصدق اور مقرظ اسی کتاب اثبات التوحید کے ہیں وہ استفتا اور فتوے اس طرح پر ہے

استفتا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ سورۂ فاتحہ قرآن شریف میں داخل نہیں اور نہ یہ قرآن مجید کا جزو ہے آیا یہ صحیح ہے یا غلط۔ زید حق پر ہے یا باطل پر۔

المستفتی
فضل احمد خاں از موضع فضل آباد ڈاکخانہ میر نتھال براستہ دینا نگر۔ ضلع گورداسپور

جواب منجانب مولوی احمد علی صاحب

سورۂ فاتحہ کو قرآن شریف کا جزو نہ تسلیم کرنا اس کے دو معنے ہو سکتے ہیں اول یہ کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے اس میں سورۂ فاتحہ داخل نہیں اگر قائل کا مراد یہ **قطعاً** کفر ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ قطعاً قرآن کیا بلکہ ام القرآن ہے قال البیضاوی وتسمی ام القرآن لانھا مفتتحہ ومبدئہ فکانھا اصلہ ومنشاءہ انتھی قال الخطیب الکازرونی المتوفی فی حدود سنہ ۹۴۰ھ فی شرحہ علی البیضاوی لما کانت الفاتحۃ مبدأ القرآن واولہ کانھا اثبتت القرآن واصلہ من حیث ان اصل الشئ واسسہ لابدان یکون مفتحاً ج

ل اصل استفتا سے منفی صاحبان کو پتہ نہیں لگا کہ مستفتی وہی شخص مؤلف کتاب انوار آفتاب صداقت ہے جسکے جواب اثبات التوحید کے ہم مصداق اور مقرظ ہیں جو ہے دیکھئے یا دیکھ کر اعتقاد رکھتے ہوئے تقاریظ لکھیں جسکا نتیجہ حجالت ندامت

م یہ تو کفر تک پہنچ گئی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۱۲ منہ

پس جب کہ فاتحہ یقیناً قرآن میں سے ہے تو انکار قرانیت کفر ہے کان المقطعی انما یکفر منکرہٗ کذا فی رد المختار صفحہ ۳۶۳ ج ۱ دوم یہ کہ قائل فاقرؤا ماتیسر من القرآن جو کہ سورۂ مزمل کی آیت اس میں جو لفظ قرآن مذکور ہے اس میں فاتحہ داخل نہیں بلکہ یہاں اور سورتیں قرآن شریف مراد ہے تو اس صورت میں قائل کافر نہیں البتہ عاصی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ اول معنے کا موہم ہے جو کہ کفر ہے قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اتقوا مواضع التھم اوکما قال پس مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کے کلمات زبان پر نہ لائیں۔ واللہ اعلم بالصواب

احمد علی عفی عنہ بقلم خود۔ ہذا ما عندی من الجواب۔ احقر شمس الحق عفی عنہ از مدرسہ قاسم العلوم لاہور۔

جواب منجانب مولوی ابو اسحاق نیک محمد مدرس مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر

الحمد للہ رب العالمین۔ زید خطا پر ہے۔ ابو سعید بن معلیؓ سے روایت ہے کہ آپ نے مجھے فرمایا کہ اعلمنک سورۃ ھی اعظم السور فی القرآن یعنے میں سکھلاؤں تجھ کو وہ سورۃ جو قرآن میں سب سے بڑی سورۃ ہے تو آپ نے فرمایا وہ الحمد شریف ہے (بخاری کتاب التفسیر) جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۃ فاتحہ قرآن مجید کی سورتوں میں شمار کرتے ہیں۔ بلکہ تمام سورتوں سے اعظم اور بزرگ فرماتے ہیں تو پھر یہ قرآن میں کیونکر داخل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ سورۃ فاتحہ قرآن عظیم ہے۔ اور ایک حدیث میں اسی کو نماز قرار دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام قرآن مجید اسی کو نماز کا رکن مخصوص کیا گیا کہ بدون اس کے نماز نہیں ہو سکتی اگرچہ امام کے پیچھے کیوں نہ ہو چونکہ نماز میں قرأ مجید

ل رسم الخط قرآنی کے خلاف الف زاید ہے ۱۲ منہ رح ۲ اس میں لفظ علیہ کو چھوڑ دیا ۱۲ منہ رح ۳ اگر امام کے پیچھے الخ یہ غلط ہے اس حدیث متفق علیہ سے کیفیک قرأۃ الامام خافت او جھرا متفق علیہ وکنز الحقائق ایج ناوی) صفحہ ۲۰ سطر ۱۵۔ کالم اول یعنے تیرے لئے قرأت امام کی کافی ہے خواہ وہ سری ہو یا جہری ۱۲ منہ دوسری حدیث شریف لیس علی من خلف الامام قرأۃ (دیلمی) مقتدی کے لئے قرأۃ نہیں ہے تیسری حدیث شریف من قرأ خلف الامام ملئ فوہ نارا (مسند امام احمد علیہ الرحمۃ) چوتھی حدیث شریف من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ (ابن ماجہ) نماز میں اگر امام ہو تو امام کی قرأۃ مقتدی کے لئے بھی ہے پانچویں حدیث لاقرأۃ خلف الامام (بیہقی) امام کے پیچھے مقتدی کے لئے قرأت نہیں ہے اور بھی بہت احادیث ہیں جن میں حکم ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو کوئی قرأت نہیں۔ مولوی صاحب کی ایک حدیث جو ابنوں نے لکھی ہے وہ منفرد اکیلے آدمی کے لئے ہے ۱۲ منہ رح

کا پڑھنا فرض ہے اور سورۂ فاتحہ سب سورتوں سے بڑی سورۃ ہے اس لئے سب قرآن مجید سے سورہ فاتحہ کو نماز کیلئے رکن مخصوص کیا گیا اور صاف اور صریح حکم صادر فرمایا کہ لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب (الحدیث) یعنے کوئی نماز نہیں ہو سکتی بدون فاتحہ کے۔ اس لئے بوقت قراۃ امام کے قرآن مجید میں سے کچھ نہ پڑھے سو اسے فاتحہ فقط ہذا ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب یکم شعبان ۱۳۲۳ھ ابو اسحاق نیک محمد عفی عنہ مدرس مدرسہ حدیث تقویت الاسلام امرتسر۔

لیجئے۔ مجیب صاحب آپ کے ہی مولوی صاحبان نے آپ کی کتاب کا فیصلہ کر دیا جو آپ مصدق اور مقرظ تھے وہی آپ کے **مکذب مکفر ہیں**۔ آپ کی کتاب کی تصدیق کا بھی راز عیاں اور ہویدا ہو گیا۔ کہ ان مقرظین اور مصدقین نے آپکی کتاب کا صرف پہلا صفحہ ٹائیٹل کو ہی دیکھکر بلا تامل تقاریظ لکھی ہیں اور مضامین کتاب دیکھا تک بھی نہیں۔ یہ ہے بیّن ثبوت فرضی تقاریظ و تصادیق کا میرا قول صادق آگیا اور میں پھر وہی کہوں گا جو پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ ؎

دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینے کے داغ سے — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اب ایک دوسرا استفتا اور فتاوے درج ہوتے ہیں جو کوئی کسی کافر کے کفر کی تصدیق کرے۔ اس کے لئے شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ اور اس کے تصدیق کرنے والوں کو کیا کرنا لازم ہے۔

رسالہ اثبات التوحید مولفہ طبیب محمد حسین کوٹ بھیٹہ کی تصدیق کرنیوالوں پر فتویٰ کفر انکے اپنے حکم اور قلم سے

استفتا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور مفتیان شرع متین جو کسی کافر کے کفر پر رضا مند ہو کر اسکے کفر کی تصدیق کرے انکی نسبت شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا اجرکم اللہ تعالیٰ

الجواب

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ ۔ امّا بعد

تمام کتب عقائد و علم کلام میں درج ہے کہ جو کوئی ایک آیت شریف قرآن کا انکار یا ضروریات دین اسلام میں ایک کا بھی منکر ہو وہ کافر ہے اور جو شخص کسی کے ایسے کفر پر رضامند ہو اور اسکے کفر کی تصدیق کرے وہ بھی کافر ہے رد المختار شامی میں ہے لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اھل القبلۃ ضروریات اسلام یا دین سے خلاف کہنے یا کرنیوالا بلا خوف کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ ہو۔ اور مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے۔ اذا انکر اٰیۃ من القرآن او استخف بالقرآن او بالمسجد او بنحوہ مما یعظم فی الشرع او عاب شیئا من القرآن او خطئ او سخر باٰیۃ منہ کفر بلفظہ مطبع مصر صفحہ ۶۳۱۔ جلد اول سطر ۱۔ یعنے کوئی شخص جب کبھی قرآن شریف کی ایک آئت کا بھی انکار کرے یا قرآن شریف کا استخفاف کرے یا مسجد کا یا اسی قسم کا جسکی تعظیم کرنیکا شریعت میں حکم ہے یا کسی چیز قرآن میں عیب لگائے یا خطا اور تمسخر کرے اسکی ایک آیت میں بھی وہ کافر ہے۔ اور اسی کتاب میں ہے

جو کوئی کسی غیر کے کفر سے رضامندی کرے **وہ کافر ہے** اور جو کسی کے کفر کو پسند کرے راضی ہو۔ وہ بھی **کافر ہے**۔ بس اسیقدر کافی ہے اور ان مولوی صاحبان کی نسبت جنہوں نے اس رسالہ کی تصدیق کی انپر لازم ہے کہ وہ سب اٹھو نکے اٹھوں صدق دل سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوں اور تجدید نکاح کریں اور آئندہ کے لئے جب کبھی کسی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ لکھیں تو تمام کتاب کو بالاستیعاب پڑھ کر اپنے دستخط کیا کریں۔ صرف ٹائیٹل پیج پر ہی اعتبار نہ کر لیا کریں جو ندامت اور خفالت کا موجب ہو اور رسالہ ہی نئے اور پرانے اہلحدیث اور غیر مقلد کی پڑتال بھی کر لیا کریں۔ جبکہ پرانے سردار اہلحدیث مجتہد مطلق دادی کے ساتھ ہونے کے نکاح کا فتوے دیدیتے ہیں۔ تو نئے اہلحدیث قرآن شریف ہی کا انکار کیوں نہ کریں۔ فقط ما عندی من الجواب واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم فضل آباد

رسالہ اثبات التوحید کے مقرظین کے نام اور انکی مختصر کیفیت

اب میں ان مولوی صاحبان غیر مقلدین کے نام اور کچھ مختصر کیفیت لکھنا ہوں

تحریر مؤلف نے میرے پاس یہاں فضل آباد ضلع گورداسپور میں جہاں میں ایک مسجد اپنی اراضی میں اپنے چاہ کے پاس تعمیر کیلئے آیا ہوا ہوں بھیجی ہے اور اسی جگہ سے استفتا بھیجا گیا تھا۔ اور مولویصاحبان نے زبنی دیانت سے فتوی کفر رسالہ اثبات توحید کے مولف پر دیا اور آپ بھی اس کے ساتھ ملوث ہو گئے ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ کسی کافر کی حمایت کرتے ہوئے خود بھی اسی میں داخل ہو گئے۔ یہ بات بلا عذر قبول کرنی پڑے گی کہ غیر مقلد کی تصدیق کریگا جو خود غیر مقلد ہوگا۔

(۱) مولوی احمد علی صاحب حنفی قادری خطیب مسجد لائن والی شیرانوالہ دروازہ لاہور آپ خلاف کمیٹی کے ممبر اور فرقہ گاندہویہ میں داخل ہیں۔ آپ بہت سا روپیہ لوگوں کا لیکر کابل کی ہجرت کر گئے تھے۔ پھر ہجرت توڑ کر واپس آ گئے۔ آپ پورے غیر مقلد ہیں اخبارات میں آپ کا خاکہ چھپ چکا ہے دھوکا یہ ہے کہ آپنے آپ کو حنفی اور ساتھ اس کے قادری بھی لکھتے ہیں۔ اور ایک غیر مقلد کی کتاب کی تصدیق کر کے تقریظ بھی لکھتے ہیں حالانکہ آپ نے اس کتاب کو دیکھا بھی نہیں یہ اس کتاب کی تصدیق کرتے جس میں قرآن شریف سورہ اعظم فاتحہ سے انکار کیا گیا ہے اور پھر اس منکر کو اپنے فتوے میں کافر لکھتے ہیں۔ فتوی درج ہو چکا ہے اور کافر کی تائید اور تصدیق کر کے خود بھی اسی کے ساتھ شامل ہونے میں زیادہ لکھنے ضرورت نہیں۔

(۲) مولوی حافظ نجم الدین حنفی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور۔ آپ بھی حنفی ہیں معلوم نہیں۔ کسی علم دینی کے پروفیسر ہیں۔ ایک غیر مقلد کے کفریات کی تصدیق کر کے ثواب کفر حاصل کر سکتے ہیں۔

(۳) مولوی خواجہ عبد الغنی پروفیسر جامعہ ملیہ علیگڑھ معلوم نہیں ہوتا۔ پروفیسر صاحب کون سے علم دینیات کے پروفیسر ہیں آپ لکھتے ہیں کہ "آجکل لدھیانہ کے ایک پولیس انسپکٹر نے بعض مجتہدان امت پر کفر کے فتوے نافذ فرمائے ہیں"۔ مگر افسوس آپ نے نہ تو میری کتاب کو دیکھا اور نہ ہی کتاب مقرظہ کو دیکھا جس میں کفریات درج ہیں میری طرف سے ایک بھی فتوے درج نہیں۔ جو فتاوے آپ کے مجتہدوں پر لگے ہوئے ہیں۔ وہ یا تو علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً کی طرف سے ہیں

اور یا انکے مریدوں معتقدوں کی طرف سے ہیں یا انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے قلم سے آپنے پر چسپاں کیے ہیں۔ میری طرف سے ایک بھی فتویٰ نہیں۔ اگر آپ سچے ہیں۔ اور سچ کو اچھا جانتے ہیں تو صرف ایک ہی فتویٰ میری طرف سے لگا ہوا دکھلا دیں لیکن ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ گستاخ لوگوں کو مجتہد لکھنا بھی آپ کی پروفیسری کی دلیل ہو گی مگر بات یہ ہے جو فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔

(۴) مولوی ابو محمد احمد صاحب امام مسجد صوفی لاہور۔ یہ مولوی صاحب میانجی مسجد فرقہ وہابیہ نجدیہ اور گاندہویہ کے ممبر ہیں۔ جن کے جمعیتہ العلماء دہلی کے فتوی بربادی کیلئے پڑے دستخط ہیں جن کی تردید جیسے ۱۳۴۴ھ میں کر کے نتائج کی تھی آپ کو مفتی بننے اور ایسے مجدد سے دستخط کرنے کا بڑا شوق ہے خواہ اس فتوی یا کتاب میں کفر ہی بھرا ہوا کیوں نہ ہو دیکھو میرا رسالہ عہدہ پولیس کی ملازمت حلال وسنت ہے یا دو متفقہ فتوے ہے۔ یہ ہر دو نام تاریخی ہیں مگر تماشا یہ ہے۔ کہ آپ نے اپنی تقریظ میں یہ لکھدیا ہے کہ "یہ عالمانہ تالیف نہیں"۔ این ہم غنیمت۔ یعنی جاہلانہ تالیف ہے۔

(۵) مولوی عبد الواحد صاحب خطیب مسجد چینیاں لاہور۔ آپ تو خاندان امرتسر غزنوی غیر مقلد ہیں جو غزنی سے اسی جرم غیر مقلدی کی وجہ سے جلا وطن کیے گئے تھے۔ آپ نے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے برخلاف اپنی کتاب اربعین میں اس کے کافر بنانے میں اچھی چھان بین کی تھی مگر افسوس اس رسالہ اثبات التوحید کو بغیر دیکھے تصدیقی دستخط کر دئیے۔ جس میں قرآن شریف کا ہی انکار درج ہے مگر کیا کرتے جبکہ مولف کو آپ نے اپنا برادر عزیز لکھدیا۔ تو کتاب کو دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی۔ امید ہے کہ اگر آپ اس جواب الجواب کو ملاحظہ کرینگے تو افسوس کرینگے۔

(۶) مولوی حافظ احمد صاحب مدرس مسجد چینیاں لاہور۔ آپ نے مولوی عبدالواحد خطیب مسجد چینیاں میں مدرس اور بھائی ہونے کے لحاظ سے تقریظ لکھدی۔ اور بڑی دلیری سے بغیر دیکھے پڑھے کے یہ بھی لکھدیا کہ "مخالفین سنت کے اعتراضات کو۔ نہایت عمدہ طریقہ سے توڑا گیا"۔ مگر افسوس آپ نے میری کتاب کو دیکھا ہی نہیں اور نہ مولف کی کتاب کو دیکھا۔ جب یہ بات صحیح ہے تو پھر آپ نے کس طرح سمجھ لیا

کہ اعتراضات کو عمدہ طریقہ سے توڑ دیا گیا ہے میں کہتا ہوں۔ کہ یہ جواب میری کتاب کا جواب ہی نہیں ایک اعتراض کا بھی جواب نہیں اگر آپ غیر مقلدین نہیں اور منصف ہیں تو دونوں کتابوں کو پڑھیں کہ مولف اثبات التوحید نے کس بات کا جواب دیا ہے۔ آپ نے اس کتاب کو پڑھا ہی نہیں۔ جس میں سورہ فاتحہ کے قرآن میں سے ہونے کا انکار ہے جو کفر ہے اور اگر آپ نے پڑھا ہے تو آپ کا بھی یہی عقیدہ ہوگا۔ خیر جب آپ کو خدا نے اس جواب کے پڑھنے کی توفیق دی۔ تو آپ پر حقیقت کھل جائے گی۔

(۷) مولوی ابو اسحاق مدرس حدیث مدرسہ تقویت الاسلام امرت سر۔ مولوی صاحب نے صرف اپنی کنیت لکھی اور نام نہیں لکھا۔ اور لفظ اسحاق بھی رسم الخط قرآنیہ کے خلاف ہے آپ تحریر کرتے ہیں کہ یہ کتاب اثبات التوحید مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کی طرح ہے اس کتاب (اثبات التوحید) کا ہمراہ تقویۃ الایمان ہونا از بس لازمی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ تقویۃ الایمان اور اثبات التوحید کا ایک ہی درجہ ہے۔ اسمیں شک نہیں۔ جیسے کفریات کتاب تقویۃ الایمان میں بھرے ہیں ایسے ہی اس اثبات التوحید میں کفریات بھرے ہیں۔ انکار قرآن شریف تو اس میں موجود ہی ہے۔ جس کے کافر ہونے کے لئے تو آپ کا فتویٰ بھی درج ہو چکا ہے۔ اور تقویۃ الایمان کی کفریات کی تردید میں چالیس کتب کی فہرست بھی میری کتاب میں چھپ چکی ہے اور اسپر اسکے مولف پر فتویٰ کفر بھی درج ہو چکا ہے۔ پس اس صورت میں اس رسالہ اثبات التوحید اور تقویۃ الایمان کا واقعی درجہ برابر ہے لہذا بقول آپ کے اسکو تقویۃ الایمان کے ہمراہ ہونا لازمی ہے مولف کتاب کو مبارک ہو مگر جیسے کتاب تقویۃ الایمان کا نام دراصل تفویتہ الایمان یا تخریب الایمان ہے اسیطرح اثبات التوحید کا نام اسامت التوحید یا ازاحۃ التوحید یا اہانۃ التوحید زیادہ موزوں ہے

(۸) مولوی محمد اسماعیل صاحب مدرس مدرسہ محمدیہ گوجرانوالہ مولوی صاحب کا نام بھی رسم الخط (اسمٰعیل) قرآنی کے خلاف ہے۔ اپنے پیرو مرشد امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل کا نام لکھا ہوا بھی نہیں دیکھا جو ان کے خلاف اسمٰعیل لکھدیا اس سے ہی علمی لیاقت کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اپنا نام بھی صحیح نہیں لکھ سکتے آپ اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے اثبات التوحید کو متعدد مواضع سے دیکھا۔ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق

میں دیا ہے" آپ جانتے ہیں کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں کیا ہو سکتا ہے چھ سو چوالیس صفحہ کے رسالہ کا جواب چھ سو چالیس صفحہ پر دیا ہے جواب اسکو کہتے ہیں اس حساب سے میری کتاب کا جواب نو ہزار چھ سو صفحات پر ہونا چاہیئے تھا بجائے اس کے ایک سو اکہتر (۱۷۱) صفحہ کا رسالہ مولوی خرم علی اور حالی اور ابوالکلام آزاد کے ابیات ڈال کر پورا کیا گیا۔ اور میرے ایک مضمون کا بھی جواب نہیں دیا گیا یہاں تک کہ **دس ابواب کا جواب تو بالکل دیا ہی نہیں گیا اور روح کانپ گئی** کسی ایک مقرظ مولویصاحب نے بھی اسپر نظر نہیں کی۔ اور بڑی جرات سے یہ کہدیا کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیدیا۔ وہ خوب! مگر یہ نہ دیکھا کہ اس رسالہ میں کفریات بھرے ہیں اور ایک صریح کفر انکار قرآن مجید کا اس میں موجود ہے جو مقرظین کو کفر میں داخل کریگا اور ندامت و خجالت کی رونمائی ہوگی۔ اب آپ جواب الجواب کو ملاحظہ کیجئے اور عرق ندامت میں پسیجئے اور اپنا سر دونوں زانوں میں کر لیجئے اور اپنی تقریظ کو واپس لے لیجئے اور آئندہ ایسا کام کرنے میں بہت احتیاط کیجئے پھر دوبارہ پرہیز کیجئے۔

یہ حقیقت ہے آٹھوں مولویصاحبان مصدقین و مقرظین کی جو آخر کو وہی بین و مکفرین ہوئے۔ اللہ رحم کرے ان لوگوں پر۔

قولہ۔ مولنٰنا محمد اسمٰعیل صاحب شہید علیہ الرحمۃ کے ایک خط کی نقل بلفظہ صفحہ ۱۶۱۔ سطر ۲۴۔

اقول اس خط کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خط بوجوہات ذیل بالکل نا قابل اعتبار ہے۔

(۱) اس خط میں کوئی تاریخ تحریر نہیں

(۲) اس خط میں مولوی اسمٰعیل صاحب کے دستخط یا مہر ثبت نہیں

(۳) مولوی صاحب کی کسی کتاب میں یہ خط درج نہیں ہے۔

(۴) مجیب صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۴ میں لکھا کہ مولوی سید عبداللہ بغدادی نے مولانا شہید کو خط لکھا جس کا جواب عربی میں دیا گیا۔ لیکن اس خط میں اسی کتاب کے صفحہ ۱۶۳ میں لکھا ہے کہ "مجھے خبر پہونچی ہے کہ میرا رسالہ (تقویۃ الایمان) تمہارے سامنے پڑھا گیا" مگر مولوی بغدادی صاحب کا کوئی خط نقل نہیں کیا گیا۔ اس سے ثابت

ہے کہ مولوی بغدادی صاحب نے کوئی خط نہیں لکھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب صرف خبر پہونچنا لکھتے ہیں۔

(۵) کتاب تقویۃ الایمان اور اس خط میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۶) کتاب تقویۃ الایمان میں شفاعت حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بالکل انکار ہے اور اس خط میں اقبال اور اقرار ہے، اسلئے یہ خط بے اعتبار ہے۔

(۷) اگر اس خط پر اعتبار کیا جائے تو تقویۃ الایمان ناقابل اعتبار ہے۔

(۸) اگر اس خط کو سچا سمجھا جائے تو کتاب تقویۃ الایمان کو جھوٹا تصور کرنا ہوگا۔ اور اگر اس خط کو جھوٹا سمجھا جائے تو البتہ تقویۃ الایمان سچی۔ یہ اجتماع الضدین ہے۔

(۹) یہ بھی ظاہر نہیں ہوتا کہ یہ خط کہاں اور کس سے ملا کوئی شہادت شاہدین نہیں

(۱۰) کوئی شہادت شاہدین بسپر نہیں جو بیان کرتے ہوں کہ یہ خط ہمارے روبرو مولوی صاحب نے فلان مقام پر بیٹھکر لکھا اور مولوی بغدادی صاحب کو پہونچایا گیا اور اسکی نقل رکھ لیگئی جو مجیب صاحب کے واسطے تیار ہوگی۔

تلک عشرۃ کاملۃ مجیب صاحب جانتے ہیں کہ جواب نہ دینے والا جرح سے مجروح کر دیگا پھر بھی فرضی خط کو نقل کیا جاتا ہے۔ جو خود اُن کے عقائد کے بھی خلاف ہے پھر یہ بھی معلوم نہیں۔ اس خط فرضی کے نقل کرنے سے کیا فائدہ تھا۔

قولہ۔ غرض مصنف جملہ علمائے کرام سے عرض ہے کہ باوجود کم علمی کے احقر کی پہلی کوشش ہے اگر اس کتاب میں خلاف شریعت مصطفوی احقر کی کوئی بات نظر آئے تو مشردلائل قویہ سے اس سے آگاہ کریں تاکہ اس عقیدہ کی درستی ہو جائے

بلفظہ صفحہ ۱۶۶ سطر ۲

اقول مجیب صاحب کی یہ عرض اپنے وہابیہ علماء سے ہے سوائیکے آٹھ کس علماء نے آنکھیں بند کرکے تقاریظ لکھدیں۔ اور آپ کی کم علمی پر کچھ خیال نہیں کیا۔ انکو بھی اپنی کفریات میں لپیٹ لیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ آپ کی پہلی کوشش ہے، بقول شخصے سر منڈواتے ہی اولے پڑے مجیب صاحب! باوجود کم علمی کے آپ کو ایسی جرأت کرنی نہیں چاہیئے تھی کہ جو کتاب ہندوستان اور پنجاب کے بڑے بڑے جید و فاضل معتبر علماء کرام کی مصدقہ تھی اسکے خلاف برائے نام منہ کھولتے

اور ایسی کاروائی کرتے کہ خود بھی کفر کا تمغہ حاصل کرتے اور آپنے چند علماء کو بھی اپنے ساتھ کر لیتے۔ آپ کے علماء تو آپ کو کچھ نہیں بتلائیں گے جو آپ کے عقیدہ کی درستی ہو جائے لیکن میں آپ کو از راہ نصیحت اطلاع کرتا ہوں کہ جو کچھ آپ نے میری کتاب کے جواب میں برائے نام لکھا ہے وہ کلیۃً خلاف شریعت مصطفوی ہے آپ اس میری کتاب کو پڑھیں۔ اور اپنے عقیدہ کی درستی کریں۔ اور آئندہ کے لئے اختیار کریں۔

الحمد للہ آپ کی کتاب یا رسالہ کا جواب الجواب خدا کے فضل سے پورا ہو گیا۔ اور انوار آفتاب صداقت کی جلد دوم سے موسوم ہو گیا۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ آپ نے برائے نام جواب لکھا۔ اور اس میں سے دسن ابواب ذیل کی بابت ایک حرف بھی نہ لکھا۔ اس کا موجب کیا ہے کیا وہ دسن ابواب نظر نہ آئے یا عمداً چھوڑ دیا یا ان کے عبارات میں روح پر صدمہ ہوا یا مشکلات اہم پیش آئیں۔ یا کسی نے آپ کی مدونہ کی یا ان کو بسر تسلیم قبول کر لیا اور آپ کے مقرظین نے بھی اس بات پر غور نہ کیا اور یہ لکھدیا کہ ایک ضخیم کتاب کا جواب چند اوراق میں دیا گیا

وہ دسن باب کتاب انوار آفتاب صداقت کے جنکے جواب میں ایک حرف بھی نہیں لکھا

(۱) باب دہم عقیدہ نمبر ۱۔ وہابیہ دیوبندیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ براہین قاطعہ صفحہ ۳۔

(۲) باب دوازدہم عقیدہ نمبر ۱۶ وہابیہ دیوبندیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے بلفظہ حفظ الایمان مولوی اشرف علی دیوبندی صفحہ ۷

(۳) باب سیزدہم عقیدہ نمبر ۱۷۔ ۱۸ وہابیہ دیوبندیہ۔
عقیدہ نمبر ۱۷۔ خدا سے ہمکو کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

نہیں۔ ع باخدا دیم کار دبار خلائق کار نیست (بلفظہ بیسط البنان مولوی اشرف علی)

عقیدہ نمبر ١٨: حق سبحانہ تعالےٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً (ایضاح الحق مولوی اسمٰعیل صفحہ ٣٥ و ٣٦)

(١٤) باب پانزدہم عقیدہ نمبر ٢٠۔ وہابیہ دیوبندیہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا خیال نماز میں اپنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظہ (صراط مستقیم مولوی اسمٰعیل صفحہ ٨٦ سطر ١٣)

(١٥) باب نوزدہم مولوی محمد عبد الحمید صاحب مفتی لودہیانہ کی طرف معترض کا خطاب اور اس کا جواب۔

(١٦) باب بستم میرے ایک خط کا جواب اور ساتھ ہی جواب الجواب اور رسالہ التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بمہند مؤلفہ مولوی خلیل احمد انبہٹوی کا فرضی اور جعلی ہونا۔

(١٧) باب بست و یکم مولوی اکبر حسین واعظ ساڈہوری کی علمیت اور تقوےٰ و طہارت دینی اور ترقی قومی کی کیفیت۔

(١٨) باب بست و دوم وہابیوں کے تاریخی حالات مختصراً کہ وہابی لوگ کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا۔

(١٩) باب بست و سوم فتاوےٰ کفر وہابی نجدیوں اور انکی تقویۃ الایمان پر۔ (٢٠) باب بست و چہارم مختصر فہرست کتب جو تقویۃ الایمان کی تردید میں علمائے کرام کیطرف سے لکھی گئیں

یہ دس باب ہیں۔ جن کا جواب دینا تو کجا ان کو دیکھا بھی نہیں گیا اور پھر تعلی و تحدی اور شیخی سے یہ کہا ہے کہ کتاب انوار آفتاب صداقت کا جواب منہ توڑ دیا گیا ہے

اور تمام اعتراضات کو توڑ دیا گیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جھوٹ بولنا شیر مادر ہے۔

مجیب صاحب۔ سوچئے اور غور کیجئے اور آپنے عقائد باطلہ سے توبہ کیجئے۔ ورنہ قیامت کو پچھتانا کچھ سود نہ ہوگا۔ ع

من آنچہ شرط بلاغ است باتو مے گویم | تو خواہ ازاں پند گیر خواہ ملال
ہمارا کام کہدینا ہے۔ سمجھو | تمہیں اختیار ہے۔ سمجھو نہ سمجھو

آخری گذارش راقم الحروف

الحمد للہ علے احسانہ رسالہ اثبات اثبات التوحید مؤلفہ محمد حسین صاحب طبیب ساکن موضع کوٹ بھٹہ ضلع گوجرانوالہ کا جواب جو میری مبسوط کتاب مسمی انوار آفتاب صداقت کے برائے نام جواب میں ہے ہو لیا علمائے کرام اہل سنت والجماعت اسکو ملاحظہ فرمائیں۔

اب اگر کسی غیر مقلد یا وہابی نے اسکے جواب میں قدم اٹھایا تو اس کو بوجوہات ذیل جواب نہیں دیا جاویگا۔ اور اللہ تعالےٰ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے احکام تاکیدی پر عمل ہوگا۔

اوّل۔ غیر مقلد اور وہابی لوگوں سے ہرچند بحثیں ہوئیں وہ اپنی ضد اور اصرار سے باوجود آیات و احادیث پیش کرنے کے باز نہیں آتے اور حق قبول کرتے نہیں۔ اور نہ یہ بات ان کے نصیب میں ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیشگوئی میں درج ہے جو آگے آتی ہے۔

دوم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین (پ٧) اور اگر تجھ کو شیطان بھلادے تو پھر جس وقت یاد آجائے اسی وقت ظالموں گمراہوں سے الگ ہو جا اور ان کے پاس مت بیٹھ۔ یعنے اگر شیطان کے بھلانے سے تو بدمذہبوں گمراہوں کے پاس بیٹھ بھی جائے تو جسوقت یاد آجائے

اسیوقت ان سے اُٹھ کر چلا جائے۔ کبھی اُن کے پاس نہ بیٹھے۔

سوم۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار
ظالموں بدمذہبوں کیطرف مت جھکو یا ان سے دوستی مت کرو انکی باتوں پر مت لگو
ورنہ تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے گی۔ یعنے ایسے ظالموں بدمذہبو باطلہ عقائد والوں
سے دوستی نہ کرو اور نہ انکی طرف مائل ہو نہ ان سے کلام کرو نہ مائل لکلام وسلام ہو ورنہ
یہ لوگ تم کو بھی دوزخ کی طرف لیجائیں گے تاکہ ان کے اثر بد سے محفوظ رہو

مثنوی شریف

تا توانی دور باش از یار بد ‏ ‏ یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد گر زخم بر جانت زند ‏ ‏ یار بد بر دین و ایمانت زند
صحبت صالح ترا صالح کند ‏ ‏ صحبت طالح ترا طالح کند

احادیث شریف

(۱) **حدیث شریف**۔ حضرت سوید بن غفلہ سے روایت ہے رضی اللہ عنہ
قال علی انی سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول سیخرج قوم فی اخر الزمان احداث
الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایمانھم حناجرھم یمرقون
من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ فاینما لقیتموھم فاقتلوھم فان فی قتلھم اجرا
لمن قتلھم **ترجمہ**۔ فرمایا حضرت علی کرم وجہ نے بیشک میں نے سنا جناب رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے کہ قریب ہے کہ نکلے گی ایک قوم آخر زمانہ میں نوعمر
لوگوں سے انکی عقلیں سفیہ اور کمینوں کی سی ہونگی تمام مخلوق کے قولوں سے جو بہتر قول اللہ تعالےٰ
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے وہی قول اس قوم کا ہوگا یعنے قرآن شریف
اور احادیث شریف ہی بیان کرینگی اور اسی سے حجت پکڑینگی، اور حال ان کا یہ ہوگا کہ
انکا ایمان ان کے گلوں (حلق) سے نیچے نہیں اُتریگا ان کی باتیں صرف زبانی ہونگی، دین
سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے یا تیر کمان سے نکل جاتا ہے
پس جہاں تم انکو ملو ان کو قتل کر ڈالو انکے قتل کرنے میں قتل کرنے والے کو قیامت
کو ثواب ملے گا۔

مطلب اس حدیث شریف پیشگوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہے۔ کہ

وہ قوم آخر زمانہ میں ہوگی جو دین سے ایسی نکل جاویگی جیسے تیر شکار یا کمان سے نکل جاتا ہے
اور پھر واپس نہیں آتا اس کا ذکر پیچھے بھی ہو چکا ہے۔ جب یہ قوم تقلید سے نکل گئی۔ یا
عقائد اہل سنت والجماعت سے دور ہو گئی۔ پھر واپس نہیں آسکتی اور نہ آئیگی۔ اندریں
حالت اس قوم کو مخاطب کرنا یا اُن سے ملنا جلنا عبث اور بے سود ہے۔ پہلے حضرت
علی کرم اللہ وجہ نے ان لوگوں کو قتل کر کے ثواب حاصل کیا تھا چونکہ سلطنت اسلامیہ نہیں
ہے جو اس حکم کی تعمیل کیجا سکے اور ثواب یا اجر کوئی حاصل کر سکے۔ ہاں! سلطنت اسلامیہ
شاہ کابل خد اللہ ملکہ وسلطنتہٗ اس ثواب کے مستحق ہے اگر یقین نہ ہو تو وہاں جا کر عین ا-
لیقین بلکہ حق الیقین اپنے عقائد کا اظہار کر کے حاصل کریں جیسے فرقہ مرزائیہ حاصل کر چکا ہے
چونکہ ہم باشندگان رعایا سرکار انگلشیہ السیاکر نے کے مجاز نہیں اسلئے لازم ہے
کہ ان لوگوں مقاطعہ کریں جیسے کہ حدیث شریف آئندہ میں حکم ہے تاکہ حدیث کی تعمیل
کی گرفت میں نہ آسکیں وہ حدیث شریف یہ ہے۔

(۲) **حدیث شریف صحیح مسلم**۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم
ولا اباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (رواہ مسلم) حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ
ہوں گے آخر زمانہ میں کچھ مکار جھوٹے لوگ وہ ایسی ایسی باتیں یا حدیثیں تمہارے پاس بیان
کریں گے جو نہ تم نے کبھی سنیں اور نہ تمہارے باپ دادوں نے سنی ہونگی۔ بس بچو تم
ان سے اور دور ہو جاؤ ان سے اور دور کرو ان کو اپنے پاس سے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ
تم کو گمراہ کردیں اور فتنہ میں ڈالدیں۔

یہ حکم حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت تاکیدی ہے اور ان لوگوں کے
حق میں پورے طور پر ثابت۔ جسکی تشریح مفصل پہلے کر چکا ہوں۔ جہاں فرقہ کا ندیویہ
کا ذکر ہوا ہے پس آئندہ کے لئے ان لوگوں کو مخاطب نہیں کیا جائیگا۔ یہ کتاب جزاء اب
الجواب اپنے بھائی احناف اہلسنت والجماعت مقلدین کی اطمینان اور خوشنودی کیلئے
مکھدی ہے اور غیر مقلدین اور وہابیہ جماعت کے راہ راست پر آنے کی امید نہیں
ہے کیونکہ جو لوگ حضور فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صدق الصادقین نے فرمایا تھا۔ وہ

پیشگوئی سچی اور پوری ہوگئی کہ وہ تیر کی طرح دین و اسلام کی کمان سے نکل چکے ہیں انکی واپسی کی امید نہیں۔ البتہ مرتدین خالص کی واپسی کی امید ہے کہ وہ پھر اسلام میں داخل ہو جائیں۔ چنانچہ مرزائیہ مرتدہ کے چار پانچ اشخاص میرے واعظوں اور کئی دیگر علماء کے وعظوں سے مشرف باسلام ہو چکے ہیں اور اسیطرح آگرہ اور مظفر ادغیرہ کے فتنہ ارتداد کے موقع پر جب کہ فقیر راقم الحروف بھی وہاں موجود تھا کئی مرتد شدہ لوگ توبہ کر کے پھر داخل اسلام ہوئے مگر غیر مقلد وہابی جب وہ تیر کیطرح دین سے نکل چکے ہوں۔ کبھی اور کہیں واپس نہیں ہوتے یہ ہے صداقت پیشگوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔ لہذا ان کے ساتھ بحث اور مناظرہ بھی فضول اور بے سود ہے ان کا عقیدہ ہی یہ ہے کہ ہمارے سوا دنیا کے تمام مسلمان سب کے سب کافر اور مشرک ہیں اور اس عقیدہ پر وہ ہے کی پیڑھ کیطرح پختہ ہیں۔ جس کا ٹوٹنا محال ہے اور صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص مسلمان کہلا کر کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہتا ہے۔ وہ کافر خود اسی پر الٹ پڑتا ہے اور وہ ضرور کافر ہو جاتا ہے پس اندریں حالت اگر کسی وہابی غیر مقلد وغیرہ نے اس کے جواب میں اسیطرح بیہودہ گوئی میں قلم اٹھایا جیسے اس رسالہ اثبات التوحید کے مؤلف نے کیا ہے تو کبھی جواب نہ دیا جائیگا۔ ہاں متانت یا تہذیب سے اگر ہو تو بایں شرط ضرورت مضائقہ نہیں۔

ہماری اہلسنت والجماعت اور وہابیہ دیو بندیہ اور غیر مقلدین کی فیصلہ کی تجویز اور صورت اسطرح پر ہو سکتی ہے ہمارا آخری فیصلہ تین طریق سے ہو سکتا ہے وہ یہ ہے۔

اول۔ میں اور مجیب صاحب دونو پہلے مکہ معظمہ میں جائیں اور علمائے کرام اور مفتیان عظام حنفی۔ مالکی شافعی۔ حنبلی۔ ہر چہار مذاہب کی خدمت میں دونوں کتابیں **انوار آفتاب صداقت اور اثبات التوحید** پیش کیجائیں جو فیصلہ وہ فرمائیں اسکو تسلیم کر لیا جائے۔ ہم دونوں اپنا اپنا خرچ برداشت کریں اور فیصلہ جس کے حق میں ہو اس کا خرچ بھی دوسرا شخص ادا کرے۔

دوم۔ اگر مجیب صاحب حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً سے انکار کر کے اس

طرف رخ نہ کریں اور سفر طویل اور خرچ قلیل کا بہانہ کریں تو سب سے نزدیک صرف دو چار دن کا سفر سلطنت اسلامیہ کابل میں چلکر بمنظوری امیر المومنین اعلیحضرت حامی ملت بادشاہ امان اللہ خلد اللہ ملکہ کے علمائے کرام سے اُنکے روبرو ہر دو کتب پیش کر کے فیصلہ کرالیں اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو یوں ہی سہی۔

سوم۔ سہلترین فیصلہ گھر بیٹھے بٹھائے اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ تمام **عالم اسلام کا دینی ہائی کورٹ بلاد حرمین شریفین** زادہما اللہ شرفاً و تکریماً **مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ** ہے وہاں مقدمات فیصل شدہ کے فیصلوں کو جو سالہا سال سے طے شدہ ہیں ان کو قبول کر لیا جائے اور سب سے **اول فیصلہ ضروری تقلید شخصی کا ہے**۔ جسکی بابت مجیب صاحب کی درفشانی یوں ہے "**افتراق امت کا موجد خصوصاً تقلید شخصی ہے**"۔ بلفظہ صفحہ ۲۶ سطر ۱۳۔ اثبات التوحید

اگر کوئی وہابی ان ہر سہ طرق مذکورہ بالا کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو اسکا گریز اور لاجواب ہونا تصور ہوگا اور پھر اسکو بموجب احکام الٰہی اور اس کے رسول رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخاطب نہ کیا جائے گا اور بس۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ۔ سخنم چو روز روشن ہمہ لاجواب گویم

اور یہ بھی

ہفتاد و دو فرق حسد کے عددسی ہیں ۔ اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سی ہیں

دُعا

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب وصلی اللہ علیہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

راقمہ اثم فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ وانسپکٹر پولیس پنشنر

۱۶۔ جمادی الثانی ۱۳۴۳ھ

سوط عالماتہ

بجواب

شریعت کا تازیانہ

مجیب۔ صاحب نے اپنی کتاب کے اخیر پر مولوی خرم علی بلہوری وہابی کی ایک نظم لکھی ہے۔ اس کا جواب بھی جو مولینا انوار الحق علیہ الرحمۃ اتالیق شاہ دکن نے لکھا تھا یہاں لکھدیا جاتا ہے تاکہ تکمیل پوری ہو جائے (مولوی محمد انوار الحق علیہ الرحمۃ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کی قدرت کامل عیاں ہے / اسی کی ساری قدرت ہے جہاں ہے
دیئے انسان کو ہیں فہم و ادراک / کیا کرتا ہے جس سے سیر افلاک
اسی کے قبضۂ قدرت میں سب ہے / ہیں سب مخلوق اور سب کا رب ہے
اسی کے ہاتھ ہے ساری خدائی / خدائی سب اسی کی ہے بنائی
اسی نے دی ہے عظمت انبیاء کو / کرامت بخشی اس نے اولیاء کو
سنو یارو نصیحت کرتے ہیں ہم / سے مانوس ہو شاد و خرم
تو پھر دشمن جو ہو کوئی خدا کا / بھلا کیونکر نہ وہ محتاج ہو گا

منجانب قاضی فضل احمد عفا اللہ مؤلف کتاب ہذا

کہاں لکھا ہے یہ قرآن کے اندر / ہیرے محتاج ہیں پیر و پیغمبر
بتاؤ کونسی آیت ہے اس میں / لکھا ہو اس طرح مضمون جسمیں
یا کر نام قرآن کا بہکاؤ / اگر سچے ہو تو وہ آیت دکھاؤ
کرو توہین مت پیغمبروں کی / مروت صورتوں میں ہیں بزرگی

حضرت مولنا انوار اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ذرہ تو بھائیو خالق سے شرماؤ / بہت بھٹکے کبھی راہ پر تو آؤ
کبھی حاجت جو پیش آتی ہے تمکو / تو پھر کیسی وہ بھٹکاتی ہے تم کو

ہراک کے پاس لے جاتی ہے تم کو / نہیں ایمان کی پاس آتی ہے تم کو
کبھی ہندو سے مانگیں جا کے حاجت / کریں گا ہے کرشٹاں سے لجاجت
کبھی نیچر کی کرتے ہو خوشامد / خوشی آمد ہر کہ را کر دی خوشامد
کبھی ہو پارسی کے پاس جاتے / اور اس کے سامنے ہو گڑگڑاتے
کہا حالانکہ ختم المرسلین نے / ہمارے رحمۃ اللعالمین نے
کہ گر ہو نعل کے تسمے کی حاجت / تو وہ بھی رب سے ہی چاہنت
خدا نے جس پہ تم لائے ہو ایمان / یہ فرمایا سنو اس کا ہے فرمان
جو محبوبین حق کی ہو یہ حالت / نہ ہووے اسمیں جب بالذات طاقت
تو پھر اعدائے حق سے کیا ہے امید / ٹھکانا جن کا ہے دوزخ میں جاوید
بھلا پیروں سے ہی اتنی تو امید / سفارش سے وہ کر سکتے نہیں تائید
محبانِ خدا جا ہیں جو حق سے / تو پھر مطلب بھلا کیونکر نہ نکلے
سنو یارو یہ باتیں دل لگا کے / نہیں قدرت کسی میں جز خدا کے
جیں بت مبغوض حق سو ان کے محتاج / بنے بیٹھے ہوئے ہیں خود مہاراج
اگر کچھ مانگنا ہو رب سے مانگو / سفارش اس کے محبوبوں سے چاہو
تردد میں دوئی ہوتی ہے یارو / جو کچھ ہو مانگنا خالق سے مانگو
بزرگوں سے اگر کچھ چاہتے ہو / اور ان کو مستقل گر تم نہ سمجھو
تو پھر یہ مانگنا حق ہی سے ہو گا / دلی کی بس سفارش کا ہے ٹیکا
اگر چاہے سوال ان کے کسی سے / کوئی مقصود دشمن سے خدا کے
تو یہ ممکن نہیں کہ مانگتا ہو / خدا سے واسطہ کر کے عدو کو
بھلا مشرک ہے جس نے ایسا مانگا / نہ کہیئے اسکو مشرک تو کہیں کیا
جو سمجھے مستقل غیر خدا کو / کہیں مشرک ضرور اس بے حیا کو
عدو اللہ کی سنت اور مسلمان / ذرہ سوچو تو کیاس تبے یہ ایمان
کہ ہاں اکھڑوا دو مزاریں اولیاء کی / جو ممکن ہو تو قبر مصطفیٰ بھی
شہیدوں کی بھی قبروں کو سراسر / زمین کے ساتھ کر دیجے برابر
نشان ان کا کہیں رہنے نہ دیجے / اثر ان کا مٹا دیجے زمین سے

سبب یہ ہے کہ شیطان پر ہے لعنت   اسے رحمت سے ہوتی ہے اذیت
اور ان حضرات کی قبروں پہ دائم   نزول رحمت خالق ہے پے ہم
تو مارے رشک کے چاہتا ہے مردود   کہ کھدوا کر انہیں کر دیوے نابود
نکالا اس نے ڈھنگ اس نے ایسا   کہ مٹ جائے جہاں سے نام ان کا
نہ ہووے تا کہیں ذکر ان کا مطلق   اثر آوے نہ اس جا رحمت حق
مگر کیا کر سکے بیچارہ شیطان   خدا ہووے کسی کا جب نگہبان

از جانب قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مصنف کتاب ہذا

یہ پیشگوئی مولانا کی   ہوئی ہے پوری اب مرضی خدا کی
ہے تینتالیس اور تیرہ سو ہجری   حقیقت ہو بہو ایسی ہی گذری
گرائے مکہ کے سارے مزارات   صحابہ اور بزرگوں کے آثارات
اور ام المومنین کے مقبرے کو   بڑی توہین سے توڑا ورے کو
پھر اس پر مارے بندوقوں کے گتے   بڑی گستاخی سے اس پردہ کو دے
کہا اٹھ کر کے ہم سے ہو مقابل   اگر کچھ تم میں ہے تو ہو مقابل
گرایا مولد حضرت نبی کو   اسی کے ساتھ بی بی فاطمہؓ کو
کہا یہ بت ہیں سارے کافروں کے   بنائے اس جگہ ہیں آذروں کے
گرایا مسجد حمزہ اور جن کو   بلالؓ اور انا اعطینا شنون کو
ہوئی پھر سبز گنبد پر چڑھائی   وہاں بھی گولہ باری جا کرائی
کیا شق روضہ اطہر کو قلیلاً   صنم اکبر سے کہہ کر کے دلیلاً
کیا مسمار روضہ اور مسجد   امیر حمزہ عالی و امجد
کیا ہے شیخ نجدی نے یہ ایسا   تسلط ہو گیا مکہ پر جس کا
ہے اس کا نام ابن سعود نجدی   وہابی سخت ہے مردود ازلی
اور اس کے نامہ اعمال میں یہ   کفر کے کام لکھے جائیں گے یہ
فرشتے آئیں گے جبھی خدا ہی   قبر میں ہیں گے قبر اسکی شتابی
پکڑ کر عنق سے پھر پھونک دینگے   جہنم نار میں سر ٹھوک دینگے
نکل جائے گا تب اس کا کچومر   پھٹیگا مغز پھر اس کا سراسر

مزہ چکھے گا گستاخی کفر کا   گڑھا ہو گا وہ ہاویہ سقر کا
وہاں پہنچے گا ہیں گے برابر   جہاں دادا بھی ہو گا اور برادر
اسی کے ساتھ ہیں ہندی وہابی   سبھی لامذہب دیوبندی وہابی
خدایا پاک کر مکہ مدینہ   نکل جائے وہ نجدی کمینہ

کلام حضرت مولنا انوار اللہ علیہ الرحمۃ

نہ جانو ان کو خاکی مثل اپنے   فرشتوں سے ہیں برتر ان کے رتبے
بھلا ان کافروں سے مانگنا کیا   وسیلے کو نہیں بس اولیا کیا
کہ بے باکانہ یوں پوچھے یا الہی   دیئے کیوں ان کو رتبے لاتناہی
جو کچھ تم جانتے ہو اولیا سے   وہ سب بے شبہ ہوتا ہے خدا سے
تو مانگو واسطے سے اولیا کے   دلا دینگے دعا کر کے خدا سے
غلط فہمی ہی دیکھی ان سے اکثر   یہ نادان دوست ہیں دشمن سے بدتر
قصور فہم کو کوئی کرے کیا   تھا مطلب کچھ تو کچھ کا کچھ ہی سمجھا
ہوا اچھا بہت ہی خیر گذری   جو ہمنے جلد شرح تحقیق لکھی
دگر نہ مطلب اشعار بے فور   عزیزوں نے بنا رکھا تھا کچھ اور
کہیں فرط محبت سے جو وہ بات   نکل آئے کہ جس کا ہو نہ اثبات
بیاں اتنی نہ کر ان کی فضیلت   کہ کچھ کا کچھ سمجھ لیں اہل بدعت
خدا مختار ہے چاہے سو کہدے   وہی جانے دیئے انکو جو رتبے
اگر ارشاد بعضی ہوا ہے   دگر ہی
تو ہم کہتے ہیں لائے دل سے ایمان   اگرچہ فہم معنی میں ہے حیران
مگر دے ہمکو وہ انوار ایماں   الہی جس سے سمجھیں تنزل فرقان

فہرست کتب مصنفہ قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ مؤلف ہذا

(۱) مفید النساء۔ چھوٹی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے مطبوعہ سنہ ۱۸۸۴ء کمیاب
(۲) میزان الحق۔ ایک وہابی کے رسالہ کی تردید " سنہ ۱۸۹۲ء "
(۳) گفتگو جمعہ۔ مولوی محمود شاہ چھچھ ہزارہ سے بحث " "

(۴) شطرنج بازی حرام ہے ایک دوست کے لئے نصیحت مطبوعہ سنہ ۱۸۹۶ء کمیاب

(۵) کلمۂ فضل رحمانی (بجواب) اوہام غلام قادیانی مصدقہ علماء کرام سنہ ۱۸۹۸ء لاہور سے مل سکتی ہے

(۶) الامانہ بالعمامۃ والصلوٰۃ بالمروحۃ مطبوعہ سنہ ۱۳۳۹ھ "

(۷) پیام ذو الفقار علی برگردن خاطی مرزائی فرزند علی " سنہ ۱۳۳۹ھ "

(۸) الدر المکنون فی دعا دافع الطاعون " سنہ ۱۳۳۶ھ جہلم

(۹) جیبۃ خاطر۔ غلام رسول انسپکٹر پولیس مرزائی سے تحریری بحث سنہ ۱۳۳۳ھ لاہور انجمن نعمانیہ

(۱۰) ازالۃ الریب عن مبحث علم الغیب دو حصہ۔ مولوی ثناء اللہ سے بحث سنہ ۱۹۲۰ء

(۱۱) انوار آفتاب صداقت مبسوط کتاب رد وہابیہ دیوبندیہ صفحہ ۱۲۶۰ سنہ ۱۳۳۷ھ لاہور مطبع کریمی

(۱۲) کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟ جناب ہرگز نہیں۔ غیر مطبوعہ سنہ ۱۳۳۷ھ

(۱۳) عہدۂ پولیس کی ملازمت سنت و حلال ہے۔ مطبوعہ سنہ ۱۳۴۰ھ مؤلف سے

(۱۴) افتتاح الہدایت۔ رد شیعہ۔ غیر مطبوعہ سنہ ۱۳۴۱ھ

(۱۵) خالص جمیعت الاسلام رد وہابیہ مطبوعہ سنہ ۱۳۴۲ھ سورت سے

(۱۶) تردید فتوے ابو الکلام آزاد و مولوی محمد علی مرزائی " سنہ ۱۳۴۲ھ

(۱۷) اطلاع حالات داہیہ فرقہ گاندھویہ وہابیہ نجدیہ غیر مطبوعہ سنہ ۱۳۴۳ھ انجمن حزب الاحناف

(۱۸) آہ وصد آہ ابن سعود نجدی ظالم " سنہ ۱۳۴۳ھ
قرن الشیطان اعمٰی کے شیطانی کام " سنہ ۱۳۴۳ھ تاریخی
سرائے حبیب مکہ میں مساجد و مزارات کا انہدام " سنہ ۱۳۴۳ھ نام

(۱۹) مخزن رحمت برد قادیانی دعوت مطبوعہ سنہ ۱۳۴۵ھ مؤلف سے

(۲۰) اتفاق و نفاق بین المسلمین کا موجب یکھا کون ہے؟ " سنہ ۱۳۴۵ھ انجمن نعمانیہ لاہور

فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لودھیانہ

ملک سراج الدین اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور